

شریک پاکستان میں علماء اہلسنت کی مجاہدانہ خدمات کا دستاویزی نقش



# پاکستان بنانے والے علماء و مشائخ (ایک تاریخی دستاویز)

مولانا محمد جلال الدین قادری

عالمی دعوتِ اسلامیہ

۱۔ فصیح روڈ - اسلامیہ پارک - لاہور فون: ۳۵۹۴۰۰۳

# مَورِخِ پاكِستان ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

جب میں علماء اہل سنت کے موضوع پر تحقیق کر رہا تھا تو میں نے محسوس کیا کہ جو کچھ تحریک جہاد کے بارے میں اب تک لکھا گیا ہے وہ سب یک طرفہ ہے، اس موقع پر میں نے پروفیسر شاہ فریدانقی سے رجوع کیا اور ان کے ذریعہ سے کچھ مواد حاصل کیا۔

تقریر - مجلس مذاکرہ ۴ فروری ۱۹۷۵ء کراچی  
مکالمہ اجنامہ فیضان، شمارہ مارچ ۱۹۷۵ء، صفحہ ۳۱



خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس

محمد جلال الدین قادری (گجرات)

سعید احمد

ملک محبوب الرسول قادری

عالی دعوت اسلامیہ

گیلان پریس، ذوالقرنین چیمبرز، گنپت روڈ لاہور۔

۳۳۸

شوال المکرم ۱۳۹۸ھ، ستمبر ۱۹۷۸ء

۱۳۱۶ھ، ۱۹۹۶ء

ربیع الاول ۱۳۱۸ھ، جولائی ۱۹۹۷ء

کتاب

مرتب

کتابت

طابع

ناشر

پریس

صفحات

طباعت بار اول

طباعت بار دوم

بار سوم

قیمت

ملنے کے پتے

۱۔ عالی دعوت اسلامیہ - ۱۔ فصیح روڈ اسلامیہ پارک لاہور

۲۔ مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

۳۔ ضیاء القرآن، پبلیکیشنز - گنج بخش روڈ لاہور

۴۔ مکتبہ قادریہ - راتہ دربار مارکیٹ (نزد سٹا ہوٹل) لاہور۔



کی یہ داستان فاضل مورخین کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی اور انہوں نے اپنی تصانیف میں اس داستان کا ذکر مختصراً پیش کیا ہے۔ مثلاً "تاریخ نظریہ پاکستان" میں پیام شاہجہان پوری نے اور "تحریک تاریخ پاکستان" میں پرو فیسر شیخ محمد رفیق، پرو فیسر سید مسعود حیدر بخاری اور پرو فیسر شتارا احمد چوہدری نے۔

مجھے موزع ہونے کا قطعی دعویٰ نہیں اور نہ میں تحریر کا انداز رکھتا ہوں، لیکن تاریخ کا ایک طالب علم ضرور ہوں اور سینہ میں اسلاف کی عظمت جاگوں ہے، خطبات اہل انڈیا سنی کا انفرنس کی تدوین و ترتیب و اصل اس نا انصافی کے اڑانے کی ایک کوشش ہے جو انہوں کی کوتاہی اور غیروں کی جانبداری کی وجہ سے "تاریخ" بن گئی نہیں جسے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ مختلف کتب تواریخ و سوانح مستند و سادہ و نثرات و قدیم رسائل و اشعارات سے مختصر اور موزوں مواد جمع کر دوں۔

"آل انڈیا سنی کانفرنس" کی مفصل اور مکمل تاریخ مرتب کرنے میں ایک سروسے سے معروف ہوں یہ ایک طویل اور کمشن کام ہے، مواد کی کمی یا اس کی وسعت کام کی رفتار پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس طویل عمل سے عہدہ برآ جوئے کے لئے ایک وقت دکھ رہے لیکن حالات کی بکار مرید مہلت دینے کے لئے تیار نہیں، اس کے لئے یہ صورت نکالی کہ "آل انڈیا سنی کانفرنس" کی تاریخ مرتب ہونے تک اکابر اہل سنت کے وہ خطبات شائع کر دیئے جائیں جو مختلف اوقات میں سنی کانفرنس کے اسٹیجوں پر پڑے گئے۔ اس سے دو عرف نامہ ہوگا: متعصب اور معاند کے لئے یہ خطبات نماز خانہ عبرت ہوں گے اور حقیقت پسند کے لئے "باعث مسرت"۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر کی مختلف سرگرمیوں کو جمع کرنے کے علاوہ یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ اس ذمت تک تقریباً ایک سو بیس اجلاسوں کی کاروائی دستیاب ہو چکی ہے، جو آل انڈیا سنی کانفرنس کے زیر اہتمام برصغیر کے گوشہ گوشہ میں منعقد ہوئے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اس کثیر تعداد میں اجلاس — اس کی ہر گہری پر ولات کو دے ہیں۔ ان اجلاسوں سے جو اثرات مرتب ہوئے وہ انشاء اللہ اللہ عز و جل آپ نابک آل انڈیا سنی کانفرنس میں ملانے کریں گے۔

خطبات کی ترتیب و تدوین کا انحصار بظاہر میری انفرادی کوششوں کا نتیجہ ہے مگر حقیقت

## شہزادہ سعید الرشید محمود عباسی

(ولی عہد سابق ریاست بہاولپور پاکستان)

میں پاکستان کے تاریخ اور ثقافتی تحقیق کے کمیشن سے استبداد کرتا ہوں کہ وہ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ مرتب کرتے وقت ان پاک بستیوں کی تحریک آزادی میں جدوجہد کا ذکر خیر، نصاب تعلیم میں نمایاں طور پر پیش کریں تاکہ آنے والی نسلیں ان بزرگوں کی تعلیمات سے پوری طرح مستفید ہو سکیں۔

بحوالہ سات تلے از حکیم محمد حسین بد

مذہب ۱۹۰۹ء ۸ صفر



ہیں۔ میرے متعدد کرم فرماؤں کے تعاون اور حوصلہ افزائی کا مرعون منت ہے۔ اس سلسلہ میں  
 کمری حکیم محمد موسیٰ امرت سوری، صدر مرکزی مجلس رضا، لاہور کی رہنمائی مجھے منزل مقصد تک  
 لے آئی۔ مولانا فزاہی میں حکیم صاحب موصوف کی کوششیں سب سے زیادہ ہیں۔ اسی  
 سلسلہ میں محترم پروفیسر محمد ایوب قادری، ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مولانا الحاج پیر غلام قادر اشرفی،  
 مولانا غلام محمد سہروردی، مولانا محمد نادر دینی، درگاہی، گجراتی، جناب سید نور محمد قادری، محترمہ بیگم  
 پروین آف مائیکل شریف، جناب محمد صادق قصوری، مولانا مظفر اقبال، رضوی، مولانا غلام محمد  
 نور مولانا حافظ محمد عبد کریم قادری (عرفت گنج، لنگھویش) کا تعاون بہت اہم ہے۔ عوزی الکرام  
 مفتی محمد عظیم الدین، مولانا محمد عالم نقشبندی، مولانا صاحبزادہ محمد حبیب اللہ فیضی، جناب محمد رفیق  
 خاں، مولانا غلام محی الدین اور جناب مختار احمد منہاس کے معیہ مشورے میرے لئے مفید ثابت  
 ہوئے، اور اس سلسلے میں عوزی مظفر اقبال نیازی کا تعاون بھی ایک نادر اور قابل ذکر مثال ہے۔ بلا  
 ارکین، مرکزی مجلس رضا کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے، اس لئے کہ اہل سنت کے فاضل اور جوانوں  
 کو تالیف و تصنیف کے میدان میں کھڑا کرنے کا سہرا اس خصال ادارے کے سر نہ ہوتا ہے۔  
 میں اپنے تمام کرم فرماؤں کے پرنٹوں و جزیات کے لئے شکر کے دسی الفاظ میں ادا کرنے کی  
 جرات بھی نہیں کر سکتا، رب العزت کی ہر گاہ عالیہ میں دعا ہے کہ ان کی ساعی حمید کو قبول فرمائے۔ آمین!  
 اس کتاب میں شامل مواد زیادہ تر دبیرہ سکندری رام پور سے لیا گیا ہے۔ اس پرچہ کو تحریک  
 پاکستان کے دور میں خصوصی اہمیت حاصل تھی یہاں تک کہ اس کی قلمی خدمات سے متاثر ہو کر  
 مولانا مظفر علی خاں صاحب نے یہ شعر کہا تھا۔

جس نے سکھائی ہے ہمیں رسم و رواج سکندری

ہے وہ صحیفہ میں دبیرہ سکندری

محمد جلال الدین قادری مفتی  
 سرلئے عالم گیر

یوم شعبان ۱۴۰۵ھ، جولائی ۲۰۸۴ء

دبیرہ سکندری، شملہ ۱۲، اپریل ۱۹۸۴ء ص ۸

## پاکستان اور سنی علماء و مشائخ

یہ ایک مسئلہ حقیقت ہے کہ برصغیر کی مسلم آبادی کا اسی فیصد اہل سنت و جماعت  
 پر مشتمل ہے اور جب کبھی بھی اسلام کے غلات سازش کی گئی، سنی علماء و مشائخ نے  
 اس کا مقابلہ اپنا ذہنی فریضہ سمجھا، سن ستاون کی جنگ آزادی شروع سے آخر تک  
 علماء و مشائخ کی کوششوں کا نتیجہ تھی، اس جنگ میں علماء و مشائخ اہل سنت کے  
 فتویٰ جہاد نے وہ کام کیا، جو بڑی بڑی عسکری قوتوں سے ناممکن تھا، اسیر جزیرہ اٹلان  
 مولانا افضل حق نیر آبادی، مفتی عنایت احمد کاکوری، مولانا کنایت علی کافی شہید  
 مراد آبادی، مولانا سید احمد اللہ شہید مدرسی، مولانا فیض احمد عثمانی، مولانا یاج الدین  
 مراد آبادی، مولانا رسول بخش کاکوری، مفتی صدر الدین دہلوی علیہم الرحمۃ والرضوان اور  
 ان کے احباب و تلامذہ اکابر سنی علماء نے رہائیں فرنگی سامراج سے کھلانے، اسلام  
 کے تحفظ کے لئے جان و مال کی بازی لگا کر شمع حریت کو ابدی تابانی بخشی۔

اور انگریز کے خلاف ”سب سے پہلی تحریک آزادی“ کا سنگ بنیاد رکھا، جو تاریخ میں  
 ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے نام سے مشہور ہے۔ آزادی کی یہ جنگ سنی علماء و مشائخ

کے جذبات سماوی اور خدمت دینی کا ایک روشن باب ہے۔ بعد میں روغابہ نے والی  
 تمام تحریک کو اسی تحریک آزادی کے سلسلہ کی کڑیاں اور جذبہ حریت کے اس سلسلہ میں



لی روشنی کی کرنیں کہا جائے گا۔

ہنا کر دند خوش رہے سجاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ہفت روزہ "اقدام" لاہور نے سنی علماء و مشائخ کی جاننازی کا یوں مترادف کیا ہے۔

۱۔ مخالفان مذہب نے جب مسلمانوں کے آخری جانناز محمد سلطان ٹیپو

شہید علیہ الرحمۃ کو اپنے راستے سے ہٹایا تو اب علماء سنی دینی علماء کے

جانناز محمد بن کے سوا ان کی مزاحمت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ اس کے علمائے

دیوبند انگریزوں کے خلاف جنگ کرنے کے مخالف تھے۔ ۲۔

فرنگی سامراج کے خلاف سنی علماء کی یہ تحریک سب منظم ہونے کے باعث کامیابی

سے ہمکنار نہ ہو سکی، انگریزوں نے بظاہر تحریک آزادی کو کچل دیا، مگر وہ مسلمانوں کے دلوں

سے جذبہ حسرت کو نہ نکال سکے۔ جسم پر قبضہ ممکن ہے مگر دلوں کو غلامی کی زنجیروں میں

جھکوانا ان کے پس کار وگ نہ تھا۔ اسی حقیقت کو مولانا محمد علی جوہر علیہ الرحمۃ نے یوں بیان

فرمایا ہے:

"سخت سے سخت گیر حکمران بھی ایسی زنجیریں تلاش نہیں کر

سکے جن سے ذہنوں کو جھکوا جا سکے" ۳۔

رئیس الاجار مولانا حسرت موہانی نے سفید سامراج کی قید و بند کی صعوبتوں میں

رہتے ہوئے یہ نعرہ حق بلند کیا

۳۔ ہفت روزہ اقدام لاہور، ۲۶ مئی ۱۹۶۳ء

۴۔ ماہنامہ ضیاء محرم لاہور، جولائی ۱۹۶۶ء

"میں برطانوی استبداد کو گھاس کے چند ٹکڑوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتا"

تغصب اور عداوت کی بنا پر سنی علماء کو ————— جنہیں ہم سنی، قریب و دور

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انگریز کا ایجنٹ اور وفادار کہا گیا، نے ہمیشہ انگریزوں

مخالفت میں پہل کی، مشہور نقاد و صحافی شوکت صدیقی لکھتے ہیں:

دورانِ امام احمد رضا خاں (۱۸۵۶ء - ۱۹۲۱ء) کے بارے میں دیوبندیوں

کا یہ الزام کہ وہ انگریزوں کے پروردہ یا انگریز پرست تھے، نہایت گہرا گہرا

اور مضر انگیز ہے۔

وہ انگریزوں اور ان کی حکومت کے اس قدر کٹھن دشمن تھے کہ لغات

پر ہمیشہ ان ٹکٹ لگاتے تھے اور یہ لکھتے تھے کہ "میں نے جلد جہنم

کا سر بیچ کر دیا" انہوں نے زندگی بھر انگریزوں کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کیا۔

مشہور ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے کبھی عدالت میں حاضری نہیں دی۔

ایک بار انہیں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت میں طلب بھی کیا گیا۔

مگر انہوں نے تو بین عدالت کے باوجود حاضری نہ دی۔ اور یہ کہہ کر نہ دی

کہ وہیں انگریز کی حکومت ہی کو جب تسلیم نہیں کرتا تو اس کے عدل و

انصاف اور عدالت کو کیسے تسلیم کر لوں؟" کہتے ہیں کہ انہیں گرفتار کر کے

حاضر عدالت ہونے کے احکامات جاری کئے گئے، بات اتنی برہمی کہ عدالت

پولیس سے گزر کر فوج تک پہنچا، مگر ان کے جانناز ہزاروں کی تعداد میں

سر سے کفن باندھ کر ان کے گھر کے سامنے کھڑے ہو گئے، آخر عدالت

۵۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۳ مئی ۱۹۶۶ء







ایسا ملک غیر تحریر کی صورت اختیار کرتی۔ اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ مولانا احمد رضا بریلوی نے ۱۸۹۷ء میں دو قوی نظریہ "کما بق تصور پیش کیا، وہ ہندو مسلم اتحاد کے بطلان پر ایک عظیم تاریخی دستاویز ہے۔ اسی موقع کی روشنی میں مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی، علامہ اقبال اور قائد اعظم کے لئے ایک اسلامی دیانت کا معاہدہ کرنے کی راہ چھوڑ گئی۔ پاکستان کے قیام اور دو قوی نظریہ کی اشاعت کے لئے سواو اعظم اہل سنت کے علماء و مشائخ اور عام مسلمانوں نے جان کی بازی لگادی۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ”پاکستان“ صرف مسلم لیگ نے بنایا، مگر یہ بات فدا

سلسلہ پر میٹر کی آزادی کے لئے جمعیت العلماء ہند کے اکابر نے بھی انگریزوں کی مخالفت کی، مگر ان کے نزدیک حاصل ہونے والی آزاد حکومت، اسلامی حکومت نہ تھی، بلکہ لادینی ریاست (سیکولر اسٹیٹ) بنانا مقصود تھی، صدر مدرس دارالعلوم دیوبند، اشرف العلماء مولوی حسین احمد صاحب اپنی کتاب نقوشِ نبیات ج ۲، ص ۱۸ پر لکھتے ہیں :-

دوسید صاحب (سید احمد بیگ) کا اصل مقصد جو کہ ہندوستان سے انگریزی تسلط و اقتدار کا قلع تھیں کے باعث ہندو اور مسلمان دونوں ہی پریشان تھے اس بنا پر آپ نے اپنے ساتھ ہندوؤں کو بھی شرکت کی دعوت دی اور اس میں صاف صاف لکھیں بتا دیا کہ آپ کا واحد مقصد ملک سے پروری ہو لوگوں کا اقتدار ختم کر دینا ہے۔ اس کے بعد حکومت کس کی ہوگی؟ اس سے آپ کو غرض نہیں ہے، جو لوگ حکومت کے اہل ہوں گے، ہندو ہوں یا مسلمان یا دونوں وہ حکومت کریں گے۔

آزادیہاں کایہ مفہوم "آزاد" اسلامی ریاست کے تصور سے کتنا دور ہے، یہاں تک

تفصیل طلب ہے۔ اس کے لئے ہمیں ۱۹۵۱ء میں منظور کی جانے والی قرارداد  
و قرارداد لاہور، جسے بعد میں قرارداد پاکستان کا نام ملا، پر غور کرنا ہوگا۔ قرارداد کے  
پہلے کے حالات اور بعد کے واقعات کا تجزیہ کرنا ہوگا۔

تاہم اس امر کی شہادت پیش کرتی ہے کہ مسلمانوں کی کوئی تحریک اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی اور نہ اپنے اندر آفاقیت پیدا کر سکتی ہے جب تک اس مذہبی رہنماؤں کی تائید حاصل نہ ہو۔ "نوادرج" کی ابتدا سے لے کر "تادیانیت" کی صورت میں ختم نہرت کے انکار تک تمام واقعات اس دعویٰ کی تصدیق کے لئے موجود ہیں اس طرح کوئی قرارداد، بالخصوص جب کہ وہ سیاست سے متعلق ہو، برسوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہوتی ہے قرارداد کو جس منظر میں بے شمار واقعات اس کے محرکات ہوتے ہیں، انہیں محرکات کے باعث نظریات قائم ہوتے ہیں، یہی نظریات، مطالبات کی شکل اختیار لیتے ہیں، اگر نظریات میں صداقت ہو اور مطالبات میں جان ہو تو وہی نظریات اور مطالبات "محرک" کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور مذہبی تائید اس تحریک کو منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہے، صرف نظریہ کی بنیاد پر منزل کا حصول دلوانے کی بڑا معلوم ہوتی ہے، مگر صدق و اخلاص اور ثبات و استقلال کی برکت سے یہی خواب جب تبصیر کی صورت اختیار کرتا ہے تو ہر کس و نا کس اس کا ہمنوا بن جاتا ہے۔

ابتدائی طور پر نظریہ پیش کرنا اسی صورت میں ممکن ہوتا ہے جب ماحول کے حالات کا صحیح تجزیہ کے ساتھ ساتھ برسوں بعد پیش آنے والے حالات اور واقعات پر بھی گہری نظر ہو۔ عرف عام میں یہی چیز "دور فراسط" کہلاتی ہے۔ یہی فراست

جب ایمان کی دولت سے مالا مال ہوتی ہے اور انوار ربانی سے ہدایت لیتی ہے تو حقیقت کی کتاب کشافی ہوتی ہے۔ اسی حقیقت کی طرف سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

انصروا فراسة المؤمنين فانه ينظر بنور الله



اسی فرسٹ ایمانی کی بدولت اس سنت کے عظیم رہنما امام احمد ربیلوی قدس سرہ نے ۱۸۹۷ء میں اور اس کے بعد ایک سوال کے جواب میں ۱۹۲۰ء میں جو کہ فرمایا وہی دور قوی نظریہ کی بنیاد بنا آپ نے مسلمانوں کو ہندو اور انگریز کی فریب کاریوں سے بدوقت متنبہ کیا، ڈاکٹر محمد مسعود احمد کہتے ہیں:-

”فاضل بریلوی نے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ۱۵۶۲ء کے مسک کی پرپی کر کے ۱۹۲۰ء میں ۱۳۳۳ھ میں دور قوی نظریہ کی واضح ذیلی دانی میں کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا۔ اسی سال فاضل بریلوی رحلت فرما گئے لیکن وہ اپنے دلچسپ ایک ایسی جماعت چھوڑ گئے جس نے اس مشن کو آگے بڑھا یا چنانچہ آپ کی شاگردی میں ان حضرات نے اپنا کام شروع کر دیا۔۔۔۔۔“

دور قوی نظریہ کا تصور ۱۹۲۰ء میں ہی پختہ ہو چکا تھا اور کانگریسی و سنی علماء کے درمیان زیر بحث رہتا تھا، اس تاریخی حقیقت کا تجزیہ کرتے ہوئے جناب خالد لطیف لکھا اپنی کتاب ”مجموعہ آوازیں“ میں کہتے ہیں:-

”دور قوی نظریہ“ جس پر برسہا برس بحث مباحثے ہوتے رہتے ہیں، آل انڈیا مسلم لیگ یا آل انڈیا مسلم کانفرنس یا دیوبند یا مامونہ علیہ کی تخلیق نہیں تھا، تاریخ شاہد ہے کہ اس نظریہ کا مصنف نہ تو محمد علی جناح تھے اور علامہ اقبال۔

دور قوی نظریہ تو ۱۹۲۰ء میں ایک مشہور اور مسلم نظریہ بن چکا تھا اس وقت جب جمہور کانگریس کے بھانڈے بھولے ہوئے تھے اور ہندو مسلم اتحاد کے سیر ستھے۔

آوازیں، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۱۰، سہفت روزہ افریڈیا لاہور ۲۲-۲۳ مارچ ۱۹۷۷ء، فوٹ، تاریخ اس امر کی شہادت پیش کرنے سے قاصر ہے کہ میں عرب قرآن و

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

امام احمد رضا ربیلوی علیہ الرحمہ نے اس نازک دور میں مسلمانوں کی صحیح اور بدوقت رہنمائی فرمائی جبکہ بڑے بڑے لیڈر گاندھی کی آندھی کا شکار ہو چکے تھے۔ مولانا عبد الباقی فرنگی ملی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، علامہ اقبال اور خود قائد اعظم بھی ایسی ایک ہندو مسلم اتحاد کی مسرت کا نگہ نہ سمجھ پائے تھے۔ اور ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے، ان کی کوششیں بھی اس قسم کے اتحاد کے لئے وقف تھیں، مسلم قومیت کے علمبردار اور فاضل بریلوی کی یہ دورہری مخلصانہ رہنمائی ہی تھی جس سے متاثر ہو کر مذکورہ حضرات بھی آپ کی اور آپ کے حامیوں و خلفاء کی کوششوں سے دور قوی نظریہ کے حامی و مؤید بن گئے۔

نامور محفلی اور تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن جناب محمد شفیع (ممش) نے اس تاریخی حقیقت کا برملا اظہار کرتے ہوئے حضرت فاضل بریلوی کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے:-

”اعلیٰ حضرت تدریس سرو نے جس ایک سوئی اور استقلال سے دور غلامی

میں دین کی عداوت کا مقدس فریضہ سر انجام دیا، جوں جوں وقت گزرتا جائے

گا، اس کا اعتراف امت کے تمام طبقات کو ہوتا جائے گا۔۔۔۔۔ جس وقت

ہمارے اسلاف کی بد اعمالیوں سے سلطنت ہمارے ہاتھ سے چھین گئی تھی

اور جس دور میں سب سے اہم کام اس کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا کہ ملت

کے اجتماع کو پارہ پارہ ہونے سے بچایا جانے ان کے عقائد کو منہ بولے سے

محفوظ رکھا جائے، اور ہر اس سازش کو کچل کر رکھ دیا جائے جس کا مقصد مسلمانوں

(بقیہ حاشیہ ۲۲ سے آگے)

سنت کی روشنی میں امام احمد رضا نے ۱۹۲۰ء میں دور قوی نظریہ مدلل طور پر بیان کیا۔

اس وقت کوئی دوسرا رہنما آپ کا نسیم و شریک ہو۔ (پرست)

۲۷ فاضل بریلوی اور تحریک موالات مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۷۶



دو قومی نظریہ کے داعی کی حیثیت سے امام احمد رضا بریلوی کے انکار و نظریات سے انکار ثابت ہوئے۔ اثر اندازی کی اس حقیقت کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اس طرح بیان کیا ہے:-

”پاک و ہند کے عظیم مفکر اور شاعر علامہ اقبال نے جو پہلے ایک قومی نظریہ کے مؤید تھے اور بعد میں اس کے سخت مخالف ہو گئے تھے، مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی اور فاضل بریلوی کے فتاویٰ رضویہ کا عمیق مطالعہ فرمایا تھا اس لئے ظن غالب ہے کہ علامہ کے انکار و خیالات میں ان دونوں ماخذ نے ایک انقلاب پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے؟“

اس مختصر پس منظر کی روشنی میں یہ بات تاریخی حقیقت بن کر ابھرتی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے بعد دو قومی نظریہ علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت نے پیش کیا، یہی نظریہ قیام پاکستان کی اساس بنا۔ علامہ اقبال نے قیام پاکستان کا مطالبہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں کیا۔ لیکن اس سے تقریباً چھ برس قبل اواخر ۱۹۲۵ء میں اسی ضرورت کا احساس و آل انڈیا سنی کانفرنس، مراد آباد کے اجلاس میں علماء و مشائخ نے دلایا۔ حضرت مجدد الحدت کچھوچھوئی نے ۱۹۳۳ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے موقع پر فرمایا:

”دنیائے بڑی تلاش کے بعد اس تخیل کی ابتدائی کڑی کا نام ڈاکٹر اقبال بتا رہے ہیں اس کو آج شیخے کہ اس پیغام کے لئے قدرت نے عہد حاضر کے مجدد بنائے ہیں جس کا انتخاب فرمایا، وہ ہماری آل انڈیا سنی کانفرنس کے ناظم اعلیٰ اور بانی مہارے

کے دلوں میں محمد علی احمد علیہ وسلم سے غیر فانی محبت کا رشتہ ٹٹا کر غیر اسلامی عقائد کی ختم دہیزی تھی۔ یہ کامیاب علامہ اعلیٰ حضرت نے نہایت نامساعد حالات میں انجام دیا، اس لحاظ سے اعلیٰ حضرت ملت اسلامیہ کے عظیم عمن تھے؟“

جناب! اس کی پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خدمات کا اعتراف اب ہر غیر جانبدار مؤرخ کر رہا ہے۔ اعتراف حقیقت کے ان بیانات میں مشہور مؤرخ اور کالم نگار (نوائے وقت) جناب میاں عبدالرشید صاحب کا بیان خصوصی توجہ کا مستحق ہے، وہ لکھتے ہیں:-

When the Pakistan Resolution was passed in 1940, the efforts of Hazrat Bareilvi bore fruit and all his adherents and followers, including Ulema and spiritual leaders, rose as one man to support the Pakistan movement. Thus, the contribution of Hazrat Bareilvi towards Pakistan is not less than that of Allama Iqbal and Quaid-i-Azam.....

ترجمہ:- سلسلہ میں جب قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو حضرت بریلوی کی کوششیں بار آور ہوئیں اور علماء کرام و پیران عظام سمیت، آپ کے پیروکار اور متوسلین جسد واحد بن کر تحریک پاکستان کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے، اس طرح قیام پاکستان کے سلسلہ میں حضرت بریلوی کا حصہ علامہ اقبال اور قائد اعظم سے کسی طرح کم نہیں۔

سلسلہ روزنامہ نوائے وقت لاہور، جون ۱۹۷۹ء

Islam of the Pakistan Subcontinent, Lahore 1977

14-1-77



صدر الاناضل ایشاد اسلام کی مقبول و برگزیدہ خات گرامی ہے، سلسلہ  
حضرت سید محمدت کچھوچھو علیہ الرحمہ نے صدر الاناضل مولانا محمد نعیم الدین  
مراد آبادی دم (۱۹۳۵ء) کی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر تقسیم ہند کی جس تجویز کا ذکر کیا ہے  
۱۹۳۲ء میں بمبئی میں ہندوؤں کے الگ محلوں اور بازاروں میں محدود ہونے کی خبر  
پر آپ کی طرف سے تقسیم ہند کی تجویز غائب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جو آپ کی  
سیاسی بصیرت کا منہ بولا ثبوت ہے۔ آپ نے تقسیم ملک — بلکہ مطالبہ  
تقسیم سے پہلے جو کچھ فرمایا، وہ کتنا صحیح تھا۔ آپ نے فرمایا:۔

دربمبئی کے ہندو کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی دوکانیں مسلمان محلوں  
سے ہٹا کر ہندو محلوں میں لے جائیں۔ ہندوؤں کے یہ افعال، یہ تجویزیں، یہ  
طرز عمل اتحاد کے ذرا بھی منافی نہیں لیکن مسلمان ایسا کریں تو اتحاد کے  
دشمن قرار دیئے جائیں، یہ کھلی نا انصافی ہے جب ہندو اپنی حفاظت  
اسی میں سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے محلوں سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنے  
حدود علیحدہ کر لیں تو مسلمانوں کو بینا ان کے محلوں میں جانے اور ان کے  
ساتھ کا دوبارہ رکھنے سے احتیاط رکھنا چاہئے، دونوں اپنے اپنے حدود  
جداگانہ قرار دیں اور ایسی جگہ کو ملحوظ رکھ کر سیاسی مباحث کو طے کر لیں، یعنی  
ہندوستان میں ملک کی تقسیم سے ہندو مسلم علاقے جدا جدا بنالیں تاکہ  
باہمی تضادم کا اندیشہ اور خطرہ باقی نہ رہے، ہر علاقہ میں اسی علاقہ والوں  
کی حکومت ہو، مسلم علاقہ میں مسلمانوں کی اور ہندو علاقہ میں ہندوؤں

سلسلہ خطیہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ۱۹۳۵ء، ص ۱۳

مدللہ ہندوستانی راجپور ۱۴ جولائی ۱۹۳۶ء، ص ۵۵

کی۔ اب نہ مخلوط و جداگانہ انتخاب کی بحثیں درپیش ہوں گی نہ  
کونسلوں میں نشستوں کی منازعت کا کوئی موقعہ رہے گا۔  
ہر فریق اپنے حدود میں آرام کی زندگی گزار سکے گا۔ جب ہندو و ہندویت  
نے بمبئی میں یہ گوارا کر لیا تو کیا دہرہ ہے کہ جدید حکومت کا مسئلہ اس  
اصول پر نہ طے کیا جائے؟ سلسلہ

انگلیش ٹریڈ پریس ہائوس السواد الاناضل مراد آباد کے اس تاریخی شمارہ کے ایک صفحہ  
کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

سلسلہ ماہنامہ السواد الاناضل مراد آباد شمال انگلزم ۳۵ فروری ۱۹۳۲ء، ص ۱۲، ۱۳

خطرت بلوچ کی سیاسی بصیرت، سید نور محمد قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۵۵ء، ص ۲۸



ڈالے دیے اور اتحاد کا نشہ ہندوؤں کی بے نہایت سفاسکیوں سے ذرا بھی کم نہ ہونے پایا۔  
سیاسی مقاصد بن کے لینے مسلمانوں کے غلوؤں کے سمندر پر چاٹنا بھی خوشی اسے گوارا تھا انہیں ہندوؤں سے  
اتحاد کی کہاٹنگ رعایت کی اور مسلمانوں کے حقوق کو کس فراخ دل کے ساتھ تسلیم کیا یہ بقدر ظاہر ہے جس کے  
بیان کی حاجت نہیں ہر قوم توحی چاہتی چاہی آزادی چاہتی ہے اپنے اختیارات اور سائنس میں اضافہ  
چاہتی ہے اس کے لیے جنگ کرتی ہو عزیزی کرتی ہو ملک کا برباد کرنا ساس کا فاسک نہ تھا بقول کا تباہ کر ڈالنا  
سب کچھ گوارا کرتی ہے مگر اپنے نفع کو نہیں چھوڑتی ہندوؤں کا بھی یہی مصلح نظر ہے مگر وہ مسلمانوں کے لینے  
اپنے حفاظت حقوق کے بھی روادار نہیں اور جب وہ یہ کہتے ہیں کہ میں تناؤ اطمینان دلوں کہ ہمارا مستقبل  
نظر سے امین رہے گا تو اس پر ہندو قوم بڑھ جاتی ہے اور کسی طرح مسلمانوں کو مطمئن کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی  
اور رعایت کی کوئی صورت نہیں ہتی مجلس ہوتی ہیں اور ناکام ہتی ہیں کاغذ نہیں ہتی ہیں اور نتیجہ نہیں  
کھلتا تو اب وہ مزعوم اتحاد کا سیاسی حدود میں بھی نام و نشان نہیں کہ کہاں استنا ہے بیسی کی تانہ  
ہندو مسلم جنگ اس اتحاد کا شاہد بن گیا ثابت بن سکتی ہو اور اتحاد کے اتنے ہی منے ہیں کہ ہندو جب  
چاہیں مسلمانوں کو قتل کر لیا کریں اور مسلمان یہ کہہ کریں کہ ہم تو اتحاد کی وجہ سے زبان بھی نہیں ہلا سکتے تھے  
مارواٹھن ہوا تو سستی کا دم بھرا ہے تو ات بھی نہ کریں گے مگر اس جنگ کے سلسلہ میں ایک سبق خوب  
لاجن سے فائدہ اٹھایا جائے تو وہ عقدہ باسانی محل ہو سکتا ہے جسکی تدابیر میں ملک کے ٹرے پر  
مسلم اصحاب کا عاجز رہے وہ یہ کہ بیسی کے ہندو کو شش کر رہے ہیں کہ اپنی دوکان میں مسلمان غلوں سے  
شاکر ہندو غلوں میں لیا جائے۔ ہندوؤں کے یہ افعال یہ تجویزیں یہ طرز عمل اتحاد کے ذرا بھی منافی نہیں  
لیکن مسلمان ایسا کریں تو اتحاد کے دشمن قرار دئے جائیں یہ کھلی نا انصافی ہے جب ہندو اپنی حفاظت  
اسی میں سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے غلوں سے علاحدہ ہو جائیں اور اپنے حدود علیحدہ کر لیں تو مسلمانوں کو  
یقیناً ان کے غلوں میں جانے اور ان کے ساتھ کاروبار رکھنے سے احتیاط رکھنا چاہیے دونوں اپنے اپنے  
حدود جدا جدا قرار دیں اور اسی مکتہ کو ملحوظ رکھ کر سیاسی مباحث کو طے کر لیں یعنی ہندوستان میں  
ملک کی تقسیم سے ہندو مسلم علاقے جدا جدا بنائیں تاکہ باہمی اقتصاد کا اندیشہ اور خطرہ باقی نہ رہے ہر علاقہ  
میں اسی علاقہ والوں کی حکومت ہو مسلم علاقہ میں مسلمانوں کی اور ہندو علاقہ میں ہندوؤں کی اب نہ  
غلوں کو جدا جدا نہ انتخاب کی مجلسیں ہوں گی نہ کونسلوں میں نشستوں کی مشاہدت کا کوئی موقعہ رہے گا

یہ ہے دو توحی نظریہ۔ نظریہ پاکستان۔ کے سفر کی مختصر داستان و ہجو  
علمائے اہل سنت کی کوششوں سے واضح ہو کر مقبول عام ہوا اور جس کی وجہ سے  
اکثر اہل برکے خیالات میں انقلاب رونما ہوا۔

قرار دیا پاکستان بلاشبہ ۱۹۴۷ء میں مسلم لیگ کے تاریخی اعلان میں منظور کی گئی  
لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت مسلم لیگ میں کون لوگ تھے جن کی شمولیت اور تحریک  
سے "مسلم لیگ" اسم باسٹی اور جائزہ سیاسی جماعت بن گئی۔

اس سوال کے جواب کے لئے حضرت سید محمد اشرفی محدث کچھ جھڑکی کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

”مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس سے پہنچا اور کن لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ

اس کو بنایا اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے گا تو وہ صریح ”مسلم لیگ“ پاکستان کے مسنی

اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے، مسلم لیگ ہے ہمارے مسنی کا نفرین کی مجلس عاملہ

کے رکن حضرت سید شاہ ترین الحانات، امین الحانات، اصحاب سجادہ نشین ماکی شریک

درمحلہ نے لکھوا لیا ہے، اگر ایک دم سارے مسنی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی

بچے بتا دے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا، اس کا ذکر کہاں رہے گا اور اس کا جھنڈا اس کے

کتاب میں کون اٹھائے گا، ان حقائق میں کیا اس دعوے کی روشنی موجود نہیں کہ پاکستان

صریح نشینوں کو بنانا ہے؟

سے موصوفہ پاکستان کے عشق قائد اعظم نے نومبر ۱۹۴۷ء میں میر صاحب ماکی شریف کو خط میں صاف صاف

کہا کہ اس بات کے کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ قانون ساز جماعت جس میں بہت زیادہ اکثریت مسلمانوں کی ہوگی پاکستان

کے لئے ایسے قانون بنائے گی جو اسلامی قانون کے خلاف ہو اور نہ ہی پاکستانی غیر اسلامی قانون پر عمل کر سکیں گے۔

۱۰



قرارداد پاکستان کی تجویز سے پہلے مسئلہ میں مولانا عبدالستار خاں نیازی نے قائد اعظم کی موت میں خلافت پاکستان تجویز پیش کی قائد اعظم بہت خوش ہوئے اور اس کے بعض اہم نکات کو تسلیم کر لیا، اور اس تجویز کو مسلم لیگ کی متعلقہ کمیٹی کے سپرد کرنے کا وعدہ فرمایا۔ ۳۳ مارچ ۱۹۴۷ء کو منٹو پارک (اقبال پارک) لاہور میں مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس ہوا، جس میں قرارداد اور سوپاس ہوئی، یہی قرارداد بعد میں قرارداد پاکستان کے نام سے مشہور ہوئی۔ مسلم لیگ کے اسی اجلاس میں سختی علیہ و مشائخ نے بھی حصہ لیا، اور قرارداد اس کے حق میں تقاریر کیں۔ قرارداد کی تائید میں سنی علماء کی طرف سے تقریر کرنے والوں میں مولانا عبدالحماد بدایونی علیہ الرحمہ بھی ہیں۔

مطالبہ پاکستان کے اسی اجلاس میں مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری سرگرم رکنوں میں تھے بلکہ مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ بیٹھ پر۔ مولانا ظفر علی خاں کے ساتھ شریف زمان تھے بلکہ ۳۴ مارچ ۱۹۴۷ء کو حضرت امیر ملت علی پوری نے حسب ذیل تہنیتی تار قائد اعظم کو دیا، اور اپنی مکمل تائید کا یقین دلایا کہ ”فقیر معذکرہ و بیچ اہل اسلام ہندوستان سے آپ کے ساتھ ہے اور آپ کی کامیابی پر آپ کو مبارکباد دیتا ہے، اور آپ کی ترقی و ترقی کے ساتھ ہے“

۱۔ تاراجہ لاہور پر فخر و شہرہ صحتی مطبوعہ لاہور ۱۹۴۷ء، ص ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳،





هندوستان بھرمیں اہل السنۃ والجماعۃ کا واحد دارکن

الفقيه المشرقي

[illegible]

اغراض و مقاصد  
 ابن اسیر کی کتاب  
 کی خصوصیات  
 ۱۔ ترجمہ جدید و  
 ۲۔ اشعار کا اعلیٰ  
 اسلامی و عقلی فہرہ کی اشعار  
 و ترغیب اور قرآن کے عقائد  
 کی گہرائشت

فی پڑھو

۱۹۱۹ء  
 ۱۹۱۹ء  
 ۱۹۱۹ء

جلد ۲۵ مطبوعه ۱۳۴۱ شعبان ۱۳۴۱ مطبوعه ۲۸ اکتبر ۱۹۶۲ نمبر ۳۱ و ۳۲

در حضور پیر حاضر غلام ہو جا

اور کسی کرم کریم صاحب (درود تبارک)

وہیں یہ عمر دوروزہ تمام ہو جائے	ہر مدینہ میں یارب مقام ہو جائے
قبول میرا درود و سلام ہو جائے	نیرہری بناب مقدس میں سرور عالم
تو عاشقانِ محمد میں نام ہو جائے	و جان جائے شہیدی کی طرح روضہ
بلا سے آج ہی یومِ انقیام ہو جائے	ہیں ہے دل سے بھر سوا تیری شفا ویت
در حضور پر حاضر قلام ہو جائے	یہ آرزو ہے کہ اک بار زندگانی میں
عطا مجھے درخیر الا نام ہو جائے	طلب نہ باش ارم کی نہ خواہش حقیقت
اور صبر بھی اے شہرہ والا مقام ہو جائے	نہ اس کے واسطے اب تو شکلا و طغفہ کرم

زباں سے کہتا ہوا لا الہ الا اللہ  
سکرم کریم الہی قسم ہو جائے

نایاب تحفه

سابقہ کے گزشتہ اخبارات فقیر نے ۱۹۳۳ء میں  
۱۹۳۳ء کے مکمل فائیل ایک سال کے گزشتہ  
جوناہیت محنت و جدوجہد پر اس کی کتاب کے لئے  
قابلہ تصدیق ہیں جس سال کی ضرورت ہو گئی  
بہت بخوبی تعداد میں موجود ہیں قیمت  
فی سال علاوہ معصوم اور ایک روپیہ  
جلد و نواہت کے گزشتہ میں اور تصدیق  
منتخب اخبارات فقیر نے

اطلاع

اطلاع  
ماہ شعبان المعظم ۱۲۵۲  
ایک نئی سلسلہ غائبین کی رونق افروز ہو گئی۔

[illegible]

١٥

ہندوستان بھروسہ اہل سنت والجماعت کا واحد مرکز

الفقیہ

**شعبہ چاند**

غراض و مقاصد  
 اولیٰ سے لے کر چوتھی تک  
 کی جامعہ خلاصہ کرنا  
 دوسری غرض - یہ ہے کہ  
 جتنے مسائل کو اس کتاب میں  
 بیان کیا گیا ہے  
 ان کے حل کی روشنی میں  
 ان کے مسائل کو حل کرنا  
 تیسری غرض - یہ ہے کہ  
 ان کے مسائل کو حل کرنا  
 چوتھی غرض - یہ ہے کہ

فی پیرچہ ۱۳۱۲

۱۹۹۹ء  
 قادیان  
 ۱۹۹۹ء

جلد ۲۷ مطبوعہ ۱۵۱۳ رجب ۱۳۴۳ ۵ جولائی ۱۹۲۲ء بمطابق ۲۵ نومبر ۱۹۰۴ء

خدا کی رحمت ہدایت تم پر امام اعظم ابو حنیفہ

خدا کا پیارا بھائی اور میرا دام عظیم ابو حنیفہ  
خدا کے بندوں کے لیے جس کے لیے یہ کچھ نہیں سمجھتا  
قسم ہے دور زمیں شہر قیومی فقط من کو یاد  
دام و اک۔ امام غزالی بخاری و شافعی مقرر  
دست و پا کتب حدیث کے جس میں اگر میرا  
بشارت ہے وہاں دلائل بہت سے ہیں بلکہ کچھ  
سری مدحت ہوا ستور رسول اکرم کا و ایسا  
اکھڑی ہے جیسے فانی حدیث قدسی سے نکلتی رہی

سید ویرانی کا خیر الامم عظیم ابو حنیفہ  
نہانی تھرا ہمسرا ام عظیم ابو حنیفہ  
سری فضیلت کا ذکر کچھ دام عظیم ابو حنیفہ  
مثال انجمن میں تو ہے خا دام عظیم ابو حنیفہ  
وہ ہے حبیب شفیق و محنت دام عظیم ابو حنیفہ  
ہے چرخ دینی کا گولڑا ام عظیم ابو حنیفہ  
ہے چشم خورشید و درخشندہ دام عظیم ابو حنیفہ  
خدا کی رحمت دام محمد کا امام عظیم ابو حنیفہ

میں حسرت کے نام ہے جو ان کے لیے  
بہر حق تعالیٰ سے آواز دہرا دینا ہے  
ساتھ زندہ ہوئی شہر قیومی میں تو ہے  
عمرانی آئندہ مسائل کیلئے عظیم ابو حنیفہ  
کے کلمہ کا کوئی دوسرا کلمہ نہ ہوگا  
تے نکار جو درد ہے کشت شہر قیومی  
انجمن عظیم ابو حنیفہ ہے دور بعد انتظار  
ہے کشت شہر قیومی کا جو دینی دار کو گاہ  
اصل کران کا اسلامی وطن ہوگا جس حسرت  
باکل دلی ہوگی نکار جیسے دفتر سے ان کا نام  
لکھنا کہ ان کی آنکھوں کے اندر ہی نے جلتے  
کے و وفات ہوئی کے ساتھ ان کے

جدا کر دیا گیا تاکہ خواجہ ہر ایک بندی کے دل پر جو  
ترے فعل و انفعالات کے اثرات کا عظیم اور حقیقی

ہاں میں دیکھتا ہوں کہ وہی جو رسول پر آئے ہیں  
ہاں میں دیکھتا ہوں کہ وہی جو رسول پر آئے ہیں







امیر حزب اللہ پیر سید فضل شاہ جلالپوری (م۔ ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء)

مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی (م - ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء)

صدر الاناضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی جم۔ ۶۵-۱۳۹۳ھ/۱۹۷۴ء بمبئی ۱۴۱۰ھ بمبئی (۱۴۱۰ھ بمبئی)  
رحمہم اللہ تعالیٰ اور

فقیر ملت مولانا ابوالبرکات محمد احمد قادری خلیفۃ المسیح الخامس اویس (رحمۃ اللہ علیہ)

غزالی و دران مولانا سید احمد سعید کاکاظمی لکھنؤ

محسن عشت مولانا محمد بریلان الحق معتمد المباحی جبل پوری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نسیمی

مبلغ اسلیم مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ الرحمن خاں بریلوی (ابن امام احمد رضا بریلوی)

شیخ الاسلام پیر محمد قمر الدین سجاوہ کشین سیال شریف

صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی دہلیوی مدظلہم الاقدس

تحرک پاکستان کے مجاہدین شیخی علماء و مشائخ کی ملی و سیاسی خدمات کا اعتراف  
سبغت روزہ اقدام نے یوں کیا ہے:

حضرت پیر صاحب زکوٰۃؒ، صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب

گوڑا شریف، حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر صاحب مالکی شریف، خواجہ نظام الدین صاحب تونسہ شریف

و غیر کم نے جید و جہد آزادی میں جو نمایاں خدمات انجام دیں، وہ روزِ روشنی

سلسلہ اکابر کی یہ نامکمل فہرست حروفِ تہجی کے لحاظ سے ہے، تحریک پاکستان کے سنی

اکابر کی تفصیل قبر پرست کا یہ مقام متعلق نہیں ہے۔ ”تاریخ آل اندلیاسی کا فقر لیں“ (زیر ترتیب) میں ان اکابر کا ذکر مکتبہ عند تک کر دیا جائے گا۔

کی طرح واضح ہیں ان کے علاوہ مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صاحب قادری  
میرپٹھی نے مسلم لیگ کی طرف سے کئی مالک کا دورہ کر کے پاکستان کی اہمیت  
دینا پر واضح کی۔ اور سفیر اسلام مشہور ہوئے مولانا عبدالحمید الدیوبی، مولانا  
ابوالحسنات مرحوم، مولانا محمد یوسف صاحب سیالکوٹی، مولانا محمد عبدالغفور  
ہزاروی، مولانا محمد بشیر صاحب مدیر ماہ طیبہ کوٹلی نور اراں، مولانا محمد عارف  
اللہ صاحب میرپٹھی راولپنڈی نے ملک کا دورہ کر کے سونے ہوئے مسلمانوں  
کو بیدار کیا۔ یہاں تک کہ ان تمام مقتدر علمائے کرام کا وفد کشمیر بھی گیا۔ اور  
معاذ کشمیر پر مجاہدین کو کافی خوراک بہم پہنچائی۔ مخدوم سید شوکت حسین سہلان  
نشین موسیٰ پاک شہید نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی  
میں حصہ لیا۔

اسلامی مہمکت — پاکستان، کے قیام میں ان سنی علماء و مشائخ کی کوششیں ناقابلِ فراموش ہیں۔ پاکستان کے ساتھ ان کا تعلق عشق کی حد تک رہا، اور ایسا ہونا ایک فطری امر تھا۔ کیونکہ اس گمراہی اور اسلام کی کس مہر سی کے عالم میں قیام پاکستان کو وہ ایک شرعی فرائض سمجھتے تھے۔ سنی علماء و مشائخ نے تحریک پاکستان کے دوران پاکستان کی حمایت میں اسی نوعیت کے شرعی فتویٰ جاری کئے جن نوعیت کے فتاویٰ عبادات و معاملات جانوروں پر ناجائز اور حلال و حرام میں جاری کرتے ہیں۔ حالانکہ اس دور میں اسلامی علماء کے قیام کی حمایت تو درکنار لفظ پاکستان بھی ناقابلِ برداشت تھا، پاکستان سے عداوت میں کانگریسی اور ہندی، جمہیت العلماء ہند وغیرہ جماعتوں کے علماء ہندوں نے ہم نوا تھے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر مختصر پاکستان کی حمایت میں سنی علماء و مشائخ

کے ہفت روزہ اقدامِ جاوید، مئی ۱۹۶۳ء اور بحوالہ ضلعی معطلی گوجرانوالہ، ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ



لے مشرقی فتاویٰ کی چند جھلکیاں دکھا دی جائیں۔

امیر ملت پرستید جماعت علی شاہ محدث علی پوری صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے فرمایا۔

..... اس بنا پر فقیر جمیع مسلمانان ہند سے اپیل کرتا ہے کہ اس طرح فقیر نے شملہ کانفرنس کے موقع پر اعلان کیا تھا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانان ہند کی واحد سیاسی جماعت ہے، اب چونکہ جدید انتخابات ہونے والے ہیں، اس موقع پر جیسا کہ قائد اعظم محمد علی جناح صاحب نے مسلمانان ہند سے اپیل کی ہے کہ ہر ایک مسلمان کو مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دینا چاہئے، اور اپنی حیثیت سے زیادہ

چند دینا چاہئے، فقیر بحیثیت امیر ملت قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کے اس اپیل کی پُر زور تائید کرتا ہے، اور جمیع مسلمانان ہند سے عموماً اور اپنے یارانِ طریقت سے خصوصاً جو لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں ہیں، کہ پُر زور اپیل کرتا ہے کہ اس موقع پر ہر طرح سے مسلم لیگ کی امداد کریں، اور میرے متوسلین انشاء اللہ تعالیٰ مسلم لیگ کی امداد کرتے رہیں گے؟ سہ

محدث علی پوری کا ایک اور بیان ملاحظہ ہو، یہ بیان اس وقت کا ہے جب کہ مسلم لیگ نے ابھی تک ”قرار داد لاہور“ پاس نہیں کی تھی، یہاں تک کہ ابھی تک ”پاکستان“ مسلم لیگ کا نصب العین نہ تھا، کانگریسی وزارت کے خاتمہ پر

سہ ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۱۱

اختیار دہ بدھ سکھری راجپور ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۱۳

قائد اعظم کی اپیل پر پورے ملک میں یوم نجات منایا گیا، موزخ ۳۲ دسمبر ۱۹۴۶ء کو علی پڑ سیدان و ضلع سیالکوٹ میں ”یوم نجات“ کی تقریب میں آپ نے فرمایا:

”دو جھنڈے ہیں، ایک اسلام کا، دوسرا کفر کا، مسلمانانِ اتم کس جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوں گے؟ سب نے باور بند کیا کہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے اچھے اور خداد فرمایا کہ جو کفر کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوں گے ان میں سے اگر کوئی مر جائے گا تو کیا تم اس کے جنازے کی نماز پڑھو گے؟ سب نے انکار کیا، پھر دریافت فرمایا کہ کیا تم مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن کرو گے؟ سب نے اقرار کیا کہ نہیں ہرگز نہیں! پھر ارشاد فرمایا کہ اس وقت سیاسی میدان میں اسلامی جھنڈا مسلم لیگ کا ہے، ہم بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہیں، اور سب مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہئے؟ سہ

مذکورہ بالا خبر کو مکرر پڑھئے، اور حضرت امیر ملت کی سیاسی بصیرت و نظریہ پاکستان سے وابستگی کے اظہار میں جرأت مندانہ اقدام کا اعتراف کیجئے، اللہ اللہ! تو قومی نظریہ کی اس سے بڑھ کر سادہ و بہترین تشریح اور کس طرح ممکن ہے؟

اہل سنت و جماعت کے ترجمان، آل انڈیا سنی کانفرنس کے بانی اور ناظم اعلیٰ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے مسلم لیگ کی حمایت میں اعلان فرمایا:

”مسلمانوں کو اپنے قیمتی ووٹ کانگریس کو دینا حرام ہے، اور احرار و خاکسار یونی سنٹ و غیرہ بھی مسلمان اکثریت سے کٹ کر گاندھی ہندو کے زور پر غلام ہیں، انہیں مسلمانوں کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں ہے، مسلمانوں

سہ ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، جنوری ۱۹۴۷ء ص ۸



کے دوٹ حاصل کرنے کا حق صرف اسی سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ہے جو کونسلوں میں جا کر مسلمانوں کے جائز حقوق کی نگہداشت کریں اور احکام شریعت کے مطابق جدوجہد کریں۔

جنگ آزادی میں مسلم لیگ کی حمایت میں حضرت دیوان سیدآل رسول علی خاں زویب آستانہ عالمیہ امیر شریف کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے: "مسلم لیگ نے حصول پاکستان کے لئے انتخاب لڑنے کا اعلان کر دیا ہے، اس لئے ہر مسلمان دل و جان کے ساتھ مسلم لیگ کا ساتھ دے۔" حضرت پیر لاڈے حسین شاہ سجادہ نشین گھر گھر شریف (دکن) نے فرمایا: "صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔" حضرت خواجہ غلام سدید الدین سجادہ نشین تونسہ شریف نے ایک خصوصی اعلان میں فرمایا:

"مشریدان باصفاء اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔" حضرت پیر صاحب سجادہ نشین دربار پاک تین، کا ارشاد ہے: "مسلمانوں کے دوست کے دوست کے حق دار صرف مسلم لیگ نمائندے ہیں۔" حضرت مولانا خواجہ محمد قمر الدین صاحب، زویب آستانہ سیال شریف نے ارشاد فرمایا: "ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جنگ پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دے۔"

۱۔ مفت مددہ الفقیر امرتسر، جلد ۲۸، شمارہ ۳۳، موزہ ۳۳، اکتوبر ۱۹۴۷ء ص ۵  
۲۔ اشتہار: حضرت مولانا غلام سدید الدین صاحب نے ارشاد فرمایا: "مسلم لیگ کی حمایت کرو۔" شائع کردہ، پنجاب مسلم لیگ

۳۔ ایضاً ۴۔ ایضاً ۵۔ ایضاً ۶۔ ایضاً

حضرت مولانا سید غلام محی الدین صاحب، سجادہ نشین گولڑ، شریف، کا ارشاد ہے:

"مسلمانو! اس معرکہ حق و باطل میں مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔" حضرت پیر سید جماعت علی، محمد علی پوری نے ارشاد فرمایا: "محمد علی جناح ہمارا بہترین ولی ہیں اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔"

حضرت پیر سید فضل شاہ، سجادہ نشین جلال پور شریف (جہلم) کا ارشاد ہے: "مسلمانو! وحدت ملت کو قائم رکھو اور مسلم لیگ کا ساتھ دو۔" مسلم لیگ کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے ایک اور اشتہار مطبوعہ سول ملٹری پریس ذریعہ اسماعیل خاں شائع ہوا۔ جس میں تین جلیل القدر سنی مشائخ عظام اور علمائے کرام نے حضرت پیر محمد عبداللطیف صاحب زکوٰۃ شریف و دیگر جہ مسلم لیگی امیدواروں کی پرزور حمایت کرتے ہوئے مفقہ طور پر فرمایا:

"سب مسلمانوں کا اولین فرض ہے کہ مسلم لیگ کی حمایت کریں اور پاکستان کے قیام کے لئے اپنا خون پیش کر کے باعث صداقت بن جائیں کہ بغیر قیام پاکستان اس ملک میں باعزت زندگی محال ہے۔" اس اشتہار میں پاکستان کی حمایت میں صرف تین دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء اور دو اہل حدیث علماء کے نام تائیدی طور پر درج ہیں۔  
اگلے صفحات پر مسلم لیگ کی طرف سے شائع شدہ مذکورہ بالا دونوں اشتہارات کے عکس درج ہیں۔

۷۔ ایضاً ۸۔ ایضاً ۹۔ ایضاً ۱۰۔ ایضاً



# حضرات صوفیائے کرام کا اعلان حق صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو

۱۔ حضرت جناب مقبول احمد صاحب قلم خلیفہ باگاہ عالیہ دہلی و حجت ختم مجدد علیہ السلام نے لکھنؤ کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کے چاروں قریبی اہل حق و سچ کو اس پر کمالیہ دعا کی ہے۔  
۲۔ حضرت دیوان سید آل رسول علی خان مدظلہ استاذہ علیہ اجر شریف کا صاحب مسلم لیگ کے پاکستان کے لئے اوقات و امکانات کو اپنے اہل مسلمانوں کو جس نے اسے مسلم لیگ کے ساتھ جو ملے۔  
۳۔ حضرت پیراؤں رئیسین شاہ مدظلہ استاذہ سجادہ نشین گبرگڑ شریف دکن نے فرمایا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔  
۴۔ مولانا حافظ خواجہ غلام سدید الدین مدظلہ استاذہ سجادہ نشین تونہ شریف نے ایک خط میں مولانا سرورانی باصفیہ احمدیوں کا فرض ہے کہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔  
۵۔ حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ دربار پاکپٹن شریف کا ارشاد ہے۔ مسلم لیگ کے دھڑے کے حقدار صرف مسلم لیگ کا ہے۔  
۶۔ مولانا حافظ شاہ محمد رفیع الدین چشتی نظامی مدظلہ استاذہ سجادہ نشین سیال شریف کا ارشاد ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جب تک پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دے۔  
۷۔ مولانا انارج سید شاہ غلام محی الدین چشتی نظامی مدظلہ استاذہ سجادہ نشین گولڑہ شریف نے فرمایا ہے۔ مسلمانوں اس پر کمالیہ دعا کی ہے۔  
۸۔ ربیعہ العارضہ قدوة النساء حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمت علی پوری مدظلہ نے فرمایا۔ محمد علی جناح کا ہمارا بہترین ولی ہے۔ اور مسلم لیگ مسلمانوں کا واحد نمائندہ جماعت ہے۔  
۹۔ حضرت مولانا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جیلانی پور شریف کا ارشاد ہے۔ مسلمانوں کو وحدت ملت کو قائم رکھو۔ اور مسلم لیگ کا ساتھ دو۔  
۱۰۔ حضرت مولانا حافظ قاری سید محمد شاہ مدظلہ استاذہ سجادہ نشین باغیچہ خیر آبادی مدظلہ استاذہ سجادہ نشین علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمانوں اس پر کمالیہ دعا کی ہے۔  
۱۱۔ حضرت سلطان محمد حسن اور سلطان العارضین باہو سلطان کے سجادہ نشین صاحب قلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کو اپنا ایک مسلم لیگ کا نام جس کے ہاتھ میں حق ہے اس کو دینا چاہیے۔  
۱۲۔ حضرت عبدالرزاق شمس الکونینی کلانور درہنگ نے فرمایا کہ حق و عدل اور حرج اگر اسلام کو ختم ہو جائے گا تو یہ سب سب کچھ ہی ہو گا۔  
۱۳۔ حضرت سجادہ نشین خاتون میر فاضل شاہ صاحب لوطا نہ ضلع حصار نے فرمایا کہ مسلمانوں کو اپنی جماعت کو مسلم لیگ ہی کا نام دینا چاہیے۔  
۱۴۔ جناب پیر سید الدین صاحب سجادہ نشین درگاہ کائنات شریف نے فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے جو کچھ اور فرمایا کہ مسلمانوں کو مسلمانوں کی جماعتوں کو قبول کرنا چاہیے۔ مسلم لیگ کو صرف لیگ کے نام کو یاد رکھیں۔

۱۔ سجادہ نشین حضرت شاہ جیو علیہ الرحمۃ ضلع جھنگ کا اعلان۔  
۲۔ مسلمانوں کے ایک ہی نمائندہ جماعت ہے جو مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرے۔  
۳۔ سجادہ نشین حضرت سید منظور احمد سجادہ نشین مکان شریف کا اعلان۔  
۴۔ مسلمانوں کے ایک ہی نمائندہ جماعت ہے جو مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرے۔  
۵۔ حضرت سید الطاف حسین نقشبندی سجادہ نشین موسیٰ حیل کا اعلان۔  
۶۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ سب سے پہلے مسلمان لیگ کے ساتھ ملے۔  
۷۔ حضرت میاں علی محمد صاحب چشتی نظامی مدظلہ استاذہ سجادہ نشین سیال شریف نے فرمایا کہ مسلمانوں کو اپنی جماعت کو مسلم لیگ ہی کا نام دینا چاہیے۔  
۸۔ سجادہ نشین دربار غوثیہ صاحب ملک صاحب ضلع گورداسپور کا اعلان۔  
۹۔ مسلمانوں کو مسلم لیگ ہی کا نام دینا چاہیے۔  
۱۰۔ جناب حضرت پیر محمد الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف نے فرمایا کہ مسلمانوں کو اپنی جماعت کو مسلم لیگ ہی کا نام دینا چاہیے۔  
۱۱۔ اس کے علاوہ ماضی شریف نے فرمایا کہ صاحب ماضی اور کبھی صاحب ماضی کے لئے مسلمان لیگ ہی کا نام دینا چاہیے۔  
۱۲۔ سجادہ نشین گبرگڑ شریف کو اس کی مولوی فضل حق صاحب قلم نے فرمایا کہ صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۱۳۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۱۴۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۱۵۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۱۶۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۱۷۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۱۸۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۱۹۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۲۰۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۲۱۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۲۲۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۲۳۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۲۴۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۲۵۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۲۶۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۲۷۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۲۸۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۲۹۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۳۰۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۳۱۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۳۲۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۳۳۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۳۴۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۳۵۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۳۶۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۳۷۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۳۸۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۳۹۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۴۰۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۴۱۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۴۲۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۴۳۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۴۴۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۴۵۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۴۶۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۴۷۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۴۸۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۴۹۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۵۰۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۵۱۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۵۲۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۵۳۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۵۴۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۵۵۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۵۶۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۵۷۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۵۸۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۵۹۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۶۰۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۶۱۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۶۲۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۶۳۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۶۴۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۶۵۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۶۶۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۶۷۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۶۸۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۶۹۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۷۰۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۷۱۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۷۲۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۷۳۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۷۴۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۷۵۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۷۶۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۷۷۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۷۸۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۷۹۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۸۰۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۸۱۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۸۲۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۸۳۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۸۴۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۸۵۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۸۶۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۸۷۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۸۸۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۸۹۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۹۰۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۹۱۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۹۲۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۹۳۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۹۴۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۹۵۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۹۶۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۹۷۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۹۸۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۹۹۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔  
۱۰۰۔ مولانا صاحب ماضی کا نام دینا چاہیے۔



جناب محمد حنیف شاہد مشائخ عظام کی تحریک پاکستان میں خدمات کا اعتراف  
ان الفاظ میں کرتے ہیں:-

۱۹۴۰ء اکتوبر ۱۹۴۱ء کو جب صوبہ سرحد اور پنجاب کے پیروں،  
سجادہ نشینوں، صوفیوں اور روحانی پیشواؤں کا ایک اہم اجتماع پشاور  
میں ہوا، تو اس میں ایک تجویز منظور ہوئی جس میں مسلم لیگ سے  
وفاداری اور قائد اعظم کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ سجادہ نشین  
پیر مائیک شریف نے اس اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

”اس وقت مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی ضرورت ہے، ہر مسلمان  
کو حصول پاکستان کے لئے پوری ہمدردی کرنی چاہئے، جہاں وہ عزت اور  
آزادی سے رہ سکیں گے، حصول پاکستان کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہو  
سکتا کہ ہر مسلمان مسلم لیگ میں شریک ہو کیونکہ صرف مسلم لیگ ہی  
ایک ایسی جماعت ہے جو صرف اسلام اور مسلمانوں کی سرپرستی اور  
آزادی کے لئے کوشاں ہے۔“

خواجہ حسن نظامی نے ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء کو مندرجہ ذیل بیان دیا:-

”حضرت پیر مہر علی شاہ کے سجادہ نشین پیر غلام محی الدین نے اپنے  
سب مریدوں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔“

۲۰ جنوری ۱۹۴۷ء کو حضرت پیر عبدالرشید سجادہ نشین دربار بوعلی قلندر  
پانی پت نے حسب ذیل بیان دیا:

”اسلام اور قائد اعظم محمد حنیف شاہد مطبوعہ لاہور ۱۹۴۷ء ص ۲۲

۱۹۴۷ء، ص ۲۲



بعض اوقات صوفیاء کو لہذا اعلان حق  
صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو۔

مولانا الحاج شاہ محمد مستمدا الدین چشتی نظامی  
”سجادہ نشین سید علی شاہ کا شاہ ہے۔“  
”پیر مہر علی شاہ کے شاہ ہے۔“  
مولانا الحاج شاہ غلام محی الدین شاد نظامی  
”سجادہ نشین دربار بوعلی قلندر ہے۔“

”مولانا حاج شاہ غلام محی الدین شاد نظامی  
”سجادہ نشین دربار بوعلی قلندر ہے۔“  
”مولانا حاج شاہ غلام محی الدین شاد نظامی  
”سجادہ نشین دربار بوعلی قلندر ہے۔“

پنجاب مسلم لیگ

حضرت دیوانہ ان مولانا علی شاہ  
”سجادہ نشین دربار بوعلی قلندر ہے۔“  
”مولانا حاج شاہ غلام محی الدین شاد نظامی  
”سجادہ نشین دربار بوعلی قلندر ہے۔“  
”مولانا حاج شاہ غلام محی الدین شاد نظامی  
”سجادہ نشین دربار بوعلی قلندر ہے۔“

پنجاب مسلم لیگ







۱۲ صفحہ ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۴ جون ۱۹۶۲ء، ص ۱۲

۱۳  
 حضرت علیؓ کی مکتوبہ  
 حضرت علیؓ کی مکتوبہ

[illegible]

سنة ١٤٠٠ هـ





اسلامیہ تعلیم اور جنوری ۱۹۶۱ء

حضرت مولانا عبدالحکیم قادری بدایونی کنویرہ

[illegible]

مسلسل واقعات کی روشنی میں یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ کتنی علماء و مشائخ نے مطالبہ پاکستان میں اشدہائی جذبہ اور غلو سے کام کیا، دن رات ایک کر کے قیام پاکستان کی منزل کو قریب کیا، اگر ان علماء کی کوششوں کو اگاہ کر لیا جائے تو اتنے تھیل عرصہ میں دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت معرض وجود میں نہ آتی۔ یہ اکابر علامہ اعلیٰ سنّت اور مشائخ عظام کی مساعی جیلہ سی تھیں کہ مسلمانوں کی مسجدیں مسلم لیگ کی جلسہ گاہ اور مدرسے و دارالعلوم اس کے دفتر بن گئے۔ ہر نفعیہ سے پاکستان فائدہ ہوا اور اُس کے رہیں گے پاکستان کے نعرے بلند ہونے لگے۔ قائد اعظم خود ان حضرات کی غلصہ مساعی کے معترف تھے۔ مختلف موقعوں پر ان سے ملاقات کر کے مزید تعاون کے خواہاں رہے۔ چنانچہ جب عہد مہاراجہ ۱۹۴۹ء کو علی گڑھ سے واپسی پر مسلمانان بریلی کی دعوت پر مسلم لیگ کے تنظیمی دورے پر بریلی تشریف لائے تو بدایوں، شاہجہاں پور، مراد آباد اور قریب وجوار کے ہزار ہا مسلمان بریلی پہنچ گئے۔ مولانا حکیم قادی احمد دہیرہ حضرت دہی احمد محدث سوئی) صدر سنی مسلم لیگ بریلی بھییت صدر کارکنوں کے ہمراہ پر جوش استقبال کے لئے بریلی تشریف لائے۔ رات کے عظیم الشان جلسہ میں گورنمنٹ مانی اسکول بریلی کے ہیڈ ماسٹر بے خان رامپوری نے قائد اعظم کی شان میں فارسی کی ایک نظم پڑھی، جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

جناب آمد میں راہ بہار اندر بہار آمد  
ہجوم عاشقان دیدار خود کو چہ و برزن  
ہزاران سال باشند تازہ و خرم بہار ما  
برائے پیشوائی صد ہزار اندر ہزار آمد  
پر شہر نشہ کمانی محبت جوئے بار آمد  
بریلی راہ بہار بے خزان یا دوکار آمد



۱۹۴۲ء کو جب دوبارہ قائد اعظم بریلی تشریف لائے تو خاندانِ مطہر سے آپ کا استقبال ہوا وہ یادگار اور تاریخی تھا۔ دورِ دور سے لوگ قائد اعظم کے استقبال کے لئے بریلی آئے آئے تھے۔ بریلی اسٹیشن سے آٹھ دس میل تک لوگ چاند تارہ بنی ہری ہری جھنڈیوں ہاتھوں میں لئے سڑکوں کے دونوں جانب کھڑے تھے۔ بریلی اسٹیشن پر اپنے قائد کو دیکھنے کے لئے لوگ دیوانہ وار ٹوٹ پڑے۔ ہجوم اتنا زیادہ تھا کہ غیر معمولی وزن کے باعث سڑکوں کا آٹھ پل ٹوٹ گیا اور سڑکوں سے اسٹیشن کا سارا نظام بگڑ گیا۔ رات کو ایک لاکھ کے مجمع میں قائد اعظم نے تقریر کرتے ہوئے اہل بریلی کا شکریہ ادا کیا۔

سوادِ اعظم اہل سنت کے اکابر مسلم لیگ کی واحد فائدہ سیاسی حیثیت کے تھے۔ سیاسی معاملات میں مسلم لیگ کی حمایت کو وہ اپنا فریضہ تصور کرتے اور مسلمان چمکے وسیع تر مقام میں ہر نازک موڑ پر مسلم لیگ کی مکمل تائید و حمایت کر کے اس کے موقف کو مضبوط بناتے۔ اسی قسم کی ایک مثال ”شملہ کانفرنس“ کے موقع پر حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں زریب آستانہ عالیہ بریلی تشریف کا دالہ سرائے کے نام تار ہے، جس میں آپ نے مسلم لیگ کے زاویہ نظر کی حمایت کی۔ حضرت مفتی اعظم کا تار روزنامہ ”انجام“ دہلی مؤرخہ ۱۵ جولائی ۱۹۴۵ء میں بھی شائع ہوا۔ مشہور نقاد و صحافی جناب شوکت صدیقی لکھتے ہیں:-

”مولانا مصطفیٰ خاں نے ہمیشہ تحریکِ پاکستان کی مکمل حمایت کی۔“

سید برکات اللہ خان کی گورنمنٹ آف انڈیا کی کراچی صوبہ ۱۹۴۷ء میں مضمون ”بریلی رومال اور قائد اعظم“ ڈاکٹر شفیق بریلوی ص ۲۸۷-۲۸۸

۱۹۴۷ء روزہ الفقید امرت سرسہ ۱۹ نومبر ۱۹۴۷ء ص ۷

۱۹۴۷ء روزہ الفتح کراچی ۱۰-۱۱ مئی ۱۹۴۷ء ص ۲۱

مسلم لیگ کے موقف کی حمایت میں علمائے بریلی کا بیان اور حضرت مفتی اعظم ہند کے تار کی خبر منبت روزہ الفقید امرت سرسہ میں بھی شائع ہوئی، اسی کا ٹکس علامہ فرمائیں۔

الفقید امرتسر

۱۹ نومبر ۱۹۴۵ء

قیل کے وقت شملہ کانفرنس کے زمانہ میں دالہ سرائے کو حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب و مظلوم سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی کی حمایت سے ایک کی تائید میں تار بھی بھیجا گیا تھا۔ جو ۱۵ جولائی ۱۹۴۵ء کے روزنامہ ”انجام“ میں شائع ہوا ہے۔ حضرت مولانا مصطفیٰ اس وقت برائے بی بیٹ اندر تھے تشریف لکھتے ہیں:- ”بریلی کانفرنس نے جس کے صدر تھے مولانا مصطفیٰ ہیں، اپنے بنائے کے عالیہ جلسہ میں مسلم لیگ سے نشانہ لگنے اور اسی کی تائید و حمایت کرنے کا صاف طور سے اعلان کیا ہے اور انجام ۱۹۴۵ء

نوٹ:- دالہ سرائے ہند لارڈ ویل کے شملہ میں کانفرنس اور مسلم لیگ کے درمیان ملاہمت کرانے کی خاطر ۲۵ جون ۱۹۴۵ء کو ایک کانفرنس طلب کی، جو مولانا مصطفیٰ صاحب کی ہدایت پر مسلم لیگ کے اراکین اس امر کی یقین دہانی چاہتے تھے کہ دالہ سرائے کی اگر کمی کو کونسل میں مسلمان اراکین کی فائدگی صرف مسلم لیگ ہی کرے گا گاندھی کے مخالف رویہ اور لارڈ ویل کے متحدہ ہندوستان کے نظریہ کے باعث یہ شملہ کانفرنس کام ہو گئی۔ قائد اعظم نے لارڈ ویل کے منصوبہ کو عام ہر رنگ زمین قرار دیا۔

”۱۵ جولائی کو شملہ سے قائد اعظم نے ایک بیان جاری کیا جس میں آپ نے شملہ کانفرنس کی ناکامی کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس موقع پر میں آٹھ ہزاروں مسلمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنے تامل اور خطوط سے میری حوصلہ افزائی کی ہے۔“

(قائد اعظم کے ۲۷ سالہ ص ۴۴)



سلطہ امیر لہو: شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی از محمد صدیق سعیدی، ملتان (قلمی)  
**حسن اتفاقہ:** یہ صفات کتاب کے سر میں تھے کہ انبار بدہ سکندری رامپور ۹ جنوری  
 ۱۹۶۶ء دستیاب ہوا۔ جس میں مذکورہ تالیف کی خطبہ حداثت شائع ہوا۔ اس کا عکس آئندہ صفات  
 پر درجہ ناظرین ہے۔

(مرتب)

مجموعہ اشعار و خطبات  
جلد ۴۴

[illegible]







(دوستی کا) رنگ اسلام حسین احمد غفرلہ

۲۳ ذی قعدہ ۱۲۸۷ ۱۱۱۱

مسلم اقلیت والوں کو اکثریت والے علاقوں پر قربان کرنے اور ان کا جنازہ پڑھنے کا بہتان۔ کائنات کی پیداوار تھا، حالانکہ ملک تقسیم ہوتا یا نہیں، اقلیت تو ہمیشہ رہی ہے۔ مگر شیعہ اسلام کی بنیاد پر مسلم اقلیت والے صوبوں نے تحریک پاکستان میں اس قسم کی قربانیاں دیں جن کی مثال نہیں ملے گی۔ محمد ظفر مرزا ایم ایس اور پروفیسر الہ رونی کی عمر جا بجا لاندھے گئے علاحدہ مزید

و جب قزاقوں اور مشغور ہوں تو کانگریس کے بعض حلقوں میں جن کے سربراہ مسلمان کانگریسی تھے، یہ تنقید پیش کی تھی کہ اس قرارداد میں مسلم اکثریتی علاقوں کا ہی مسئلہ پیش نظر رکھا گیا ہے اور ہندو اکثریت کے علاقوں کے مسلمانوں کے مفادات کو قابل توجہ تصور نہیں کیا گیا۔ ہندو اکثریت کے صوبوں کے مسلمان باشندوں کو تجویز کردہ پاکستان سے کیا حاصل ہوگا؟ اس پر حضرت قائد اعظمؒ نے ہندو اکثریتی صوبوں کے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ اس پروپیگنڈے کا مقصد محض مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ ملک تقسیم ہو یا نہ ہو، وہ اپنے علاقوں میں ہر لحاظ سے اقلیت کے طور پر رہیں گے، لہذا انہیں اپنے بھائیوں کے راستے میں رکاوٹ کا باعث نہ بننا چاہئے۔

مطالعہ پاکستان کی مخالفت میں جاری ہونے والے کانگریس کے مہنوا مولوی حسین احمد مدنی کے فتاویٰ فتویٰ کا عکس آئندہ صفحہ پر دیا جا رہا ہے۔

۱۹۳۵

۱۳۰۔ مخدوم کمال پاکستان اور انہیں پاکستان مطبوعہ لاہور، ۱۳۰

استیفاء  
کے لئے جو خط لکھا گیا ہے اس میں بھی اس مسئلہ میں ذکر

۱۰۱. عداوت کراہم و مشائخ عظام کو ہر جہہ و وقت سے اسبابوں کیلئے مہر و فکرمایہ کرتے یا نا کرتے  
ہیں بصورت جوار و عقلمند و فاضل و انگریزوں کو کھل کے ہر ایک نمبر سے لڑتے اسکا کارا جیل ہو سکتا  
ہے۔ اہل الحیثیت ہر تہمت و عیب کا پیر و منکر گرد رہتے ہیں کہ ہر م لازم نہیں آتا۔

اکبر

(۱) چونکہ یہ جانے اور غیر جانہی لوگوں کے جانے سے تجربہ ہوا کہ ہر دین میں مسلمانوں اور ملک کو زیادہ نقصان پہنچانے والے (مفسدین) حسب قاعدہ شریعیہ "اشرار الباقین" کا اختیار کرنا ضروری ہے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عافیت والے اشخاص و راستہ داروں کا اور سبھداروں یا ایسی باتوں میں جس کا پابندی لینا چاہو اور کسی غیر جانہی اور سیاسی بہترین دستور کا زور دار ہو۔

(۲) اولاً جو حلف و نذر ادا کر لیا جائے، اس میں شریعی قسم نہیں ہے۔ ثانیاً اس میں پادشاہ بر قادیانہ و نادر ای کا حلف و نذر موجود نہ ہوگا۔ نیز یہ ہے۔ جو کہ غلط تصور ہو یا ان اور غلط فہمی کے اعتقادات تھے، عافیت والے اشخاص و راستہ داروں کا اور سبھداروں یا ایسی باتوں میں جس کا پابندی لینا چاہو اور کسی غیر جانہی اور سیاسی بہترین دستور کا زور دار ہو۔

انسان کو چھوڑ کر اس کے تابعی انسان کے موجود ہونے کے احوال عافیت کی بنا پر شریعی طور پر حرام ہی نہیں تھا۔ مگر وہ زمین ان انسان میں مختلف مسائل ہو گئے تھے۔ مستحق کی رعیت کی پابندی ہر انسان میں آتے ہیں جبکہ وہ لامذہبی اور مذہبی ہوں۔

حلف ہی کی رعیت کا اعتبار ہوگا۔

(۲) ہندوستان کے جہان میں کی پاکستان کا مطالبہ برطانوی سرکاروں اور ان کی سید کا یون کے مطابق ہے  
(دیکھو غریب کنور ۲۱ - اگست ۱۹۳۱ء ص ۵۹) جس نے سرکاروں کو ملکہ متعہ کا خط

(اور بیان گفتند چنانچه در خبر کتب و کلام مورخ و چون مسلم معتقدان از یکی اخبار را من سلسل)  
چنانچه سلسله میں ایک ایک کتب و کلام میں ہے اور بعض کتب میں ان کو جو کہ اقلیت کے مورخوں  
بولی چار کتب و کلام میں ہے اور بعض کتب میں ان کو جو کہ اکثریت کے مورخوں بولی چار کتب و کلام  
میں ہے اور بعض کتب میں ان کو جو کہ اکثریت کے مورخوں بولی چار کتب و کلام میں ہے اور بعض کتب میں ان کو جو کہ اکثریت کے مورخوں  
بولی چار کتب و کلام میں ہے اور بعض کتب میں ان کو جو کہ اکثریت کے مورخوں بولی چار کتب و کلام میں ہے اور بعض کتب میں ان کو جو کہ اکثریت کے مورخوں

تاریخ ۲۳ ذی القعدة ۱۳۵۵

۱۹۳۵

۱۳۰۔ مخدوم کمال پاکستان اور انہیں پاکستان مطبوعہ لاہور، ۱۳۰



ابھی مولوی حسین احمد نے اکتوبر ۱۹۵۷ء میں ایک فتوے میں مسلم لیگ میں  
مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائد اعظم کو "کافر اعظم" کا لقب دیا تھا۔ اس  
فتویٰ پر مولانا شبیر احمد عثمانی نے "کافر اعظم" کا رد عمل (جور سالہ پیغام) — بنام مکتبہ  
کافرانس کے آخری مسودہ پر شائع ہوا کا عکس / ائندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں :-

سے پیغام بنام مولانا شبیر احمد عثمانی، مکتبہ طبع لاہور، ص ۲۸  
قائد کو بڑے ناموں سے یاد کرنے اور ان پر اتہام تراشی کرنے پر ہر ہوش مند  
نے اس کی مخالفت کی، علامہ شبیر احمد عثمانی نے لکھا — "جب ایک جانب سے قائد اعظم کی جگہ  
کافر اعظم اور ملعون و عیانہ حیوان استعمال کئے جاتے ہیں تو لاکھوں اشخاص کے سینوں میں یہ لفظ تیر و فتر  
بن کر گتے ہیں۔۔۔۔۔"

(ایضاً۔ ص ۲۷، ۲۸) •

**نوٹ:** یہ امر قابل ذکر ہے کہ "خطبات عثمانی" طبع نذر مسر لاہور (۱۹۷۲ء) میں  
صفحہ ۸۲ پر قائد اعظم کو "کافر اعظم" کا خطاب دینے کا ذکر کرتے ہوئے مولوی حسین احمد کا نام حذف  
رکے اس کی بجائے ایک جلیل القدر عالم لکھ دیا گیا ہے۔ (مرتب)

۳۸  
اسلام اور مستقبل قوم کے مقاصد کے سخت خلاف ہے کیونکہ پاکستان کے  
سوال کا فیصلہ بڑی حد تک ان انتخابات کے نتائج پر منحصر و موقوف ہے۔  
وختہ ظفر احمد عثمانی فتاویٰ صدر اہل اسلام

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کا مدلل و مسکت جواب — مولانا  
حسین احمد صاحب کا بے بنیاد و بے دلیل فتویٰ — نئی دہلی، مکتبہ  
۱۹۵۹ء مولانا حسین احمد صاحب نے مسلم لیگ میں قانونی شرکت کو حرام قرار دیا اور  
قائد اعظم کو "کافر اعظم" کا لقب دیا تو حال میں فتویٰ دیا تھا اسکا مولانا شبیر احمد  
عثمانی دیوبند کی اپنے مکتوب میں جو دہلی کے ایک زمامدار میں شائع ہوا ہے حسب  
جواب پڑھو مولانا موصوف نے نا حسین احمد صاحب کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ  
و مسلم لیگ کی شرکت کو احکام شریعت کے خلاف قرار دیتی ہیں۔ مجھ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے  
اس کے کیا دلائل شرعیہ پیش کی ہیں جن میں کسی عالم کے اتنا کچھ دینے سے کہ فلاں چیز ناجائز ہے وہ کچھ علماء  
بہت سکت ہو سکتے ہیں، دلائل سامنی ہوں تو ان پر کہا جائے کہ تو عدم حجاز کی کوئی وجہ معلوم نہیں  
ہوتی، غلطیاں اور کوتاہیاں کس جماعت اور کس شخص سے نہیں ہوتیں۔ چار بڑے بڑے مقدس  
ادارے بھی اسے مستثنیٰ نہیں لیکن یہ چیز اسکا سبب نہیں بن سکتی کہ ادارے میں شرکت ہی حرام ہے  
اور انھیں ایک ایسے فرائض اور منافع اس کے مضار اور نقصانات سے زائد ہوں۔

مسلم قوم کی مستقل ہستی ایک سنوائی ہے۔ یہی قوم یہ کہتا ہوں کہ تمام امور قطع نظر کر کے  
اگر ایک کے وجود انشائام ہو گیا کہ مسلم قوم کی مستقل ہستی اور اسکی غیر مخلوط صاف آواز ہر  
انگریز اور ہندو اور نو کے نزدیک تسلیم ہو گئی اور تقویٰ سی مدت میں بدون بہتادہ نقصان  
اٹھا دینے ہندوستان کا اندر ایک تیسری طاقت کے وجود کا اعتراف کر لیا۔ بلکہ ایک ایک انگلیس  
کو صلیب جنگ کے ہر معاملہ میں ایک ہی صوف میں دوش ہر دوش لکھ رہا تھا۔  
تو کیا یہ طاقت شرعی اور سیاسی نقطہ نظر سے کچھ کم ہے؟ "دیوبند کن حیدر آباد دکن  
مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۷ء



جمعیت العلماء ہند کے ایک اور رہنما جناب مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی اپنے ایک علمی دستخط شدہ فتویٰ میں علماء و مشائخ کی تحریک پاکستان کی کوششوں اور مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی تردید و مخالفت میں لکھتے ہیں:-

”پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔“

کیونکہ حقیقی پاکستان تو نہ مانگا جاتا ہے نہ اس کے ملنے کی توقع۔۔۔۔۔

اس علمی فتویٰ پر جناب احمد سعید صاحب دہلوی جمعیۃ العلماء ہند اور جناب حبیب الرحمن صاحب نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔  
مدرسہ امینیہ اسلامیہ کی مہر پریشی صاف پڑھ جاتی ہے۔ مذکورہ علمی فتویٰ کا عکس بھی ملاحظہ ہوا۔

اسے علمی فتویٰ مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

نوٹ:- کانگریس کی حمایت میں فتویٰ دینے والے مفتی صاحب موصوف اس سے پہلے بھی ہندوؤں کی حمایت میں شدھی تحریک کے باقی شرطانہد کے مسلمان قاتل کے جہنمی ہونے کا فتویٰ جاری کر چکے تھے

(ماہنامہ السواد والاظم مراد آباد جلد ۳، شمارہ ۳۰، رجب ۱۳۵۷ھ)

استفتا

”رہتے ہیں علماء دین و مفتیان سرعہ بین اسوا سلفہ میں کہ  
علمائے کرام و مشائخ عظام کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کا ممبر بنکر مانا جائز ہے یا ناجائز۔  
بشرط جواز جو حلیمہ عہد وفاداری ان سے لیا جاتا ہے۔ اس کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ کیا انگریزوں کا  
عہد نامہ ہر دستخط کر دینے سے مطمئن ہو کہ اسلام پر کہہ رہا ہے کہ ہم لازم نہیں آتی؟“

اسمبلیوں کا مطالبہ پاکستان درست ہے یا غلط؟۔ بینوا تو جبراً

الجواب

ہندستان میں حکومت کا سالہ بڑی نزاکت اختیار کر چکا ہے۔ اس کے اس کے متعلق  
احکام دیا بہت مشکل اور پیچیدہ ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ علما اور مشائخ اسمبلیوں کا  
ممبر بنکر جانیں تو بہتر ہے اس کے جواز کا فتوے دینا ہوں  
اسمبلی میں جس عہد نامے پر دستخط لے جاتے ہیں۔ اس میں اتباع شریعت کے پختہ عہد  
کے ساتھ دستخط کے چھاسکتے ہیں۔

پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ حقیقی  
پاکستان تو نہ مانگا جاتا ہے نہ اس کے ملنے کی توقع۔ جو پاکستان کو مانگنے والے  
انگلتے ہیں وہ تمام ہندوستان سے اسلام کی شوکت بنا کر ایک چھوٹے سے وطن  
محدود کر دیا ہے اور اس میں بھی مخالفت قوی پارٹی موجود ہے۔ اور آجی ہندوؤں  
کے کروڑوں مسلمانوں کو مخالفین کے ہاتھوں میں بے دست و پا بنا کر چھوڑ دیا ہے  
یہ صورت مضر اور یقیناً مضر ہے۔

محمد کفایت اللہ دہلی

دہلی



شرکت منی صمدی  
راجہ بیوت سب اور حبیب الرحمن  
مفتی دارالافتاء مدرسہ امینیہ دہلی  
قرآن و حدیث کا قاری



سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے "احرار کا نفرنس" علی پور میں ڈنکے کی چوٹ کہا تھا:  
 (پاکستان کا مطالبہ کرنے والے) مسلم لیگ کے لیڈر بے علموں کی  
 ٹوٹی ہوئی جہنیں اپنی عاقبت بھی یاد نہیں اور جو دوسروں کی عاقبت بھی خراب  
 کر رہے ہیں۔ اور وہ جس ملک کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان نہیں پاکستان ہے  
 امر و جد کے ایک جلسہ میں عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر کا ایک فقرہ یہ بھی تھا:  
 "جو لوگ مسلم لیگ کو روٹ دیں گے وہ سونڈ ہیں اور سونڈ رکھنے والے میں سے  
 ایک دوسرے موقع پر پسو در میں تقریر کرتے ہوئے کہا،  
 "اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی "پ" بھی بنا سکے" اس  
 ابوالکلام آزاد نے مجلس احرار اور دوسری مسلم لیگ مخالف جماعتوں سے اپیل  
 کی کہ۔

"وہ منظم ہو کر ایک وجود بن جائیں اور ڈٹ کر مسلم لیگ کا مقابلہ کریں" اس  
 اپیل پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور مورخ رئیس احمد جعفری قلمطراز ہیں:-  
 "اور بلاشبہ مولانا آزاد کی یہ اپیل کارگر ہوئی۔ اور خاکسار جمعیت علماء  
 اور دیگر جماعتوں نے مسلم لیگ کے خلاف ایک محاذ بنالیا۔ انہوں نے مسلم لیگ  
 کے راستے میں کانٹے پھانٹے، پیچھے پھینکے، چاقو اور خنجر سے وار کئے، چلے  
 درہم برہم کرنے کی کوشش کی، کانگریس نے اور کانگریس کے ان حلیفوں نے کوئی

۱۔ اخبار طیب لاہور ۲۷ دسمبر ۱۹۴۵ء اور کوالمہفت دفعہ، ضائع مسطقی گوجرانوالہ، جنوری ۱۳۸۸ھ  
 ۲۔ چغتائی، ظفر علی خان، ص ۱۶۵

۳۔ تاریخ نظر پاکستان، پیام شاہجہانپوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء، ص ۱۰۰  
 ۴۔ آزادی ہندو ابا کلام کی خود نوشت، مترجم رئیس احمد جعفری مطبوعہ لاہور طبع نیم ۱۹۶۱ء

و قیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ مجلس احرار کے واعظانِ خوش مقال اور  
 علمائے شیوا بیان دور سے پر نکل پڑے، مجھے بمبئی کا وہ جلسہ یاد ہے جس میں  
 مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور شورش کا شیرازی کی خطابت نے رنگ باندھ  
 دیا تھا، لیکن بڑی طرح پٹے، دیوبند کے طلبہ کی ایک جماعت مولانا حسین احمد  
 مدنی مغفور کی سربراہی میں شہر شہر اور قریہ قریہ کا گشت کر رہی تھی۔ جہاں موقع  
 ملتا سولانا کذا وہی پرواز کے یعنی طیارہ پر اڑ کر پہنچ جاتے، عرض تقریر  
 میں المسلمین اور تھنویت شوکت سونین میں کوئی قیقہ فرو گذاشت نہیں کیا  
 گیا، احرار و خاکسار میدان انتخاب میں ذور بیان اور قوت استدلال سے زیار  
 وست و باز کی طاقت کے بل پر اتر آئے، ہنگامہ آرائی کی، شورش اور دیگر  
 کے مظاہر پے کئے، ان کا کوئی "عظیم الشان جلسہ" ایسا نہ ہوا جس میں مسلم لیگ  
 کو اور قائد اعظم کو ایک ایک منہ سوسوگایا نہ دی گئی ہوں، قائد اعظم کی وفات  
 پر گفتی اور ناگفتی الزامات نہ لگائے گئے ہوں، مسلم لیگ کی قیادت کے خلاف  
 کفر و فسق کے فتوے نہ دیئے گئے ہوں؟

۱۹۴۹ء میں جناب ابو الاعلیٰ مودودی نے ارشاد فرمایا:  
 "لیگ کے قائد اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی  
 ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو اور معاملات کو  
 اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو" ۱۔

۱۔ ایضاً، ص ۱۶۷  
 ۲۔ مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۲۰/ بحوالہ تحریک پاکستان اور قیادت  
 علامہ چودھری حبیب احمد مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء، ص ۷۰۸



صالح انقلاب کی داعی جماعت — جماعت اسلامی کے بانی جناب مودودی صاحب اس سے ایک قدم اور بڑھتے ہیں، مسلم لیگ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی فلاح و بہبود، اسلامی مملکت کے قیام اور دوقومی نظریہ کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل دوسری تمام ملی و سیاسی جماعتوں کو بھی ایک جنبش قلم بے عمل اور اسلامی تعلیمات سے ناواقف نہاتے ہیں، ملاحظہ ہو!

آس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں اسلام کے نام پر کام کر رہی ہیں، اگر فی الواقعہ اسلام کے معیار پر ان کے نظریات، مقاصد اور کارناموں کو پرکھا جائے، تو سب کی سب جنس کا سد رکھوٹی نکلیں گی، خواہ مغربی تعلیم و تربیت پائے جوئے سیاسی لیڈروں یا علمائے دین و مفتیان مشرق میں۔ دونوں راہ حق سے ہٹ کر ناپکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ سہ

۲۶ - ۱۹۴۵ء کے انتخابات جو مطالبہ پاکستان کی بنیاد پر منعقد ہوئے تھے اور انہی کی بدولت مملکت ہند اور پاکستان معرض وجود میں آئی تھی، اس نازک مرحلہ پر جماعت اسلامی نے مسلم لیگ کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیا، جس کا صاف مطلب کانگریس کی خاموش حمایت تھا۔ اس سے حصول پاکستان کے کارڈ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا تھا۔ یہ دور ۱۹۴۵ء کا تاریخی الیکشن ہے جس کے عنوان سے جماعت اسلامی کا ترجمان ”کوثر“ (نظم راجہ) بعض خوش فہم مکی حضرات کا خیال تھا کہ جماعت اسلامی اس الیکشن میں ہندوؤں کے مقابلے میں مسلمانوں کی امداد کرے گی اور مسلم لیگ کا ساتھ

سہ ایضاً، ۱۹۴۸ء ایضاً۔

سہ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۲ مئی ۱۹۴۸ء، ص ۴

دے گی، چنانچہ انہوں نے مخلصانہ طور پر جماعت اسلامی کو اسی سلسلہ میں دعوت بھی دی، جو اس نے ٹھکرا دی اور صاف اعلان کر دیا کہ۔  
دروٹ اور الیکشن کے معاملہ میں ہماری پوزیشن صاف صاف  
فہم نشین کر لیجئے پیش آمدہ انتخابات یا آئندہ آنے والے انتخاب کی اہمیت جو کچھ بھی ہو اور ان کا جیسا بھی اثر ہماری قوم یا ملک پر پڑتا ہو، بہر حال ایک با اصول جماعت ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے یہ ناممکن ہے، کہ کسی وقتی مصلحت کی بناء پر ہم ان انہوں کی قربانی کو ادا کر لیں، جن پر ایمان لائے ہیں۔ سہ

یہ بات تاریخ سے حریف ہیں کی جا سکتی کہ جس وقت مسلم لیگ قائد اعظم کی عظیم قیادت میں پاکستان کے قیام کے لئے غیر مسلم اقوام سے صاف آواہی تو جماعت اسلامی نے ..... نہ اشتراک کیا نہ تعاون کیا جبکہ مخالفت میں پیش پیش رہی تھے۔ لیکن یہ ایک طرف قاشہ ہے کہ پچھلے دنوں میاں طفیل محمد امیر جماعت اسلامی نے ایک بیان میں اس قسم کا تاثر دیا کہ پاکستان کے بانیوں میں جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بھی ہیں، لیکن بھلا ہو جناب مودودی صاحب کا، جنہوں نے دبے لفظوں میں میاں صاحب کے بیان کی تردید کرتے ہوئے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ پاکستان کی تحریک میں ہم نے کوئی حصہ نہیں لیا۔

پاکستان کی مخالفت میں کام کرنے والی مختلف جماعتوں کے گرداگرد مبرہہ کرتے ہوئے جناب میاں اسلام تحریر کرتے ہیں۔

سہ کوثر، ۲۲ کوثر، ۱۹۴۸ء، کوثر، پاکستان اور نیٹلسٹ علماء، ۱۹۴۹ء، ص ۱۰

سہ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۰ مئی ۱۹۴۸ء، ص ۲







پر چار کرنے لگے جو ظاہر ہے کہ ان کے مالی تقاضے بڑی کمرنگی تھے۔

مندرجہ بالا ناقابل تردید شواہد و حقائق کی روشنی میں یہ تاریخی حقیقت بالکل بے غبار ہو گئی کہ نظریہ پاکستان پیش کرنے والوں میں سنی علماء و مشائخ صرف سرست ہیں۔ نظریہ کی وضاحت اور اسے عوام تک پہنچانے کے لئے ہر قسم کی کوششیں کیں، لاہور میں منظور ہونے والی قرارداد پاکستان کی سنی علی و مشائخ نے کھل کر تائید کی، سوا، اعظم اہل سنت و جماعت کو مسلم لیگ کے قریب لانے کے لئے ٹکوس مباحثی کیں۔

تحریک پاکستان کی جنگ میں اہل سنت نے دامن دور نہ دئے، مقدمے لگئے، ہر طرف حصہ لیا۔ راہنمایان عریقت۔ مشائخ عظام اور پاسان شریعت۔ علمائے کرام نے پاکستان کی ضرورت پر شرعی فتاویٰ جاری کئے۔ انہی اکابر کی ایلیران کے ۱۰ دیرین، علامہ، متوسلین اور متعلقین نے انتخابات (۱۹۴۷ء اور ۱۹۵۱ء) کے موقع پر مسلم لیگ کے امیدواروں کو ووٹ دے کر کامیاب بنایا۔ مالی امداد کی۔ جانی قربانیاں پیش کیں۔ عزیمت کہ بے غرض ہو کر صرف ”پاکستان“ کے نئے آ کی خاطر وہ سب کچھ کیا، جو انسانی بس میں تھا۔ بالآخر ان کی مخلصانہ دعاؤں اور بہ لوت و جدوجہد سے تحریک پاکستان کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ کانگریس عزائم خاک میں مل گئے، کانگریس، احراری، اور جمیعت علمائے ہند کے اکابر کے علی الرغم دنیا بھر میں مسلمانوں کی سب سے بڑی تمکنت۔ پاکستان ایک زندہ حقیقت بن کر سامنے آگئی۔

والحمد للہ رب العالمین

سنة قائد اعظم کے ۲۴ سال: خواجہ رفیع حیدر، ص ۲۰۳-۳۰۴

نوٹ: تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں قائد اعظم میری نظر میں

اندر ایم۔ اے۔ ایچ اصفیائی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء

تحریک پاکستان کی تاریخ سے متعلق حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ مسلم لیگ کے علمائے پاکستان کی مخالفت اور کانگریس کی ہمنوائی میں جمیعت العلماء نے ہند، احرار، کانگریس اور نیشنلسٹ اکابر نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ جماعت اسلامی نے اگرچہ کانگریس کی مخالفت بھی کی، مگر وہ مسلم لیگ کی حمایت سے۔ انتہائی ضرورت کے وقت بھی دست کش رہی۔

قیام پاکستان کے صرف تیس سال بعد ہی جبکہ تحریک پاکستان کے کارکن اور عینی شاہد ابھی افضلہ زندہ اور موجود ہیں یہ محکمہ خیر و عوسے کے جانے لگے ہیں کہ ۱۳۳۷ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے امیدواروں کی کامیابی بھی ”جمیعت العلماء و متبذک“ کی جدوجہد کی مرہون منت ہے۔ حال ہی میں شائع ہونے والی ایک کتاب ”قائد اعظم اور مسلم پریس“ سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

”یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حالیہ انتخاب (۱۹۷۷ء) کے سلسلہ میں مسلم لیگ کو جن حیلوں میں کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ سرمنجناح اور مسلم لیگ کے ناپریشین بلکہ جمیعت العلماء نے ہند کے ان مجاہدین کی بدولت حاصل ہوئی ہے جو ملک کی خاطر اور استبدادی نظام کے خلاف مسلسل جہاد کرتے ہوئے قید و بند کی مصیبتیں جھیل چکے ہیں اور نازک سے نازک موقع پر انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو اغیار کی نظروں میں ڈیل ہونے سے بچایا ہے۔“

ایک عجیب منطق اور استدلال کا کیا کہنا

خرد کانام جنوں دکھ دیا، جنوں کا خور

۲۶-۱۹۴۵ء میں جبکہ مسلم لیگ کا مطالبہ پاکستان مسلمانان ہند کے دلوں کی دھڑکن

سنة قائد اعظم اور مسلم پریس (جلد اول)، پروفیسر احمد سعید مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۱۳۱



ہن چکا تھا اور قیام پاکستان یقینی نظر آنے لگا تھا، جمعیت العلماء ہند سے منسلک بعض موقع شناس مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ مسلم لیگ کے اکابر بھی اس بات کے حق میں تھے کہ انتخابات کے موقع پر علماء دیوبند میں سے ہی ایک گروہ ایسا تیار کیا جائے جو مسلم لیگ کے موقف کی حمایت کرے اور وہ جمعیت العلماء ہند کا توڑ ہو۔ اس مقصد کے لئے علامہ شبیر احمد عثمانی مولوی طاہر عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی اور چند دیگر علماء کے ذریعے ”جمعیت علماء اسلام“ کی بنیاد رکھی گئی جس کا پہلا اجلاس اکتوبر ۱۹۴۵ء میں علامہ صاحب احسن بنگالی کی دعوت پر ہوا۔ اس اجلاس میں علامہ عثمانی کو شرکت کی دعوت دی گئی، آپ بیماری کی وجہ سے اس میں شریک نہ ہو سکے، بلکہ اپنی طرف سے ایک پیغام ارسال کیا۔

جناب ظفر احمد انصاری جو قائد ملت کے پرنسپل سیکرٹری رہے ہیں، نے اس حقیقت کا اعتراف یوں کیا ہے:

”۲۸ دسمبر ۱۹۴۹ء کو جب امرتسر میں جمعیت العلماء ہند کا پہلا اجلاس منعقد ہوا، اس میں دیگر علماء کے علاوہ علامہ شبیر احمد عثمانی بھی شریک ہوئے تھے، اس کے بعد جمعیت کے تقریباً ہر اجلاس میں آپ شریک ہوتے اور ملکی سیاسیات اور مجلس شورٰی کی تجاویز میں حصہ لیتے رہے۔ یہ صورت حال ۱۹۵۹ء تک قائم رہی، پروفیسر محمد انوار الحسن شیر کوٹی لکھتے ہیں:-

”..... اس طرح علامہ عثمانی ۱۹۴۹ء سے لے کر ۱۹۵۵ء تک جمعیت العلماء ہند بریلی کے رکن رہے اور اس کی مجلس شورٰی کے مؤثر ممبر رہے؟

آگے چل کر آپ یوں لکھتے ہیں:

”علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی ۱۹۵۵ء تک جمعیت العلماء کی ورلڈ کیٹی کے ممبر رہے اور قومی تحریکات میں ہمیشہ آگے رہنے کی کوشش کی، تحریک خلافت سے لے کر ۱۹۵۵ء تک جمعیت العلماء اور کانگریس کو آپ کے تعاون کا فخر حاصل رہا، بہت سی کیٹیوں میں صدارت کے فرائض انجام دیئے؟ (خطبات عثمانی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۲ء، ص ۵۸-۵۹)

”اکتوبر ۱۹۵۵ء میں کلکتہ میں جمعیت علماء اسلام قائم ہوئی، اس سلسلہ میں کلکتہ کے احباب نے پیش قدمی کی اور ہندوستان کے تمام علاقوں کے ان علماء کو باعانت مرکزی مسلم لیگ مجتمع کرنے کی کوشش کی گئی، جو لیگ کے حامی تھے۔ ۲۴-۲۹ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو محمد علی یارک کلکتہ میں علماء کا کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں ہندوستان کے مختلف صوبوں کے پانچ سو سے زیادہ علماء و مشائخ نے شرکت کی؟۔

جمعیت العلماء اسلام کے قیام — اس کی تشکیل اور نصب العین کے سلسلہ میں جو حقیقی الزمان لکھتے ہیں:-

”جمعیت جنوری ۱۹۴۹ء میں کلکتہ میں بنی جس کے صدر مولانا شبیر احمد عثمانی ہوئے، اس کے قیام کا سہرا ظفر احمد انصاری کے سر ہے جو کیٹی آف ایکشن کے سیکرٹری تھے، دو برس سے کوشش کر رہے تھے کہ جمعیت العلماء ہند کا کوئی جواب پیدا کیا جائے، تاکہ دیوبند اور مسلمانوں پر اس کا اثر کسی طرح کم ہو، اس سلسلہ میں ظفر احمد انصاری نے مولانا طاہر عثمانی سے بار بار گفتگو کی یہاں تک کہ بالآخر مولانا طاہر عثمانی کی امداد سے مولانا شبیر احمد عثمانی کو جمعیت العلماء اسلام کی صدارت کیلئے راضی کر لیا، اور نواب امین خاں صاحب نے بھی اس اقدام کو بہت پسند کیا، چنانچہ نیا اتحاد سرکاری مسلم لیگ میرٹھ نے جمعیت العلماء اسلام کا ایک اور طبقہ میرٹھ میں منعقد کیا جس میں انیس (چودہ ہی خلیق الزمان) بھی اس کانفرنس میں شرکت کیئے، بلا گیا مولانا شبیر احمد عثمانی سے میری پہلی ملاقات یہیں نواب امین خاں صاحب کے گھر پر ہوئی، ۱۹۵۵ء

۱۹۵۵ء شہزادہ راہ کراچی — نظریہ پاکستان، جلد ۲، ص ۲۳۲ بعنوان ”نظریہ پاکستان اور علماء“

۱۹۵۵ء شہزادہ پاکستان، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۵ء، ص ۶۰



# آل انڈیا سنی کانفرنس

پس منظر — اور — مقاصد

غیر منظم ہندوستان میں ہماری غفلتوں سے انبیاء نے فائدہ اٹھا کر ہمارے  
تفریق و تشقیق سے ایک طرف اور کشتی و شہرت پسندی کی ہوس بڑھی تو دوسری جانب  
توسیب اور اعدائیت کی بدلت نیچریوں، پکڑالویوں اور منکرین حدیث وغیرہ  
نے سراٹھایا۔ کفار و مشرکین ہند کی کوششیں تھیں کہ تمام اسلامیان ہند کو ہندو بنا لیا  
جائے یا انہیں ملک سے مکمل باہر بھیجا جائے۔ انہوں نے ہر موقع سے پورا پورا فائدہ  
اٹھایا چنانچہ —

- شدھی کی شکل میں فتنہ ارتداد کی تحریک
- سنگھوں کی صورت میں فتنہ ارتداد کی تبلیغ اور توسیع
- ہندو مسلم اختلاف کے بہانے دیوید گارڈ پیر پا بندی
- اذان کہنے پر فساد
- مساجد کا انہدام
- کتاب مقدس کی بار بار توہین
- خون مسلم کی ارفالی
- رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں

- شوراج اور آزادی کے نام پر گاندھویت کا جادو
  - تحریک خلافت میں گاندھی کی قائدانہ حیثیت
  - ہندو کے اشارے سے ہجرت اور عدم تعاون — کی تباہ کاریاں۔
  - عقائد اسلامیہ کو مسیح کہنے کے لئے وارو با سکیم اور دیوا مندر سکیم۔
  - تعلیمی اداروں کی ناگفتہ بہ حالت اور ان پر ہندوؤں کا تسلط
  - کانگریس کی ذیلی جماعتوں کی اسلام دشمنی
  - مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ ملا کر ان کا قومی و ملی تشخص ختم کرنا — وغیرہ
- ایسے بے شمار واقعات اور حادثات تھے جنہوں نے اسلامی قلوب کو تڑپا دیا۔

اگرچہ سنی علماء و مشائخ کے مدارس، آستانے اور خانقاہیں اپنے اپنے مقام پر مرکز  
کی حیثیت رکھتے تھے جن سے کفر و الحاد اور رسوم بدعیر کے انسداد اور عقائد حقہ کی  
حفاظت و حیانت اور اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام لیا جاتا رہا مگر کفر کی آندھیوں اور  
اتحاد کے نام پر الحاد کی منظم یورشوں کے پیش نظر ضروری ہو گیا تھا کہ تمام سنی علماء و مشائخ  
اپنی اپنی تدابیر کو یکجا کر کے منظم طریقہ سے ملت اسلامیہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔  
باہمی کشاکش کے مریضوں، نفسانیت کے اسیروں اور دشمنوں کی چیر و دستیوں کا شکار  
ہونے والوں کو بیداری بخشنیں۔ انبیاء کے نظم و استبداد کے خلاف فریاد نہ کر سکنے  
والوں کو فریاد رس کے منصب تک پہنچادیں۔ حوادث و آفات کی گنگھو اور بھیاک گنگھاؤں  
کی بھینٹ شہر بار کو معدوم کر دیں۔ غلامان مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خراب نفعلت  
کی جیلہ گری کو اپنے اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فضل و کرم سے کافور کر دیں  
لا مگر بیوں، اجڑا ہوں، خاکساروں اور ہندو مسلم اتحاد کے داعیوں کے منصوبے خاک  
میں ملا دیں۔ اُن لوگوں کو جو گاندھی کے فسوں کا شکار نہ ہو چکے تھے۔ سوار غلہ



کے اہل فطرت کے ساتھ دوبارہ ملا دیں۔ — اسلامیان ہند کے قلبِ عزیز کو صبر و سکون، اتحاد و وفاء، نظم و ارتباط اور دنیوی اعزاز عطا کریں۔ — ضرورت اس امر کی تھی کہ مسلمانوں کی فطرت و بیہودہ شریعت کے مطابق ان کی مشکلات حل کرنے، دین کی طرف سے بے پروائی اور غفلت کو دور کرنے اور باہمی اتفاق و اتحاد کے شرکاء کو مرکز ہو جو ہر معاملہ میں ان کی رہنمائی کرتے، معاملات میں جس یا سیاسی — معاشرتی ہوں یا اقتصادی — انفراری ہوں یا اجتماعی — عریضہ کی ان اسباب کو اکٹھا کیا جائے جس سے مسلمانوں کی ترقی مقصود ہو۔

قبل ازیں اتحاد و اتفاق بین المسلمین کے مقدس مقصد کے لئے جتنی کوششیں ہو چکی تھیں، سب ناکام ہو گئیں۔ شاید ہر ایک ہی نوعیت کی غلطی کو دہرایا جا رہا تھا کہ اتحاد کے ہر محرک نے مسلمانوں کے تمام فرقوں کو ملا کر ان میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کیا، مگر حوزہ کرنے پر معلوم ہوا کہ اگر ان میں اتحاد پیدا ہو سکتا تو یہ جدا ہی کیوں ہوتے، تو ان کی غلط کو ایک جگہ جمع کرنے سے اتحاد کی بجائے فساد کا منظر سامنے آتا ہے۔ — اور پھر ہر کہ ہر فرقہ کی ایک الگ الگ حیثیت ہے جس کی وجہ سے کسی دوسرے فرقہ کے کسی فرد کا اس میں شامل ہونا ناممکن ہوتا ہے، وہ اپنی اپنی کانفرنسیں الگ الگ منعقد کرتے ہیں۔ اس میں کسی دوسرے کی جھلک دیکھنے کے بھی روادار نہیں ہوتے، شیعہ اپنی کانفرنسیوں میں شیعہ کو دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے، اہل حدیث (غیر مقلد) شیعہ کی اجلاس منعقد کرتے ہیں۔ اس کے باب اختیار و مقررین صرف اہل حدیث ہی ہوتے ہیں اور ان کی تنظیموں میں کسی دوسرے کی شمولیت ناممکن ہے۔

مذکورہ بالا واقعات، دعاویات، ضروریات اور مشکلات کو مد نظر رکھتے

ہوئے مسیحی علماء و متبعان نے سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے اکابر اور عامہ ان میں کو خالص اپنے اجتماع کے لئے دعوت دی، چنانچہ برصغیر میں اہل سنت و جماعت کا عدم المنظر احتجاج — مسیحیوں کا واحد نمائندہ اجلاس اور خالص ایوانِ ملت کا افتتاح۔

## ”الجمعية العالية الموكزية“ یعنی ”آل انڈیا سنٹی کالفرنس“

کے نام سے موسوم ہوا، مسیحیوں کی اس ایک غیر تسلیم کا پہلا اجلاس مراد آباد میں ۲۰ شعبان تا ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ

بمطابق ۱۶ مارچ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء

منعقد ہوا، مسیحیوں کی اس مرکزی — قومی جماعت کی تشکیل میں علماء و دانشور کی دور و مشائخ کوششیں بالعموم اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی سعی جمید خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ آل انڈیا سنٹی کانفرنس، مراد آباد کے چلے چار روزہ اجلاس میں تین سو علمائے کرام، مفتیانِ عظام اور مشائخِ دوی الاحرام نے شرکت فرمائی، ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

عارف ربانی مولانا سید احمد اشرفی کچھوچھوی (م ۱۳۴۳ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی  
منظر اسلام مولانا سید غلام قطب الدین برہنچاری اشرفی (م ۱۳۵۰ھ)  
مجاہد اسلام مولانا سید محمد سلیمان اشرف، بہاری (م ۱۳۵۲ھ) پروفیسر علی گڑھ  
خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

شیخ المشائخ مولانا سید محمد علی حسین اشرفی (م ۱۳۵۵ھ) زریب آستانہ کچھوچھوی  
مجاہد ملت مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی (م ۱۳۵۶ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی  
جمہور اسلام مولانا حامد رضا خان قادیانی (م ۱۳۶۳ھ) ابن خلیفہ امام احمد رضا بریلوی



شیخ الفقیہ مولانا عبدالجبار نوروی (دم ۱۳۶۲ھ)

مدد الافاضل مولانا سید محمد نعیم مراد آبادی (دم ۱۳۶۶ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

امیر ملت مولانا سید جماعت علی محدث علی پوری (دم ۱۳۷۰ھ)

زبدۃ الفقہ مولانا عبدالغنی حقانی آنرولی (دم ۱۳۷۰ھ)

دین محمد بن مولانا سید عبدالشرعی محدث کچھوچھوی (دم ۱۳۷۱ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

احمد رضا بریلوی

حضرت مولانا محمد یعقوب خان بلا سہوری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

حضرت مولانا محمد حسین اجیری

حضرت مولانا سید فاضل کچھوچھوی

حضرت مولانا مہمان حسین رامپوری

حضرت مولانا محمد حسین عباسی چڑیا کوٹی سہ

سواد اعظم کی عظیم مذہبی و قومی تنظیم، ان کی دینی و دنیوی بہبودی کام کردہ فرائض

پیش کی ادائیگی کا مقدس اجتماع اور سنیتوں کی منتشر قوتوں کی جامع تحریک

”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا حال کہتے ہوئے دین محمد بن

سید شرفی کچھوچھوی رقمطراز ہیں۔

”یہ کانفرنس کس طرح شروع ہو کر ختم ہوئی، اس کے متعلق بلا مبالغہ کہا جاسکتا

ہے کہ مجموعی حیثیت سے ہندوستان میں قومی قوت سے اس درجہ شاندار جلسہ کی مثال نہیں

پائی۔ وہ حضرات جن کے سامنے ہندوستان کا مشرق و مغرب ہے اور جنہوں نے ایسے ایسے طے

دیکھتے ہیں جن کا تذکرہ بھی ہم لوگوں کو عجیب معلوم ہوتا ہے ان کا بیان ہے کہ اس قدر منظم و باقاعدہ و پر شوکت جلسہ کبھی نظر سے نہیں گذرا اور نہ شرکت سے پہلے گمان تھا کہ کانفرنس کا افتتاح اس شان و شوکت سے ہوگا۔

”جمعیت اشرفیہ، انجمن اہلہارا اسلام“ اور ”جماعت رشتائے مصطفیٰ“

کے رضا کاروں اور مجلس استقبالیہ کے اراکین کا نظم و ضبط اور انتظام و انصرام

کا سلیقہ نہایت قابل تعریف تھا۔ رضا کار، جن کی تعداد کئی سو قریب ہزار تھی

وردی میں مبسوس تھے، جن میں ناراض تحصیل علماء و درجہ تکمیل کے طلبہ اور رؤسا

شہر کے لوہنہاں فرزند شامل تھے ان کا رویہ نہایت مہربانوں کا آئینہ وار تھا۔

جماعت رشتائے مصطفیٰ بریلی کا خیمہ عجیب شوکت رکھتا تھا، اس کا بلند چھوچھو

مسلمانوں کو تبلیغ کی دعوت دے رہا تھا، بعض حضرات اس نظام کو دیکھ کر

بے ساختہ کہہ اٹھتے تھے:

”اس حکومتی نظام کو کیا کہا جاسکتا ہے؟“

برصغیر کے تمام علاقوں — سندھ سے لے کر بنگال تک تمام مرکزی، علمی مقامات

اور استاد ہائے عالیہ کے مقتدر علماء اور مشائخ اس کانفرنس میں تشریف لائے، بالخصوص

بریل، دہلی رامپور، مراد آباد اور کچھوچھو کے علماء کی شرکت نے کانفرنس کو مؤثر کر دیا۔ تباری

چشتی، نقشبندی اور سہروردی غیموں سے دگر و نگر، ذوق و سرور سے کیفیت آدر صدائیں بلند

ہوردی یعنی، عزیمتیکہ منظر بجائے خود ویدیتی تھا اور کانفرنس کے اندر اہل سنت و جماعت

کی شوکت کا پتہ دے رہا تھا۔

انجمن حزب الاحناف لاہور کی جانب سے شائع شدہ رسالہ ”ضمیمہ الفتاویٰ دہلی







اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے قبل امیر ملت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری کی تحریک اور تمام حاضرین کی تائید پر شیخ المشائخ سید محمد علی حسین اشرفی کو کانفرنس کی صدارت کے لئے منتخب کیا گیا۔ صدارتی خطبہ آپ نے اسی جلسے میں خود لکھا اور اس کو حضرت مولانا سید محمد محدث کچھو چھو نے پڑھا۔ یہ خطبہ بعد میں ماہنامہ اشرفیہ کچھو چھو شوال المکرم ۱۳۳۳ھ بمطابق ۱۹۱۵ء میں "خطبۃ الامیر اشرفیہ کے نام سے شائع ہوا۔ کتاب ہدایاں (اسی خطبہ کا عکس شائع کیا جا رہا ہے۔ اختصار کے باوجود خطبہ اپنی مثال آپ تھا جس میں پیش آمدہ حالات و واقعات کو پیش کر کے اتحاد و اتفاق بین المسلمین کی ضرورت کو واضح کیا گیا۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اسی اجلاس میں مجتہد الاسلام مولانا علامہ رضا خاں قادری بریلوی صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا استقبالی خطبہ پیش فرمایا اور در مجلسوں میں پڑھا گیا، یہ خطبہ اس قدر جامع تھا کہ اس میں

(۱) ہندوستانی سیاسیات

(۲) اخبار کی پالیسیاں

(۳) تدابیر دفاع

(۴) نظام عمل

(۵) اقتصادی اور معاشرتی ترقی کی تدابیر

(۶) ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت اور دو قومی نظریہ کی وضاحت

(۷) اور آل انڈیا مسلم کانفرنس کے مقاصد عالیہ وغیرہ

تمام شعبے بشرعی نقطہ نظر سے واضح کئے گئے۔

یہ عظیم الشان کانفرنس چار دن تک جاری رہی، ہر روز دو نشستیں ہوتیں، علماء و

مشائخ اپنے اپنے مواقع حسنہ سے حاضرین کو مالال کر تے۔ امیر ملت پیر جماعت علی

محدث علی پوری کافی البدر بہ خطبہ سادگی اور صاف گوئی میں ہمیشہ مثال رہے گا۔

اتفاق اور اختلاف کی وجوہات بیان فرمائیں۔

اس کانفرنس میں مختلف سجاوید منظور ہوئیں جن کا تعلق عہد یاروں، مرکزی کمیٹی اور نظام عمل وغیرہ سے تھا۔ قراردادوں کے پیش کرنے کی سعادت مولانا احمد غفار میرٹھی کے حصہ میں آئی، آئندہ سال کے لئے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے صدر، حضرت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری مقرر ہوئے اور ناظم اعلیٰ حضرت صدر الانا قاضی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور نائب ناظم مولانا محمد نعیم عباسی منتخب کئے گئے، شیخ المشائخ سید محمد علی حسین اشرفی کچھو چھو اور مولانا سید محمد اشرف اشرفی سرپرست قرار پائے۔

قراردادوں میں جہل کی مخالفت، امیر ایمان اللہ خان امیر افغانستان کے قتل مرتدین کی حمایت، مرزا یوں اور مرتدین کے ساتھ افغانستان کے سلوک کے بارے میں لیگ آف نیشنز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو مداخلت نہ کرنے، ابن سعود نجدی کے غاصبانہ قبضہ حجاز، ظالمات حرکات اور مرزا یوں کی حمایت میں کانگریس کے اشتعال انگیز کلمات پر نفرت کا اظہار کیا گیا، سہ

عہد یاروں کا انتخاب ایک سال کے لئے ہوا۔ ۱۹۱۷ء میں آل انڈیا مسلم کانفرنس

کے صدر مجتہد الاسلام مولانا علامہ رضا خاں بریلوی منتخب ہوئے، سہ

مسئمت کانفرنس کا رکن ہر راجح العقیدہ مسیح بن سکتا تھا اور مسیح کی تعریف رکینیت کے فارم

پر درج کر دی گئی، تعریف یہ تھی:

"سستی وہ ہے جو انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو سکتا ہو یہ وہ لوگ ہیں

جو ائمہ دین خلفاء اسلام اور مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماء دین سے

سہ ماہنامہ اشرفیہ کچھو چھو مئی ۱۹۱۵ء / شوال المکرم ۱۳۳۳ھ

سہ ماہنامہ المسواد الاظم مراد آبادی المجلد ۳۴۵ / جولائی ۱۹۲۷ء / ص ۱۲



شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی حضرت ملک العلماء بحر العلوم صاحب  
فرنگی علی حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی، حضرت فضل رسول  
صاحب بدایونی حضرت مولانا مفتی ارشد حسین صاحب رامپوری، اعظم  
مولانا مفتی احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے مسک پر ہوا  
الجمعۃ العالمیۃ الاسلامیہ — آل انڈیا سنی کانفرنس کے ان مقاصد کا خلاصہ  
جو اس کانفرنس کے قیام کا مقصد بنے یہ ہے:

- ۱۔ برصغیر کے سنی مسلمانوں کی کثیر تعداد کے انتشار کو دور کر کے ان کو منظم کرنا۔
- ۲۔ انفرادی طور پر مذہبی اور تبلیغی کام کرنے والوں میں ربط پیدا کر کے متحدہ قوت بنانا
- ۳۔ برصغیر کے تمام شہروں و قصبات اور دیہات میں اسلامی انجمنیں بنانا اور موجودہ  
انجمنوں کو جمعیت عالیہ کے ساتھ مربوط کرنا۔

۱۔ ہفت روزہ الفقید امرتسر ۲۱ اگست ۱۹۳۵ء ص ۹

نوٹ: انہی کی تعریف اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ سنی کانفرنس مراد آبادی منعقدہ ۱۹-۱۰-۱۰  
شعبان المعظم ۱۳۵۰ھ راکتوبر ۱۹۳۵ء کے اجلاس میں ان الفاظ میں قرار پائی۔

”سنی سے مراد وہ حقیقی مسلمان اور قدیم طریقے کا مسلمان ہے جو طریقے پر تمام غلبہ اور کارا ویدہ حضور  
عزت اعظم و حضرت دانا علی اعجمی گیلج بخشی و حضور خواجہ عزیز نواز و حضرت بہاء الدین نقشبند و حضرت شیخ  
شہاب الدین ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سلاطین اسلام میں سے حضرت سلطان محمود غازی و سلطان اورنگ زیب  
غازی و شاہ احمد نوریہ دکنی علی کے شاہیر علماء میں سے حضرت ملک العلماء بحر العلوم اور حضرت شیخ  
عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت فضل رسول بدایونی و حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی و اعظم حضرت تعلیم المہرکت  
امام اہلسنت مجددین و ملت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم قائم رہے۔“

(تلمی یادداشت: حضرت ابو البرکات سید احمد تگوری مدظلہ العالی)

۴۔ تبلیغی کام کو منظم اور وسیع کرنا۔

۵۔ تبلیغی تربیت کے لئے خاص مدارس کا اجراء

۶۔ مذہبی تعلیم سے ہر مسلمان کو باخبر کرنا۔

۷۔ انگریزی خوان طلباء کے لئے مذہبی تعلیم کا خاص اہتمام کرنا۔

۸۔ مزدوروں اور پیشہ ورا افراد کے لئے شبینہ مدارس جاری کرنا۔

۹۔ مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنا ان کی معاشرت کی اصلاح کر کے مسلمانوں

سے ہی اشیاء غریبہ کی رغبت دلانا۔

۱۰۔ مسلمانوں سے قرض کی عادت چھڑانا اور خیراتوں سے قرض لینے سے بچاؤ کی تدابیر کرنا

۱۱۔ مقرض مسلمانوں کے لئے محدود مدت میں قرض اتارنے کے طریقے۔

۱۲۔ بیکار مسلمانوں کے لئے ذرائع معاشی تجویز کرنا اور انہیں کام مہیا کرنا وغیرہ

علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری نے تقسیم ہند سے قبل ایک مضمون بعنوان ”علمائے  
اہلسنت اور سیاست ہند کے تین دور“ میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے پس منظر کو بیان کرتے  
ہوئے علمائے اہل سنت کی سیاسی بصیرت اور ان کے عملی اقدام کو تاریخی طور پر ثابت کیا،  
اس مضمون کو مندرجہ ذیل تین ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا:-

(۱) ۱۸۵۷ء

(ب) تحریک خلافت اور

(ج) مطالبہ پاکستان

ایک اقتباس آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ماہنامہ السواد اعظم مراد آبادی ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ / مئی ۱۹۳۶ء



مستحکم غلاف کے بعد جبکہ مسلمان نہ صرف منتشر و غیر منظم تھے بلکہ  
 انہماکی غفلت و غمزدگی اور کمزوری ان پر مسلط ہو چکا تھا اور ملک کے سیاسی  
 حالات میں تیزی کے ساتھ انقلاب آ رہا تھا۔ بین الاقوامی آؤپزیشن و تجارتی  
 مصالحت کی بنا پر ہندوستان اور گھریزہ سامان کاروں میں حکومت کا سودا  
 بڑھ رہا تھا۔ شدید خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ مسلمان اس برسرِ کوچک کی بساط سیاست  
 پر کہیں ہمیشہ کے لئے بات نہ کھا جائے جس پر ہزار سال تک نہایت جلد و جلال  
 عدل و انصاف کے ساتھ اس نے حکمرانی کی ہے۔ ہندو کا مگر مسلمان کی بیخ کنی  
 اور مسلمانوں کی حق تلفی کے ورپے تھی اور اپنی اکثریت و دولت کے بل پر  
 اسلامی تہذیب بلکہ مسلمانوں کے ملی وجود کو یکسر نیست و نابود کر دینے کا چہرہ کر  
 چکی تھی اور ہر علماء و دانشور جمعیۃ العلماء ہند دہلی براؤڈ الیاء کی تجویروں کا شکار بن  
 چکی تھی اور اپنی وسیعہ کادیوں کی بدولت عین میدان جنگ میں مسلم فوج  
 کے اندر انتشار و خندا مفاہی کرنے میں پانچویں کالم کا کام کر رہی تھی۔ بھاری مسلم لیگ  
 علماء اہل سنت کے بموجب نصب العین پاکستان کو لے کر بے یار و مددگار تھی  
 مسلمان راجہ حق کی تلاش میں حیران و سرگرداں تھا۔ اُسے صحیح راہ مل نہیں سکتی تھی۔  
 وہ ہر سراب کو چشمہ آبِ حیاں اور ہر جگہ کو گونگہاں سمجھ کر لپکتا تھا مگر ہر قدم  
 پر مایوسی اسے اپنا لٹھوس چہرہ دکھاتی تھی۔ قریب تھا کہ جہدِ لباق کے عملی میدان  
 میں فوجِ مسلم کے پاؤں اکھڑ جانے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کمرِ محنت ٹوٹ جاتی  
 کہ نصرتِ الہی نے فوجِ مسلم کی دست گیری کی اور عین وقتِ علماء اہل سنت  
 جمہوریت اسلام نے پاکستان کا مطالبہ فرما کر مسلمانانِ ہند کی ایسی صحیح بانجی و  
 بر محل رہبری فرمائی کہ سیاسیات ہند کا نقشہ ہی بدل گیا اور ہندو کا مگر مس کی بے پناہ  
 زہر پاشیوں اور غدران ملک و ملت کی انتہائی غداروں کے علی الرغم پاکستان کے

مطالبہ کو عام سیاست کے میدان میں ایسی شاندار کامیابی نصیب ہوئی جو  
 تاریخِ سیاست میں بے مثال ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ نہ صرف دنیا کے ہندوستان  
 بلکہ بیرون ملک بھی جو بڑی دست اندر سورج اسلامی سیاست و مطالبہ پکٹا  
 کو حاصل ہے انہیں علماء و مشائخ اہل سنت کی مساعی جمیلہ کا ہر سونہر منہ منت ہے  
 جن کا دوسرا نام جمہوریت اسلامیہ سنی کانفرنس ہے؟

غلام آباد ہندوستان میں سنی علماء کی یہ عظیم جاعت اس وقت بھی مؤثر کردار ادا کر رہی تھی  
 جبکہ بساطِ سیاست پر مسلم لیگ اہل سنت اپنی نائنہ حیثیت منوانہ سکتی تھی، یہ سنی کانفرنس  
 کی ہی معاونت تھی کہ مسلم لیگ کو عوامی رائے کی قوت حاصل ہو گئی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے یوم تاسیس ہی سے ملک کے کونے کونے میں اس کے  
 اجلاس منعقد ہونے لگے۔ شہر شہر تقریر تقریر تنظیمیں بنیں، ضلعی، صوبائی اور مرکزی  
 سطح پر اس کے اجلاس منعقد ہوتے رہے۔

سنی کانفرنس کے اجلاس مختلف پلیٹ فارموں پر منعقد ہوتے رہے جو اس کے  
 وسیع اعتراض و مقاصد پر شاہد ہے، جن پلیٹ فارموں سے آل انڈیا سنی کانفرنس کی  
 آواز بلند ہوئی، ان میں سے چند یہ تھے:

۱۔ اخبار دبیرہ سکندری رامپور مطبوعہ (جون ۱۹۴۷ء)

۲۔ پریس پکاگس کا قبضہ ہونے کی وجہ سے ان اجلاسوں کی کارروائی اخبارات میں بہت کم  
 شائع ہوتی، اس نکل کے باوجود اس وقت تک ایک سو کہیں سے زائد سنی کانفرنسوں کی کارروائی دستیاب  
 ہو چکی ہے جو انشاء اللہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس میں درج ہوگی۔ (مرتب)



۱۔ سنی کانفرنس کی تشکیل نو کا اجلاس

۲۔ سنی کانفرنس کا سالانہ اجلاس

۳۔ سنی کانفرنس کا غیر معمولی خصوصی اجلاس

۴۔ اہل سنت و جماعت کے مدارس کے سالانہ اجلاس

۵۔ مدارس اہل سنت کے جلسہ رائے تقسیم استاد و دستار فضیلت

۶۔ محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۷۔ گیارہویں مشرفیہ کی مجلسیں

۸۔ بزرگان دین کے اعزاز مبارک

۹۔ مسلم لیگ کے اجلاس

۱۰۔ مختلف مذہبی اور اصلاحی انجمنوں کے اجلاس

۱۱۔ سنی کانفرنس کے اکابر کے تعلیمی و اصلاحی دورے وغیرہ۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے طریق کار سے رہنمایان سنی کانفرنس کے مسک کی نشاندہی آسان ہے۔ اس کے باوجود سنی کی تعریف فارم رکینیت پر درج ہوتی۔ سنی کی تعریف مختلف موقعوں پر اکابر کی تائید سے مزید ہوتی رہی۔

”سنی“ کی تعریف اور اس کی بار بار وضاحت اس لئے ضروری سمجھی گئی کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے شاندار کارناموں کو دیکھ کر بعض علماء دیوبند نے اہل سنت کے عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے ”سنی“ کا لفظ استعمال کرتے ہوئے ”سنی بورڈ“ قائم کر دیا جس کا مقصد سدا و عظم اہل سنت کے راسخ العقیدہ عوام کو مسلم لیگ کی حمایت سے باز رکھنا تھا۔ جناب محمد عبدالغفور صاحب فارم سنی کانفرنس بنارس مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”آج کل ہندوستان کے ہر ہر گوشہ میں سنی کانفرنس کا شہرہ ہر جا ہے اور ملک کے ہر ہر نقطہ اور حصہ سے بنارس میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس

کی شرکت کے لئے تیاریاں ہر جہاں ہیں۔ یورپی سنی بورڈ کے نام سے مکتبہ میں کوئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ جو انکیشن کے معاملہ میں مسلم لیگ کی مخالفت کر رہی ہے اس خیال سے کہ لفظ سنی سے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جائے۔ یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اس سنی بورڈ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور سنی کانفرنس سنی بورڈ اور اس کے اس طریقہ عمل کو نہایت مذموم اور مسلمانوں کے لئے مضرت رسال سمجھتی ہے حقیقت میں یہ دہائی جماعتیں ہیں جن میں سے کوئی کھل کر کانگریسی ہوتا ہے جیسے کہ دیوبندی صاحبان اور کوئی جمعیۃ العلماء کے لباس میں نمودار ہوتا ہے اور کسی نے سنی بورڈ کا عزائم اختیار کیا ہے مسلمان ان سب سے ہوشیار رہیں اور ان کے پروپیگنڈے میں نہ آئیں۔ س۔

لفظ ”سنی“ کی جانوریت کے پیش نظر اس کا استعمال تقریباً ہر دور میں ہوتا رہا۔ مثلاً لغین نے اس لفظ کو اپنے مخصوص عوام کے لئے استعمال کیا ہے اور بعض اوقات اپنے طے ”سنی کانفرنس“ کے نام سے کہتے ہیں۔

سنی علماء نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اور انفرادی و اجتماعی طور پر تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چونکہ آل انڈیا سنی کانفرنس قیام پاکستان کو اپنی منزل اور دینی فریضہ سمجھتی تھی اس لئے اس کے عہدے دار کارکنان مسلم لیگ کے لئے ان تحکام کرتے چھاپچہ ایسی مثالیں بہت ملتی ہیں کہ سنی کانفرنس کے ارکین کے پاس مسلم لیگ کے قابل ذکر عہدے بھی تھے۔











مولانا سید محمود احمد مدظلہ العالی (سابق نائب ناظم شنی کانفرنس، لاہور) نے  
میں منعقد ہونے والی آل انڈیائی کانفرنس کی اطلاع اس طرح دیتے ہیں:

”سال آئندہ کے لئے اہل ہندوستان نے آل انڈیائی کانفرنس کو منعقد کیا ہے۔“

کوشش کی جا رہی ہے کہ ہر ہندوستان میں آل انڈیا اجلاس سے قبل ضلع دار  
صوبائی کانفرنس منعقد کی جائے۔ تاکہ ہر ہندوستان سے منعقد ہونے والی آل انڈیا  
کانفرنس میں شریک ہو سکیں۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکے علماء و مشائخ کی  
بڑی تعداد آل انڈیائی کانفرنس میں بھیجنے کا اہتمام کیا جاوے۔ ایسے دس دواخانہ  
جو شنی کانفرنس کے مقصد کے ساتھ متفق ہوں۔ اور جذبہ و شوق رکھتے ہوں۔  
ان کی شرکت بھی کانفرنس کی کامیابی کے لئے نفع سمجھی جائے گی۔ سہ

زعما اہل سنت کے تعلیمی دورے نہایت کامیاب ہوئے۔ ہر جگہ ان کے شاندار استقبال  
ہوئے۔ ان کے مشن کو خوش آمدید کہا گیا۔ اور ان کی آواز اس قدر مؤثر ہوئی کہ متعدد ایسے دونوں میں  
ملک کے گوشہ گوشہ میں شنی کانفرنس کی شاخیں قائم ہو گئیں۔ بے شمار لوگ اس کے رکن بن  
گئے۔ جس میں مسلم لیگ کے بعض عہدیدار بھی شامل تھے۔ برصغیر کی شنی آبادی نے بڑا آل انڈیا  
شنی کانفرنس کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ کثیر تعداد میں علماء و مشائخ نے شنی کانفرنس سے اپنی  
وابستگی کا اعلان کر دیا۔ اور اس کے مقاصد کو کامیاب بنانے کے لئے اپنے اپنے علاقہ اثر  
میں اس کی مؤثر اشاعت کی۔ نتیجہ یہ ہوا۔

(۱) برصغیر کے کونے کونے میں شنی کانفرنس کی مؤثر تنظیم قائم ہو گئی۔

(ب) باغی ہزاروں سے لاکھ ہزار علماء و مشائخ شنی کانفرنس کے سرپرست بن گئے۔ سہ

سہ ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء، ص ۱۱

سہ اخبار بدین سکندری، ۲۴ مئی ۱۹۳۶ء، ص ۳

الابر اہل سنت نے اس امر کو شدت سے محسوس کیا کہ باوجودیکہ مسلم لیگ مسلمانوں  
کی نمائندہ سیاسی جماعت ہے اور اس کا نصب العین قیام پاکستان ہے لیکن مسلمانوں  
کی مذہبی، تعلیمی، سیاسی، معاشرتی، تجارتی اور تمدنی رہنمائی کے لئے آل انڈیائی کانفرنس کو  
فعال بنایا جائے تاکہ مسلم لیگ کی حمایت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے دیگر شعبہ ہائے زندگی  
میں فعال نمائندگی اور رہبری کی جائے۔ اور جہاں کوئی مسلمان اس کام شرعیہ کے خلاف قدم  
اٹھائے اس کی اصلاح کی جائے۔ چنانچہ طے پایا کہ برصغیر میں شہر شہر اور قریب قریب آل انڈیائی  
کانفرنس کی شاخیں قائم کی جائیں۔ ہر سطح پر اس کی تنظیم ہو۔ اس کے مقاصد عامۃ المسلمین  
ملک پہنچائے جائیں۔ ملک بھر میں موجود مذہبی، تعلیمی اور معاشرتی اصلاح کی تنظیموں میں  
رابطہ پیدا کیا جائے۔ اور جب

- ۱۔ شنی تنظیم
- ۲۔ شنی تنظیم
- ۳۔ شنی اعتقاد اور ۴۔ شنی اتحاد

کی کارروائی مکمل ہو جائے تو مرکزی سطح پر آل انڈیائی کانفرنس کا اجلاس منعقد کیا جائے  
جس میں ملک کے ہر حصہ کی نمائندگی کے لئے ملک بھر میں پھیلی ہوئی شنی کانفرنسوں کے  
نمائندوں کو شرکت کی دعوت دی جائے تاکہ حکومت اور عوام کو شنی تنظیم کی شوکت  
اور ہمہ گیری معلوم ہو جائے۔ اور سوا۱ اعظم اہل سنت کی جماعتی آواز مؤثر ثابت ہو سکے۔  
مئی ۱۹۳۵ء میں طے پایا کہ آل انڈیائی کانفرنس کا اجلاس مرکزی سطح پر اگلے سال منعقد کیا جائے۔  
اس سلسلہ میں مرکزی اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے ۱۹۳۵ء میں ہی تیاریاں شروع ہو گئیں۔  
ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے علماء و مشائخ سے رابطہ کے لئے عاملہ اہل سنت نے ملک گیر  
دوسرے شروع کر دیے تاکہ شنی کانفرنس کی موجودہ تنظیموں کو فعال بنایا جائے اور ملک کے  
باقی حصوں میں شنی کانفرنس کی شاخیں قائم کی جائیں۔ ایک سال کے قیل عرض میں صوبائی ضلعی  
اور مقامی تنظیموں کے متعدد اجلاس منعقد ہوئے۔



حقیقت میں یہ سب ناپک تمان کے ووٹر تھے

۲۳-۲۲-۲۵ صفر ۱۳۴۵ مطابق ۲۸-۲۹-۳۰ جنوری

۹۲ منسوب بہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ویدر مسکن دی ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء، ص ۹



اور ہماری تمام سنی کانفرنسیں جو ملک کے گوشہ گوشہ میں ہر ہر صوبہ میں قائم ہیں۔ کانگریس کے مقابلہ میں پوری جدوجہد کر رہی ہیں چنانچہ پچھلے ایکشن ڈرامہ ۱۹۷۳ء کے مرکزوں ایکشن میں ان کانفرنسوں کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور کانگریس کو شکست ہوئی۔ سنی کانفرنس کی کوششیں بہت مستعد ثابت ہوئیں اس وقت دسمبر ۱۹۷۶ء میں ہونے والے غداری انتخابات کے لئے ہم پھر بھی اعلان کرتے ہیں کہ مسلمان کانگریس کو اور کانگریس کے مقابلے ہونے امیدوار کو کانگریس کی حامی جماعتوں جیسے علماء دیوبند کی پارٹی مولوی حسین احمد کے زیر اثر طوفان پروگراموں کی ہے اس کے علاوہ اخبار و خاکسار اور پٹی سنٹ وغیرہ جن سے کانگریس کو مدد دینا چاہ رہی ہیں یا جو کانگریس کی ہوا خواہی ہیں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مسلمان ہرگز ان کی فریب کاری میں نہ آئیں۔

حضرت مولانا عبدعلی اعظمی کی تائید کرتے ہوئے صدر الانا ناسل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس نے فرمایا:

..... ایکشن کے معاملہ میں ہماری اجتماعی کوشش یہ ہے کہ کانگریس کو ناکام کر دیا جائے۔ ہم اس خدمت کو مسلمانوں کے حق میں نافع سمجھ کر ورنہ الٹی کے لئے انجام دیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے پاکستان کے مسئلہ پر بہت واضح اور مدلل تقریر فرمائی اور بتایا کہ پاکستان کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستان کے ایک حصہ میں ایسی اسلامی حکومت قائم کی جائے جو شریعت ظاہرہ کے آئین اور فقہی اصول کے مطابق ہو۔

۲۶۔ ۱۹۷۵ء کے مرکزی اور صوبائی عام انتخابات پر صغیر کی تاریخ میں مکرزہ القرآن، لوجسٹک کے حامل تھے، انہی انتخابات کی بنیاد پر پاکستان حاصل ہونا تھا۔ کانگریس کا دعویٰ تھا کہ وہی تمام ہندوستان کے باشندوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ جمیٹ علماء ہند، اصرار و خاکسار اور پٹی سنٹ وغیرہ کانگریس کی تائید کرتے ہیں، ان کا پروپیگنڈا۔ دونوں رات۔ یہی وہی تھا، اس کے برعکس مسلم لیگ کا موقف تھا کہ اسلام آباد ہند کی نمائندگی کا حق صرف مسلم لیگ کو ہے۔

انگریز کے چلے جانے کے بعد ملک کی حکومت کس کے پاس ہوگی۔ صرف ہندوؤں کے پاس۔ یا ہندوؤں اور مسلمانوں کا وطن الگ الگ ہوگا۔ ان تمام سیاسی امور کا فیصلہ انتخابات میں ہونا تھا۔ تاریخ اسلام کے اس نازک ترین موقع پر سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی نمائندہ مذہبی و سیاسی تنظیم آل انڈیا سنی کانفرنس نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ مسلم لیگ کی حمایت کی جائے، مسلم لیگ کے نمائندوں کو ووٹ دیئے جائیں اور مسلم لیگ کے ہر اس طریقہ عمل کی حمایت کی جائے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو چنانچہ اکابر علمائے اہل سنت نے یہ تاریخی فتویٰ جاری کیا: "آل انڈیا سنی کانفرنس، مسلم لیگ کے اس طریقہ عمل کی تائید کر سکتی ہے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو جیسے کہ ایکشن کے معاملہ میں، کانگریس کو ناکام کرنے کی کوشش اس میں مسلم لیگ جن سنی مسلمان کو بھی اٹھائے سنی کانفرنس کے اراکین و ممبران اس کی تائید کر سکتے ہیں۔ ووٹ دے سکتے ہیں دوسروں کو اس کے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں آئین شریعت کے مطابق



فقہی اصول پر حکومت قائم کرنا سنی کا فخر نس کے نزدیک عمودِ مستمسک ہے۔  
اس فتویٰ کی ترتیب میں جرمِ ملواری پر بھی حواصے اور جن کے دستخطوں سے یہ فتویٰ جاری ہوا، ان میں چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں:-

مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری (جانشین امام احمد رضا بریلوی)

محطانا ابوالحسن سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَہُ اللہُ عَلَیْہِ اَوَّلَیِّ خَلِیْفَہِ اِمَامِ احمد رضا بریلوی

عبد الشرحه مولانا مفتي محمد علي (تخليقه امام احمد رضا بریلوی)

مولانا شاہ عہد اکادمی جالپوئی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس، ممبئی  
ورنگل کمیٹی پرنس مسلم یگ

مولانا مفتی محمد ابراہیم القاسمی بدایونی، ممبئی، مولانا سید مصباح الحق سجادہ نشین صاحبزادہ

مولانا شافع علی قادری، میرٹھ، مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں ہرطوی

مولانا مفتی محمد اسحاق سمسٹری، مولانا تقدس علی خاں رضوی، بریلی

مولانا عبدالمصطفیٰ الانصاری مبارک پوری مولانا محمد اسماعیل محمود آبادی

مولانا قنار الدین سیلی بھیتی، مولانا محمد ایوب قادری ٹانڈوی

مولانا ابوالخانی شمس الدین احمد جوینوردی، مولانا محمد زکیا لکھنوی مراد آبادی

مولانا غلام معین الدین نعیمی، مولانا ظہیر احمد مدرس عربیہ گجرات

مولانا غلام جیلانی میرٹھی، مولانا قاضی احسان الحق نعیمی، جموں و کشمیر

مولانا سید عبدالحق قادری اعظمی، مولانا محمد مختار انصاری نعیمی

مولانا عبدالمصطفیٰ مدرس و دارالعلوم اشرفیہ، مولانا محمد شاد اللہ مدرس بنیادیں

مولانا اختصاص الدین نعیمی، مولانا محمد مصطفیٰ علی مدرس، میرٹھ

مولانا محمد سرور احمد، منتظر اسلام بھیلی، مولانا محمد اعلیٰ منجیل

مولانا محمد احمده المرتسمر، مولانا فضل الصمد سجاده نشین پبلیکھٹ

مطالبہ پاکستان، انٹی علیہ کے تعاون سے ہمہ گیر تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ علماء

نے ملک اور بیرون ملک پاکستان کا مفہوم واضح کیا۔ مسلسل مساعی سے قیام پاکستان

۱۹۴۹ء میں مولانا عبدالحامید علی خان نے انڈیا سے آ کر پاکستان

زوج وند کی حیثیت سے عجاز مقدس میں حج کے موقع پر آئے ہوئے ملاک اسلامیہ

انہوں کے سامنے مطالبہ پاکستان کو واضح کیا، اس وقت میں مولانا عبد العظیم صدیقی میرٹھی

مل تھے وہ مذہبی کوششوں سے ممالک اسلامیہ کے تمام مسلمان مطالبہ پاکستان کے

محقق ہر گز کہے۔ اس شاندار کامیابی پر ۲۳ مئی ۱۹۴۶ء کو ایک ملاقات میں قائد اعظم

راج نے مولانا عبدالحامد بدایونی کو ان کی کامیاب خدمات پر مبارکباد دی۔ اور

مرآت چیلہ کو سراوا، ۲

آل انڈیا مسیحی کانفرنس کے مقاصد ایسے مفید اور بہرہ ور کرنے والے تھے کہ عاقبتاً مسلمانوں نے

مغز کا بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا اور بڑھتے ہوئے طوفان کی طرح اس کا مغز

رے ہندوستان کو اپنے دامن میں لے لیا۔ ہندوستان کا کوئی ایسا شہر اور قصبہ نہ رہا۔

جیسی کہ انفرنس کی تنظیم قائم نہ ہوئی۔ آسام سے لے کر خیبر کے دلہ تک، دکن سے لے کر

کے دامن تک تمام علاقہ ہنسی کا نفر نیس کے زیر اثر ہو گیا، ہر جگہ ہنسی حضرات نے











علمائے کرام اور مشائخ عظام کا جذبہ رہنمائی اور سواد اعظم اہل سنت کے عامر ان کی  
کا اپنے اکابر پر غیر مشترکوں اور متناظرین کشاکش کشاکش بنائے گئے۔ ملک کے طول و عرض سے  
علماء مشائخ، دکن، امراتہ، محنت کش، مزدور، غریب، ہر طبقہ کے مسلمان کثیر تعداد میں  
شامل ہوئے۔

شمس (الطبا و حکیم محمد حسین بدری) نے جو اس عظیم انجمن میں شامل  
تھے اپنی پورٹ میں لکھا ہے:

”اس کانفرنس میں  
پانچ صد مشائخ  
سات ہزار علمائے کرام اور  
دولاکھ سے زائد عوام

نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں حضرت سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے لندن  
سے آئے ہوئے وزارت مشن لارڈ کرپس وغیرہ کو بھی شرکت کی دعوت دی  
لیکن ان لوگوں نے اجلاس کے آخر میں اپنی مصروفیت کی بنا پر عدم شرکت  
پر معذرت کا تاریخ بھیج دیا۔“

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے وزارت مشن کو دعوت اس لئے  
دی کہ وہ بطور گورنمنٹ کے نمائندہ وفد کے مسلمانان ہند کی شوکت اور ان کے سیاسی  
موقف کو بخیر خود بخیر لیں۔ سواد اعظم کے اجتماعی موقف اور مسئلہ پاکستان کی حمایت میں  
اتنا عظیم اجتماع اس دور میں ایک تاریخی مثال ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ مشائخ اہل سنت  
کا شوق ملاحظہ ہو کہ پیرانہ سانی، صنعت اور تجارت کے باوجود امیر ملت دیر سید جماعت علی

سلسلہ سات مشارع مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء ص ۸۳

محمد علی پوری نے کانفرنس میں کرسی صدارت کو زینت بخشی۔

اجلاس کے آغاز میں خطبہ استقبالیہ رئیس المدینینہ الامامہ سید محمد محمدت کچھوچھو  
صدر مجلس استقبالیہ نے ارشاد فرمایا: حضرات علماء اور مشائخ کرام میں اس خطبہ کی  
دعوت پانچ گنی، اس خطبہ کی بلاغت و ندرت تبصرہ سے بلند ہے، اسی اجلاس میں آئندہ  
کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس کا صدر متفقہ طور پر آپ کو منتخب کیا گیا۔ پانچ سو مشائخ  
کرام، سات ہزار علمائے عظام اور ایک کروڑ سے زائد سنی مسلمانوں پر مشتمل آل انڈیا  
سنی کانفرنس نے جو جماعتی متفقہ موقف اختیار کیا وہ یہ تھا کہ پاکستان ہماری زندگی ہے  
اس کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں دعا خواستہ مسلم لیگ اگر مطالبہ پاکستان  
سے دستبردار بھی ہو جائے تو آل انڈیا سنی کانفرنس اس مطالبہ سے دستبردار نہ ہوگی بلکہ  
سنی کانفرنس کے اس اجلاس میں جو قرارداد پاکستان سے متعلق بالاتفاق منظور ہوئی،  
وہ یہ ہے:

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پُر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان  
کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے  
کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت  
تقائم کریں، جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔  
(۲) نیز یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے  
کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

صدر الافاضل استاذ العلماء حضرت مولانا نعیم الدین صاحب  
صدر الشریعت حضرت مولانا امجد علی صاحب

سلسلہ ایضاً ص ۷۸، حیات صدر الافاضل، ص ۱۸۶



مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب  
 مبلغ اعظم حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی  
 حضرت مولانا عبدالحمید صاحب قادری بدایونی

حضرت مولانا الحاج سید ابوالخیر محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی  
 حضرت مولانا مولوی سید شاہ دروان آلی رسولی علی خاں صاحب سجادہ نشین امیر شریف  
 حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہور

حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف  
 حضرت پیر سید شاہ عبدالرحمن صاحب بھرچوڑی شریف (سندھ)  
 حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب بانگی شریف  
 خان بہادر حضرت حاجی مصطفیٰ علی صاحب بخش (دراس)  
 حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور

(۳۰) یہ اجلاس کیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت  
 اضافہ کرے، یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبہ جات کے نمائندے لئے جائیں گے۔  
 آل انڈیا سنی کانفرنس، بنارس کی منظور کردہ تجاویز اور قراردادوں کو پڑھنے  
 سے اس سوال کا جواب بخوبی مل سکتا ہے کہ مسلم لیگ جیسی ”مسلم نمائندہ جماعت“ کی  
 موجودگی میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا قیام اور اس کی فعال کارکردگی وقت کی ایک  
 اہم ترین ضرورت تھی، چونکہ مسلم لیگ کا نصب العین صرف ایک اسلامی ریاست

۱۔ آپ کا اسٹم گراہی امین الحنات ہے، زمین الحنات لقب ہے۔

۲۔ خطبہ عبادت جمہوریہ اسلامیہ مطبوعہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۳ھ، ص ۲۹، اخبار دبیرہ سکندریہ راپور

۳۔ مئی ۱۹۴۷ء، ص ۳، حیات صدر المذاہل، ص ۱۸۹-۱۹۰

کا قیام تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہو گیا، مگر آل انڈیا سنی کانفرنس کا  
 نصب العین اس سے کہیں ارفع تھا، سنی کانفرنس، سیاسی امور میں مسلم لیگ کی ہم لیا  
 اور حامی تھی، لیکن وہ وسیع تر مقاصد جن کی ایک جھلک آپ گذشتہ صفحات  
 پر ملاحظہ فرما چکے ہیں، ان کے حصول کے لئے سنی کانفرنس کا علیحدہ وجود انہیں ضروری تھا۔  
 سنی کانفرنس کے مرکزی دفتر سے جاری ہونے والے ایک مطبوعہ سوال نامہ (جو ہر علاقہ  
 کے سنی اکابر کے نام جاری کیا گیا) اس کی مزید تصدیق کرتا ہے۔







## دربار خواجہ غریب نواز میں ہندستان کے علماء و مشائخ کا اہم فیصلہ

آزاد اسلامی حکومت کی بنیاد پر عظیم ترین قربانیاں پیش کیا گئیں  
مقامی علماء و مشائخ نے شیخ الحدیث مولانا محمد امجد علی خان صاحب دہلی کے زیرِ قیادت  
پانچ ہفت روزہ جلسوں میں شرکت کی

اسلامی ہند کو معلوم ہے کہ گزشتہ چھ ماہ میں وہیں کروڑوں مسلمانوں کی مذہبی  
حقوق کی حمایت کے لیے انڈیائی مسلمانوں نے کتنی قربانیاں دی ہیں۔ ان کے عظیم اقتدار و سرِ زمین بن رہے  
ہیں۔ منفقہ ہوا تھا۔ اس اہم اجلاس میں مولانا محمد امجد علی خان صاحب دہلی نے پانچاب  
اور دہلی کی برقی بجلی، سدا کی، سنگاں، اور سدا کے بارے میں مشائخ و علماء  
شریف نے اس اجلاس میں حوزہ و مشائخ کے بعد متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ  
قربانیاں جمع کی عزت و حیثیت کی حفاظت کے لئے پانچاب کی  
جی آواز و اسلامی حکومت قائم ہونا اشد ضروری ہے۔ لہذا اس عظیم  
مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کرنے کی  
شد و آواز دہلی کی جانب سے کیا گیا۔

محمد امجد علی خان صاحب دہلی کے تحت علم و مشائخ نے طوفانی دورے شروع  
کر دیے ہیں اور انہوں نے اپنے ذہن کی اہمیت کو صحیح طور پر محسوس کیا  
ہے۔ چنانچہ مولانا محمد امجد علی خان صاحب دہلی اور مشائخ اور علماء و مشائخ کے سرِ داروں کی ایک  
اہم اور نمایاں صفہ اجلاس حضرت مولانا محمد امجد علی خان صاحب دہلی کی شریعت کے زیرِ قیادت  
منفقہ ہوا اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہم اپنے محبوب مقصد کو حاصل کرنے  
کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کریں گے۔

## ایک اہم شاندار جلسہ بمقام جمعیۃ شریف

منفقہ ہو رہا ہے۔ اس جلسہ کا مقصد ہندستان کے تمام صوبوں کے  
علماء و مشائخ کی ایک بڑی مجلس میں ان جلسوں کی ذمہ داری کی تیار کرنے کے  
ہرگز پیشہ گیری منفقہ کی جائے گی اور آزاد اسلامی حکومت کے قیام کے  
مناصب پر وگرام ملے کیا جائے گا۔

خواجہ غریب نواز جمعیۃ علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس کے موقع پر دیوانہ سیدنا  
آل رسول علی خاں سجادہ نشین دربارہ جمعیۃ دعوت اور صدارت میں آل انڈیائی مسلمانوں  
کا خصوصی اجلاس ۵-۶ رجب ۱۳۶۵ھ / ۸-۹ جون ۱۹۴۶ء کو اجلاس میں منفقہ ہوا  
اجلاس میں سب سے اہم علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی، ایک لاکھ ستر ہزار کا اجتماع رہا۔  
شرکاء حضرت میں چند کے اسد گرامی یہ ہیں:-

مولانا ابوالخیر محمد اشرفی (صدر آل انڈیائی مسلمانوں کا نفرس)

مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب (ناظم اعلیٰ آل انڈیائی مسلمانوں کا نفرس)

مولانا شاہ محمد عبدالحمید قادری بدایونی (ناظم نشر و اشاعت آل انڈیائی مسلمانوں کا نفرس)

مولانا شاہ عبدالعلیم بدایونی میرٹھی

عاجی محمد عابدین صاحب

مولانا محمد امجد علی خان صاحب دہلی

مولانا محمد ذوق میاں صاحب

مولانا نذیر حسین دہلوی

مولانا عبدالحمید صاحب

مولانا محمد عابد القادری بدایونی

علاقہ کی تقاریر کا موضوع بنادس سنی کا نفرس کی منظور کردہ تجاویز پر اعتماد پاکستان کا

حصول ہوا سبھی تحریک کے مظالم کے خلاف احتجاج اور نفرت، اعراس مقدمہ کے

کے لئے اصلاحی پروگرام وغیرہ امور تھے۔



آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر ہندوستان کے تمام علاقوں میں موجود تھے۔  
تقسیم ملک کے بعد تباہ و آبادی میں بعض علماء و مشائخ پاکستان چلے آئے اور بعض  
اپنی اپنی خانقاہوں، مدارس اور مساجد میں ہی محدود ہو گئے۔ مسلم لیگ کے اسلامی  
قوانین کے نفاذ کے وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے سنی کانفرنس کے اکابر نے اپنی سرگرمیوں  
صرف محراب و منبر تک ہی محدود کر دیں۔ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں رہ جانے  
والی مسلم آبادی کی رہنمائی بھی اسی حضرات کو کرنا تھی۔ ملک کی تقسیم کے بعد دونوں حصوں  
میں موجود اکابر نے اپنے دائرہ کار کو ہنگامہ سیاست سے الگ رکھتے ہوئے روحانی  
و تعلیمی تربیت تک محدود کر دیا۔

قیام پاکستان کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کے پاکستان میں موجود اکابر اہل سنت و  
صورت حال پر غور کرنے اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے مارچ ۱۹۴۸ء  
میں مٹان کی عظیم درسگاہ و انوار العلوم، میں جمع ہوئے، بڑے غور و خوض کے بعد طے پایا  
کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اب نیا نام ————— جمعیت علماء پاکستان ہوگا۔ اور اب صدارت  
سید انصاریؒ اور اہلسنت سید محمد احمد قادریؒ خطیب جامعہ وزیر خاں لاہور سرانجام دیں گے  
اور ناظم اعلیٰ عزیزی و دربان سید احمد سعید کاظمی مہتمم دارالعلوم انوار العلوم، مٹان ہوں گے۔  
اس طرح حضور اکرمؐ، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ۲۳ سال  
تک (۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۸ء) اسلام کی سر بلندی اور مسلمانوں کی نجات و بہبود کے لئے  
جو کوششیں آل انڈیا سنی کانفرنس نے انجام دیں وہ تاریخ کا ایک سنہری باب بن گئیں۔  
لیکن بدقسمتی سے تاریخ نویس اس عظیم تنظیم کے عظیم کارناموں سے انصاف نہ کر سکے۔

۱۔ ہندوستان میں اس تحریک کو کلیتہً ختم کر دیا گیا۔ جو کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا مقصد حقیقی صرف  
تعمیر پاکستان تھا۔ داخل بریلوی اور ترک موالات ۱ ص ۸۰

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس دور کی تاریخ بھٹے والوں میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں  
کی ہے جو قیام پاکستان کے مخالف تھے اور آج تک یہ نظریہ ان کے قلب و ذہن قبول  
کرنے سے تامل رہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے یہ توقع کہ وہ تحریک پاکستان کے مجاہدوں  
کا اچھے الفاظ میں ذکر کرتے۔

۲۔ اس خیال است و محال است و جنوں

اس سلسلہ میں ایک کوٹاہی اہل سنت کی بھی ہے کہ ہم اپنے اکابر کے ذہن  
کا دماغوں کو نہ خود پسرو قلم کر سکے اور نہ عزیز جاندار مؤرخین کو اس طرف متوجہ کر سکے  
جس کا شکوہ بجا طور پر بعض نامور مؤرخین کو ہے۔ بھگت آبادی کی اچھاال ہوئی  
گرو کی دبیز تہیں جھڑپ ہیں اور حقائق بے غبار سو کر سانسے آرہے ہیں۔ یہ مختصر  
کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔



کے بنیادی نصب العین میں کبھی بھی کوئی فرق نہیں آیا یہی اس کی صداقت و حقیقت کی دلیل ہے۔ ان خطبات کے پڑھنے سے جو جڑیات آسانی سے سامنے آتی ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کیا ہے؟

(ب) آل انڈیا سنی کانفرنس کا نصب العین کیا ہے؟

(ج) آل انڈیا سنی کانفرنس اور دیگر جماعتوں میں کون کون سی باتیں ما بالائیا ز ہیں؟

(د) آل انڈیا سنی کانفرنس برصغیر میں پیش آمدہ مسائل میں کس حد تک راہنمائی کرتی رہی؟

(ه) آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر کی سیاسی بصیرت اور جذبہ دینی کی بھٹک۔

(و) اسلامیان ہند پر وارد ہونے والے پے درپے مصائب میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر کا قیامانہ طرز عمل۔

(ز) دو قومی نظریہ کے احیاء اور تحریک پاکستان میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے زعماء کی بے مثال قربانیاں اور انھیں جو جدوجہد و پیہر۔

بعض طبائع جو ناقہ اند فرائن کو انتقامی جذبہ کے تحت ادا کرنے کی عادی ہیں، مگر ہے وہ ان خطبات میں اپنی حسب پسندین میخ نکالیں، ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ دور حاضر کے بعض دانشور پر بھول جاتے ہیں کہ دین اور سیاست لازم و ملزوم ہیں دین کی جدائی سے سیاست ————— چٹنیریت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ سیاست ————— دین کے تابع ————— ایک رحمت ہے۔ اور دین ————— بغیر سیاست کے رہبانیت ہے۔ دونوں کے حسین امتزاج میں ہی خلافت راشدہ کا صحیح پرتو دکھایا جاسکتا ہے۔ مرد مومن کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ایک ہاتھ میں قرآن ہو تو دوسرے میں تلوار۔

## کچھ خطبات کے بارے میں

اس کتاب میں سنی کانفرنس کے عظیم المرتبت قائدین کے چند مقل خطبات ہیں جو انہوں نے مختلف اجتماعات ملی میں ارشاد فرمائے، جہاں تک ان خطبات کی مذہبی و سیاسی افادہ و حیثیت کا تعلق ہے، وہ ایک مسئلہ امر ہے، ان میں سے کا ہر خطبہ اور اس کے ضمنی عنوانات بچائے خود ایک مکمل عنوانات ہیں، جو ہر قاری کو غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں۔ لیکن ان خطبات کی ایک دوسری حیثیت سنی کانفرنس کے اکابر کے فہمی رجحانات اور فکری میلانات کی وہ سرگزشت ہے جو میدان عمل میں مٹی مشائخ و علمائے قربانی و اثیر اور استقامت و استقلال کی ایسی داستان ہے جو آئندہ نسلوں کے لئے عمل کی دعوت ہے۔

○ برصغیر میں سنی اکابر جن بڑے بڑے مسائل سے برو آ رہے ہیں ان میں

○ بغیر ملکی سامراج کی گراں بار ذبحجری

○ ہندوؤں کا متعصبانہ رویہ اور ان کے مظالم ————— اور

چند مدعیان اسلام کی خود غرضانہ اعتراض کے تحت بغیر اسلامی حرکات وغیرہ امور سب سے نمایاں اور معرکتہ الآراء رہے۔

ان خطبات میں اگرچہ وقتی مہتممیت کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے، تاہم وقت کی تمام صداؤں، حوادث کے پیہم وار ————— اور مرد و زنانہ کے باوجود سنی کانفرنس



— یہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔

گفت اگر از دامن داری خبر

سوئے این شمیر و این فتنہ آں نگر!

ایں دو وقت حافظ یک دیگر اند

کائنات زندگی را محور اند!

اکابر اہل سنت کے خطبات میں ایسے مقامات بھی آئیں گے جہاں بعض سیاستدانوں کو ان کی بے دہم روی پر تنبیہ کی گئی ہے اور ایسے کلمات بھی ملیں گے جہاں کسی مدعی اسلام کی اسلام سے بیگانگی یا اسلامی مزاج کے خلاف کسی حرکت پر سرزنش کی گئی ہے۔ یہ مردانِ حق ایسے قافلے سے تعلق رکھتے ہیں، جو شرعی اور سیاسی تقاضوں کے مطابق قوم کی نہ صرف صحیح رہنمائی کرتے ہیں بلکہ بقدر بہت اسلامی مزاج کے خلاف سرزد ہونے والی حرکات کا سد باب بھی کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کا یہ دوسرا فرض بعض اوقات بظاہر ناخوشگوار محسوس ہوتا ہے مگر یہ حضرات ایک طبیب کی طرح فاسد مواد کی نشاندہی اور ایک ماہر جراح کی مانند تیز فشر سے اس کے اخراج میں کوتاہی نہیں کرتے۔ یہ ناخوشگوار فریضہ ہی صحت مندانہ نظریات کا محافظ ہے۔

ان خطبات کا تعلق اگرچہ ماضی کے انقلابات و حادثات سے ہے، مگر عالم گیر صداقتوں کی طرح ان خطبات کی افادہ وی حیثیت آج بھی مسلم ہے۔ اکابر اہل سنت نے اپنے ان خطبات میں قوم کو جو لائحہ عمل دیا ہے، وہ آج بھی قابل عمل بلکہ واجب العمل ہے۔ اقتدار کی شکست و ریخت کے باعث قومی و ملی جذبات میں جو بے جا اشتعال پیدا ہوتا ہے، ان جذبات کو شامِ ہر مقصود و حکم پہنچانے کے لیے یہ خطبات ایک راہنما ہے۔

کسی طرح کم نہیں، بالمخصوص وہ حضرات جن کے پسرو قوی رہنمائی کا فریضہ ہے یہ خطبات ان کے لیے مشعل راہ ہیں۔ انہی کی روشنی میں وہ ملی پروگرام طے کر سکتے ہیں، ان سب امور کا کرڈٹ اکابر علماء و مشائخ اہل سنت کو پہنچتا ہے، جن کی سیاسی بصیرت اور دوراندیشی پر حالات شاہدِ عامل ہیں۔

اکابر اہل سنت کے ان خطبات کا ایک اور افادہ وی پہلو بھی ہے، اور وہ ہے اردو زبان کی خدمت۔ سنی علماء و مشائخ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ اردو — مسلمانوں کی قومی زبان کے طور پر استعمال ہو۔ حالانکہ ماضی میں — غیر منقسم ہندوستان میں — اور بدقسمتی سے ملک خدا داد پاکستان میں بھی — اردو کے خلاف گہری سازشیں کی گئیں، اس کا درجہ کم کرنے کے تمام جیلے انہی حضرات کے تعاون سے ناکام رہے ان خطبات کا اردو زبان پر ایک گونا گونا احسان ہے اور جذباتِ خودیہ خطبات اردو ادب کے شہ پارے بھی ہیں، اور بعض عبارات تو اردو نثر نگاری کا بہترین نمونہ ہیں۔

ان خطبات کو مرتب کرتے وقت آل انڈیا سنی کانفرنس کی تدبیر بھی زقار کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس سنی کانفرنس کی نگر و عملی ترقی کا اندازہ ہو سکے گا، گذشتہ صفحات میں شامل مکسوں کے علاوہ کوشش یہ کی گئی ہے کہ مشائخ عظام کے خطبات بھی اصل حالت میں آپ تک پہنچیں، اس مقصد کے لیے اکثر مطبوعہ خطبات کے عکس شامل کئے گئے ہیں۔ خطبات کے آخر میں چند اہم تقاریر جو اخبارات میں شائع ہوئیں، وہ بھی درج ہیں یہ تقاریر اگرچہ مختصر ہیں، تاہم سنی علماء کی پاکستان سازی کے سلسلہ میں ان کی مساعی جلیلہ کا ایک دستاویزی ثبوت ہیں۔



(۵) جماعتِ رضا نے مصطفیٰ بریلی اور انجمن خدام الصوفیہ کی پاک و ہند میں خدمات کا جائزہ۔

(۶) مدرسہ و خانقاہ کا ربط اور اتفاق بین المسلمین کی ضرورت۔

(۷) خالص سنی تنظیم — آل انڈیا سنی کانفرنس کا نصب العین اور نظام عمل آئندہ صفحات پر ”خطبہ اشرفیہ“ کا وہ عکس دیا جا رہا ہے، جو ماہنامہ اشرفیہ دیکھو چھ شریف، شوال الحکم ۱۳۳۵ھ میں شائع ہوا۔

## الخطبة الاشرفية

خطِ صدارت شیخ المشائخ حضرت سید محمد علی حسینی اشرفی  
سجادین کے پوچھہ شریف (دس برس)  
آل انڈیا سنی کانفرنس کے مراد آباد

۲۰-۲۳ شعبان ۱۳۳۵ھ / ۱۶-۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء

آل انڈیا سنی کانفرنس کے یوم تاسیس کے موقع پر دیئے گئے اس خطبہ میں نہایت سادگی اور بے ساختگی سے جو امور بیان ہوئے وہ حسب ذیل ہیں۔  
(۱) اعلانِ حق کے ارکانِ خمسہ برأت و ہمت، عقل و فراست، استقلال و شجاعت، صبر و قناعت اور تحمل و مروت۔

(۲) حق کہنے میں موانعِ خمسہ — مادی قوت سے مرعوبیت، ملامت و نفرت سے بچنے کا خیال، جوش کا جذبہ جنوں میں تبدیل ہو جانا، دین کی پاسداری نہ رہنا، اور شکم پروری، دنیا طلبی اور شہرت پسندی کی ہوس۔

(۳) نئے فرقوں کی پیدائش۔

(۴) برصغیر اور بلادِ عرب میں مصائب کا باعث۔



## المخطبة الاشرفية

یعنی خطہ صدر استخارج امام الاولیاء سند الاصفیاء حضرت مولانا مولو  
ابو احمد سید شاہ علی حسین صاحب قبلہ انشرفی جیلانی صاحب سجادہ کچھوچھ  
مقدسہ ضلع فیض آباد جو آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس ادا بائیں پٹا گیا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله والفضل على رسوله الكريم

أفهم في أمست بآلك وجود وحبك محمود ومن ابتغى مسعود وأصنت بآلك  
مشهود وود ذلك مقفود ومن خالف بآلك فهو مردود بآسبح يا فتد ومن أيد و  
يأدد ود صل وسلم وبآرك على أحمد محمود والفضل مولود سيدنا ومولنا محمد  
خلل الوجود وعلى البر وصحبة المتخل بين الحقوق والحمد و

اما بعد۔ معاصر ہندو اور علم شریعت کے علمبرداروں سے پیار سے سنی بھائیو اور میرے اشرافی عزیز و میں اپنی تقریباً ہشتاد سالہ عمر کے جن بھائیوں کو آج پہچانوں اور کون اگر میں اپنی نصف صدی بدست کی مثالوں اور سات دہائیوں اور ڈھائیوں کا نتیجہ کون تو بالکل پہچانے ہو گا میرا اشارہ آپ کے اوس شاندار جلوس اور پر شکوہ استقبال کی طرف نشین ہے جسکو آپ نے آج اس بھیر کی آمد پر جوش و خروش کے ساتھ کیا تھا اور جسکا نتیجہ آپ کی ممانداری اور فیضانِ ہند کی عزت افزائی کے سوا کچھ نہ تھا اور جسے میری شخصیت میں کسی دینی حیثیت کا اضافہ نہیں کیا اگر میرے مقابلہ میں جلوس و استقبال کا کچھ حصہ ہوتا تو آج میں کلکتہ میں ہوتا جہاں لاکھوں مسلمانوں نے غیر معمولی اہتمام سے بے مثال جلوس کا حیرت افزا نظارہ کیا تھا اور اوس مقام چھوڑ کر کسی سو کوئس کے غاصد کوٹے کر کے دور دراز آبادانہ آباد میں جانا



ہوں کہ میرے لیے فیض اسی میں ہے کہ آج کی مقدس شہادت میں شریک ہو کر اہل علم اور  
 باعزت حضرات سے فیضیاب ہوں اور یہی جذبہ ہے جو مجھ کو یہاں پہنچ کر رہا ہے اور میں اپنی  
 کامیابی پر بھی نازاں ہوں بہر حال میں آپ کے غلام و محبت کی عزت کرتا ہوں آپ کا چچا  
 دغا گو ہوں کہ آپ کی پاک اور بے لوث خدمت کا اثر حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو عطا فرمائے اور  
 اور آج میں اپنے اوس درد کی کہانی آپ کو سناتا ہوں جو نصف صدی کی عمر گھٹتا ہے یا یوں  
 کہتے کہ ایک ہشتاد سالہ ضعیف و ناتوان کا تجربہ ہے میں محسوس کرتا ہوں کہ اپنی حیات  
 کا دور قریب قریب ختم کر چکا ہوں اسلئے آپ سے امید ہے کہ اس وقت کی باتوں کو میری وقت  
 سمجھ کر آپ سنیں گے اور بلا خوف و تشویش لائق حق گوئی اور حق پسندی کا آپ حلف و ضمانت لیں  
 میں نہایت سادہ الفاظ میں اپنے واقعات کے تذکرہ کو آج سے شروع کرتا ہوں اور آپ  
 پر چھٹا ہوں کہ اس مجلس میں حاضرین جلسہ کون لوگ ہیں۔ اس سوال کا جواب صرف  
 اس قدر ہے کہ سادات و مشیوخ و خواتین و عیزہ جو مذہبی طور پر پورے سنی ہیں ان کا یہ مجمع ہے  
 اور شہر کا بڑا زیادہ حصہ ان لوگوں کا ہے جنکے آباؤ اجداد بیرون ہند کے رہے و اسی نے  
 خور و خور و افادہ لوگوں میں سے ہوں جنکا کرہ زمین پر کراہی و مغلطہ اور مدینہ طیبہ میں اہلبیت کے  
 گھر میں مسکن ہونا چاہئے تھا یا کہ ان کے جلاوطن و بعد ازاں رہنا چاہئے تھا مگر آج اپنے  
 اجداد کی قبروں سے دور اس تاریک ملک میں پڑا ہوں۔ اب آپ ذرا دل و دماغ پر  
 زور دیجئے اور اپر غور کیجئے کہ اپنا پیارا وطن محبوب گھر اپنا مقدس میراث آباؤی نورانی  
 گمراہ ہر ہر کون چھوٹا اور ایک انہی ملک میں ہم خوشی کے ساتھ کیوں چلے آئے اس  
 سوال کو آپ جتنا دیر سوچیں گے اسی قدر آپ اپنے ایمان ثابتہ سے قریب ہوتے جائیں گے  
 اور وہ ہم سلوک کی ایک ایک منزل طے کرتے رہیں گے یہاں تک کہ حقیقی جواب تک پہنچیں  
 یہ آپ ان تجلیوں کا نظارہ کرینگے جنکے کشف و شہود کا نام خدا اسی و لا الہ الا وہ ہے۔ یعنی  
 وہ سوال جو اس مجمع میں اٹھا ہے اسکا جواب وہ واقعات ہیں جنکی ابتدا آج سے  
 پترہ سو برس پہلے ہوئی تھی یہ وہ زمانہ تھا جبکہ عرب کی تاریکیاں شب دیو پر گھبر گھبر مندہ کرنی  
 تھیں اور اس خطہ پاک کی جاہلین عرب اللہ ہو گئی تھیں یہ ٹھیک ہے کہ یورپ کی وحشت  
 انیشیا کی ہستی پرستی افریقہ کا عروہ بھی حد سے متجاوز تھا مگر عرب کی اندھیر گری کا وہ عالم تھا  
 کہ کرہ زمین میں اوپر عنف و نفرت کی پوچھا پڑتی تھی اور کسی قلب میں ان کی انسانیت

تسلیم کرنے کی گنجائش نہ تھی یہاں تک کہ جو مطلق کی تجلیوں کے شروعات و تعینات کی تھیں  
 ظاہر ہو گئیں شان جہاں کی گفتگو رگشت میں تمام عالم پر اومعین اور رحمت کا بھرن برسات گئیں  
 سیما ہی دور ہوئی تاریکی چھٹ گئی صبح ہوئی اور دیکھنے والوں نے اپنی آنکھوں سے  
 دیکھا کہ عرب کے افق اور فاران کے مطلع سے ایک بینظیر آفتاب قرب و غور شدہ ہو گیا  
 چمکا چمکی نورانی کرہ زمین اور شعاعوں سے تمام عالم کو روز و روشن کر دیا اور جسکی گرمی کا  
 نظارہ آج بھی کرہ زمین کے چپے چپے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 تعالیٰ علیہ وسلم کی دھوم ہے ایک سایہ الہی ہے جو عالم کے سرور پر جلوہ فرما ہے اور  
 جس سایہ کی وسعت بر طعنے بڑھتے آج بھی ماکان و مایکون کو محیط ہے یہی قل ہے  
 جسکی درازی پر شان و بوسیت مساوات فرماتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے اللہ عز و جل  
 سرحد کیت مدد الظل بیٹے قادر و قیوم نے اپنے بندوں پر رحم فرمایا اور اپنے بنائے کی  
 لاج رکھی کہ اپنے نبیائے سید المرسلین خاتم النبیین اس میں نہیں دنیا کے صدر نشین حضور پر نور  
 سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین پر بھیجا اور حضور کی انصافیت  
 مطلقہ و محبوبیت خاصہ کے حضور عرض ہے فرشتے تک نے بحال نیاز مندی سر جھکا دیا  
 پھر کیا غفلت کا فخر جو گئی تاریکی کی جگہ نور حزن و طلال کے بدلے امید و سرور کے بجگہ  
 پائی سعادت مند و حسین صفت بگوشتی کا عہد کرنے لگیں جاہل عالم ہو گیا بادل ہمارے  
 کر دیا گیا اور جزیرۃ العرب کی خوفناک حالت اوس کے اس وقت سے بدل گئی جو لوگ  
 چوری و کبتی، جیہائی، خونریزی، بہت پرستی، شراب نوشی بے امنی کے عادی ہو رہے تھے  
 وہی لوگ بے حرصی، عدل پسندی، جہاد اری، توحید پرستی، عدل و قدوس کی ضمانت دی  
 وہا امنی کے مثال بن گئے جس قوم کے افراد کا مضحکہ اڑایا جاتا تھا اس قوم میں صدیق اکبر  
 فاروق اعظم، ذوالنورین، جبرہ کرار ہو کر نکلے جنکا نام ادب سے لینا حق پرستی کا  
 جزو لا ینفک ہو گیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوا عنہ وارضوا ہم عنہ۔

ان توحید کے متوالوں شیع رسالت کے پروانوں حق پرستی کے ولد ادوں بعد  
 قدوس کے سوا کسی سے نہ ڈرنے والوں کی حیات کا سطح نظر اور زندگی کا مقصد خیر حق  
 سے ہٹ کر صرف اعلان حق ہو گیا اور انہیں وہ اپنے کو زیادہ کامیاب باور کرتا تھا  
 جو اعلان حق میں زیادہ حصہ حاصل کرتا تھا چنانچہ یہی جذبہ تھا جو توحید کا خرم و مہم کے



گیوں اور مدینہ طیبہ کے کوچوں ہی میں جھک کر نہیں ہو گیا بلکہ جزیرۃ العرب سے پھلتا ہوا  
 وافر پھل دھوپ حوض ریح ارض سکون میں پھیل گیا اور اسلامی ہجیر کی آواز بلند  
 یورپ کے ایوانوں اور افریقہ کے صحراؤں اور ایشیا کے پہاڑوں سے آنے لگی ہجرت  
 ہوا برکات توحید ساغر خانی اور ہر شرفی ہوا اور سکا شاندار استقبال کرتی۔ ارشاد باری  
 کے علم کنون کی سطحین علوم کی روشنیان عبادت کی شرفیانیں بلکہ ہند کی مہین  
 پہاڑوں کی چوٹیاں ریجستان کے ذرے سواحل کے دلدل بلکہ نیزہ کی نوک تلوار کی پلوں  
 گھوڑوں کی ٹاپین اور توپوں کی گرج کا واحد فرض یہ تھا کہ اعلان حق کی رفاقت  
 کریں اور اسلامی صداقت کے اعتراف سے رطب لسان رہیں ہی اعلان حق کا جذبہ  
 تھا اسکے نشے توحید و رسالت کے متوالوں سے گھر بار عزیز و یار سب کچھ چھڑایا اور  
 رہنا نہ دیکھا کہ حق پرستوں کا گرد عرب سے ٹھکر دیا میں پھیل گیا کیا تم اوسکو نہیں  
 پہچانتے جو عرب سے پشت آیا اور بڑھتے بڑھتے جس نے سر زمین ہند میں آکر اعلان  
 حق کا فرض ادا کیا اور اپنی قوت صداقت سے جسے ہرے ہندو آزماؤں کے زور بازو  
 اور شجاعت کے عزور کو خاک میں ملا دیا جسے دارا بجرا جبر شریف کا قہر سس قیامت  
 تک گواہ رہیگا۔ درحقیقت اعلان حق کا نشہ وہ کیفیت نہیں ہے جسکو دنیا کی کوئی قوت  
 اوتار سکے یہی سرور تھا جسے حضور غوث العالم محبوب بزدانی تارک السلطنہ محمد دوم  
 سلطان بید اشرف جاگیر سمنانی کو سمنان کے آزاد تخت و تاج سے عیسویہ کر کے  
 ہندوستان کے ایک دیوانہ کھوجھ شریعت میں بٹھا دیا اور آج اوس بارگاہ  
 بیکیس پناہ کی عظمت محتاج بیان نہیں ہے اعلان حق کرنے والے تھا آئے مگر اپنے  
 صداقت کی بدولت بیان یہ دیکھا کہ توحید و رسالت کے دلدادوں کی جماعت اوپر  
 بٹھا اور ہو رہی ہے ایسی جماعت جسکا ہر فرد بجائے خود تبلیغ کا سرچشمہ بنا ہوا تھا  
 مجھے اب اسکے کہنے کی ضرورت نہیں کہ مسلمان اعلان حق کرے والوں کا نام تھا  
 اور اسی جذبہ نے قوم مسلم کو عزت دی تھی بیان اتنا اور بتاؤں کہ اعلان حق کی  
 استعداد اوس قلب میں پیدا ہوتی ہے جس میں جرأت و ہمت عقل و فراست دین  
 و ریاست استقلال و شجاعت صبر و قناعت تحمل و مروت موجود ہو اور اگر ان میں  
 سے کسی ایک کی بھی کمی ہے تو اعلان حق صحیح معنوں میں ایک امر حال ہو اگر آپ

خدا سے قدوس ہی سے ڈرنے میں اور اپنی عقل و فراست سے خطرات و مہالک سے  
 اپنے کو بچا سکتے ہیں دین حق و ریاست صادقہ سے ایک بچ ہوتا آپ کو گوارا نہیں  
 ہوتا ہری ناما کیسی بیان آپ کی پامردی کو متزلزل نہیں کر سکتی ہیں اور مصائب کی  
 تاب آپ میں موجود ہے اور انتقام پسندی کے بجائے آپ چٹم مروت رکھتے ہیں  
 تو آپ کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ آپ با ایمان ہیں اور آپ کی کامیابی و مروتی کا اثر  
 وعدہ جو چکا ہے انکسور کائناتوں ان کسفر مومنین بر خلاف اسکے اگر آپ کا دل  
 مادی قوتوں سے مرعوب ہو چکا ہے یا اندھیر غری کی حالت میں جاہلوں کی ملاست  
 اور کیسیوں کی نفرت سے بچنے کا جھل چاہے یا جو شش کا درجہ جو ننگ پوچھ  
 چکا ہے یا دین کھاساں اور ویانت کا لالچ محاذ امت باقی نہیں رہا یا نا کامیوں  
 کو یاد کر کے مسکے طاری ہو جاتا ہے یا شکم پروری اور دنیا علمی مد نظر ہے یا شہرت  
 و اعتبار و جلالت مطلوب ہے تو آسمان کے تارے اور زمین کے ذرے کو آپ  
 کو اسکا نتیجہ داریں گی رو سیاہی کے سوا اور کچھ نہیں ہے جلتک قوم مسلم میں  
 صفات خمسہ مذکورہ کا وجود تھا اوسوقت تک اعلان حق کا عروج کسی پر پوشیدہ  
 نہ تھا اور آپ کے سلاطین ہماری رضا جوئی کے درپے تھے اور ایشیائی قوم ہماری  
 اطاعت کی خواہشمند تھی اور افریقہ کا صحرائی ہماری غلامی پر نازان تھا یہاں تک  
 کہ بساط عالم کا رخ باد مخالف سے پلٹ گیا اور جلد بات صداقت پر حملہ آور وہ قوم پیدا  
 ہوئی جسکا کبھی خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ ظہور پروردہ کر اسلامی تنظیم و اجتماع  
 کے خلاف خروج و بغاوت کا مادہ پیدا ہوا اور اسقدر پھیل کر جسکی دامناں منہم  
 برسوں میں ختم ہو گئی۔

ابھی کم و بیش تلوار برس کی بات ہے کہ نجد کے مشہور جن جنرل ملک بن ابن عبدالمطلب  
 نے قوس کی بنیاد رکھی اور دیکھتے دیکھتے اوسکا اثر چند دستا میں پھیل گیا۔ دہلی میں  
 اوسکا قہر لگا یا گیا اور اوسکی پرورش اس شان سے کی گئی کہ اوسکے فرات کی تجارت  
 اب علامہ دیوبند میں ہو رہی ہے انکی شرک فردوسی و بدعت نوشی کا یہ حال ہو کر ماضی  
 پر قہر لگا لگا ہے۔ گائے کی پرستش کرنے ممبر رسول پر مشرک کو بٹھانے قرآن و راہن کو  
 برابر رکھ کر گشت کرنے کیسی کے پڑاؤں بٹھانے و غیرہ پر انکی زبانیں گوئی اور قوت ناظر



معدوم ہو جاتی ہے مگر مہلہ و شریف فاضلہ عرس کے خلاف زہر اور گھنے کے لیے ہر وقت  
لکھ رہتے ہیں زمانہ رسالت سے لیکر جنگ سب مشترک ہو چاہیں انکی بلا سے  
مگر انکی فرقہ بندی کا شکر بھرا ہے منتقل ہے مصر و برنام اگر ہو گئے تو کیا نام نہ ہوگا  
چنانچہ دربار رسالت میں سرسری سرسری گالیان اور دربار لوہیت میں شرمناک  
صفت زوربان دکھا کر کفرستان ہند کے شیخ و امام بابون کہہ کر گھروہ کے صدر نشین  
بٹیکے اور ہزاروں ذلتوں اور رسوا بیوں کے باوجود نہ تو فقی تو بہ مہر ہونی نہ اسی  
قاعدہ کو بدل کر آؤنگو ہائے وہ مسلمان ورنہ مشترک پر معنی ہے اپنی جنت و دوزخ  
کے ادعا سے ٹھیکہ دار و گود بیکھ کر دیوان میں ایک شخص کو بلند پروازی سوچھی اور  
وہابیوں نے مسئلہ امتکان نظیر میں جو کمانی دکھائی تھی اسکو وہ لے اوڑا اور نبوت کا  
دعویٰ کر بیٹھا دوسرے طرف چکر لویوں نے سرا دکھایا اور اتباع الہی صلے اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم سے انکار کر دیا کچھ لوگ وہابیہ کے ساتھ ساتھ تقلید پر چڑھ کر بیان دکھائے  
گئے عرض ایک اندھیر چم گیا اور شور و غل اسقدر بڑھ گیا کہ اعلان حق کی آواز کا  
ہمیتا زوشتوار ہو گیا اسلام کے اس نازک وقت میں علماء کرام و علم برداران شریعت  
کے لیے جا بڑھ تھا کہ وہ اسکے دفاع سے غفلت برتیں اور اسس لٹنگ کو نذر تغافل  
کر دیں بلکہ وفات کی مشغولت اس انداز پر تھی کہ اللہ شریعت و احاطہ دین کی فہمی  
اسطرت پر طے گئی تھی اور اعلان حق کا فرض ان مرتدین کی جیکنی میں محدود ہو گیا  
غفا وقت کی نزاکت اسوجہ سے زیادہ بڑھ گئی تھی کہ مسلمانوں کے پانچوں صفات  
جمہد میں کمزوری آگئی تھی اور بعض صفات جمہد کا تو بالکل فقدان ہو گیا تھا اسی  
"اعلان حق" کی جرأت ہونا ورنہ اسکی طرف سے غفلت بلکہ معاذ اللہ لغزت سی  
آگئی تھی اور درمندان اسلام کو کلہ انہی کہنا دشوار ہو گیا تھا کہ پھر اسی خدا  
قدوس نے ہماری حالتوں پر رحم فرمایا جس نے اسلام کو انٹ قانون قرار دیا ہے  
چنانچہ ہندوستانیوں نے دیکھا کہ بہایون میں حضرت مولانا عبد القادر صاحب  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور راجپور میں حضرت مولانا رشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ  
علیہ لکھنؤ میں حضرت مولانا عبد الرزاق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ دور  
سرزمین بریلی پر ایک حق گو حق پرست اور حق شناس ہستی تھی جس نے بلا خوف

بومتہ لاکھ اعلان حق کے لیے میدان جہاد میں قدم رکھ دیا اور قوم کے تقرون سے  
بے پرواہ ہو کر اپنی اوس نشان امامت و تجدید کو عرب و عجم پر روشن کر دیا اسکی  
غفلت کے سامنے عدلے دین کے کلمے پھراتے رہتے ہیں بلکہ اشارہ علیحضرت  
امام اہلسنت مجدد زمانہ حاضرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ہے جسکی طرف کے  
میرے بازو کو کمزور کر دیا اور مسلمانوں کو جسکی وفات نے بیکس و ناتوان کر دیا۔  
وہ لوگ عقیدت کے پھول اسوقت پیش کرین اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اسکا جواب

مولانا کی خدمت میں پڑھ کرین

اس امام وقت کی وفات اسلامی ہند میں کوئی معمولی واقعہ تھا بلکہ یہ اس  
عظیم انقلاب کا پہلا واقعہ تھا جسکی گردش میں آج ہم آپ پریشان ہیں مسلمانوں کا  
افسوسناک جو دہریہ کی جڑیسا نہ نظر عدلے اسلام کی بلند پروازی کا ارتقا  
اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ اگر بیرون ہند اسلامی حکومت کے جسے بجزے تفسیر کرے  
پروہ دشمن تو بین تھی ہونی میں جنگو ہماری کفش پروازی نے تاجدار کر دیا تھا اور  
آج حرم پاک کے بیگناہوں کے خون سے اس سفاک و ظالم ابن سعود کا ہاتھ رنگین  
ہو رہا ہے جیسر دارالاسلام کا داخلہ حرام تھا۔

تواندرون مند و دہریہ پھر ڈھیلے مٹی سے ڈرنے والی قوم مسلمانوں کے ایمان  
پر حملہ آور ہے اور سنگھٹن شدھی وغیرہ کا حربہ لیکر ادون بہادر و گودادہ پرستوں نے  
ڈرنے کی دھمکی دی ہے جو ہمالیہ کی چوٹیوں کو ہزار برس سے پامال کر رہے ہیں  
وہ ہمالیہ کے لنگر پتھر کو یہ لوگ معبود بنائے ہوئے ہیں یا کم از کم روح و مادہ کی  
بھول بھلیان اور تشاخص کے چکر میں سرگردان ہیں اور جسکی فطرت میں خلائی وقوت  
پرستی ہمیشہ سے تھی اب طرح شقی ابن سعود کی سفاکیوں اور بیجا بیوں کو دیکھ کر  
ہندی وہابیوں نے مسلمانوں پر فقرے کسے شروع کر دیے ہیں اور اب علانیہ اوس  
توہم و تجدیت پسندی کو کہا جاتا ہے جسکو امام اہلسنت کے زمانہ میں کہتے ہوئے  
شرم آتی تھی کیا غضب ہے کہ علیحضرت غازی اسلام امیران اللہ خان فرما دے  
افغانستان خلد اللہ تعالیٰ الملک و مملکتہ ایک مرتقا دینی کو بھکر شریعت قتل کر کے  
سنت صدیقیہ کی مثال قائم کرتے ہیں اور عالم اسلامی اسل واقعہ پر مہار کہا د



کہ رہا ہے گہندوستان ہی وہ مقام ہے جہاں دنیا بھر کے ٹھیکے دار بستے ہیں چنانچہ وہ گنتی کے لوگ جنھوں نے اسلامی سلطنت پر بیجا انداز سے ناجائز حمل کیا تھا وہ ہندوستان ہی کے تھے ابن سعود ایک فرسبی و خود ساختہ جعلی مولانا اسلامی کی دعوت موجود زمانہ کی مشہور کارپوں کے پلے و پناہ اور دنیا کے اسلام اور اسکی صدا کو شور و غلہ و خروش کے برابر بھی نہیں سمجھتی مگر ہندوستان ہی وہ جگہ ہے جہاں اسکی جہتیں میں ہر طرف ایک شخص نے بطور خود مدعو جنگ اپنے ساختہ پر داخلہ نہیں ہندوستان کو شرکت جملہ کے لیے روانہ کیا اگرچہ انکے لیے داخلہ نرم ازلی سے معتد بہ تھا علیحدہ جہت بھی الاسلام زمانہ سے چند آباد کے زیر نگین ایک اتفاق سے ایک پتھان منہم ہو جاتا ہے اور سکام و حد سلطنت و زیادہ سے زیادہ دوسے رہی ہے قزوہ ہندوستان ہی کا ملک ہے جس میں اب تک مخالفت کی آواز بلند کی جا رہی ہے بلکہ الحاق ہمارے جیسے ضروری مسئلے اس لیے ہو گئے ہیں یا جاتا ہے کہ پتھان کے عوض کوئی سہ کیوں نہ منہم کر دی گئی ہے ترکوں کے نظام عمل پر کتنے چین پائیں گے عروج کا خالفت افغانوں کے امور و اعلیٰ پر معترض احترام حرم پاک کا دشمن عرض دنیا بھر کا تنقید اہر معاملہ ہندوستانی ملت ہے آخر یہ کیا ہے؟ اسکا جواب صرف اتنا ہے کہ مسلمانوں نے اپنا فرض فراموش کر دیا ہو یا دین میں راکہ ہم ہندوستان کیوں آئے تھے ہم نے زمینداری تجارت ملازمت وغیرہ ہی کو مقصد و اصلی قرار دے دیا اور اسکا خیال نہ ہا کہ اس قسم کے حرص دنیا میں ہرگز یہ قوت نہ ملتی کہ ہو ہوا برکت گھر سے علیحدہ کر دیتی اگر راحت دنیا کوئی چیز قابل قدر ہوتی تو گروہ انبیاء علیہ السلام وقت ہوتا اور کہ بلا کی انجمن جلتے تھے ریگستان پر قائم نہ ہوتی اور ہم تو اپنی کہتے ہیں کہ بغداد کا راج اور عثمان کا تخت و تاج چوڑ کر آج ہندوستان کی مشکلات کو اختیار نہ کیا جاتا مگر ہمارے بزرگوں نے اپنے نظام حیات سے اس حقیقت کو آفتاب سے زیادہ روشن کر دیا کہ مسلمانوں کے سفر و قیام کا صرف ایک مدعا ہے اور وہ اعلان حق ہے مگر ہماری فراموشی اور غفلت کی انتہا ہے کہ صفات محمودہ آہستہ آہستہ ہم سے محض ہوتے جاتے ہیں اور ہمارے تفرق و تشتت کا افسوسناک منظر ہمارے اعدا کو شہ سے دے کر اوجھار رہا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ اب بھی ہندوستان میں مشائخ کرام و

و علماء عظام کی سہارک ہستیاں موجود ہیں جنگی برکت سے اس تاریک ملک کا دین و آسمان قائم ہے مگر سب کا شیرازہ اس طرح بکھرا ہوا ہے کہ ہر ہستی کے مقامی اثر کا پتہ ایک درجہ پر جا کر محدود ہو گیا ہے اور وہ اپنے تمام نمایاں کاموں کا تنہا ذمہ دار ہو کر رہ گیا ہے اور اب بھی مسلمانوں کا بڑا گروہ انکے برکات سے محروم ہے اسی کا نتیجہ ہو کہ آریوں اور مشرکوں نے نذر ہو کر ملکائے کے علاقہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو اقرار کرنا پڑا کہ انکے سایہ عاطفت سے یہ ملک برسوں سے علیحدہ و پرہیزگارا اس موقع پر میرا فرض ہے کہ اراکین جماعت رضا مصطفیٰ بریلی اور میان انجمن خدام الصوفیہ علی دوم میدان خلیع مینا کوٹے کو دلی مبارکباد دوں جنھوں نے قوم کی طرف سے ملامت کی ہوجھا رہے ہیں پر بھی ایک منہ کی ناچرہ کی اور وقت پر ہو چکا مشرکین کے پر عزم و سر کو کھل کر کھدیا جب اشرفی جھنڈا اس علاقہ میں پہنچا تو سینے خود جا کر اس منظر کو دیکھا کہ کام کرنے والوں کی دشواریاں اس درجہ بڑھ چکی ہیں جنکا تصور بھی گھر چھٹنے والے دماغ پر بار ہے۔

ماہ مبارک ہے گری کی شدت ہے پانچ پانچ دس دس کوں کا پاپا پادہ سفر ہے افکار کے بدلے چنا بھی کبھی میسر نہیں ہے مگر عزم و ثبات کا یہ عالم ہے کہ ہر رخ راہ ان جاہلین کی جگہ میں گل ہوتا نظر آ رہا ہے ایک ایک فرد کی دولت ایمان کو بچانے کے لیے اون مسجدوں کو برداشت کیا گیا ہے جسکی داستان بہت بلویل ہے لیکن کیا ہماری بدقسمتی اور قیامت خیز بدقسمتی اس سے بڑھ کر ہو سکتی ہے کہ وہ متدین اور کارکن ہمارے آج اپنی ذمہ داریوں سے اسلئے علیحدہ ہو رہی ہے کہ مالی ناداری نے اسکو کہہ کھل کر ڈال دیا ہے اور اب انکو ایک قطرہ پانی کا پلاسے والا ہندوستان میں نہیں ملتا انھوں نے اپنے بگڑنے کا تماشہ تو ہندوستان کا روزمرہ ہو رہا ہے اور دنیا طلبی کے کاموں میں بھی مذہبی رنگ پیدا کرنا ایشیائی مذاق کا ایک کھیل ہے کل کی بات ہے کہ ترکوں کے نام پر کھینچوں کی اس قدر بھر مار ہو رہی تھی کہ نام کا ملنا دشوار ہو گیا تھا کھینچ ان کے آگے آتے اپنے ہر ارج بھنے کو بھی ترکوں کی خدمت قرار دیا تھا اور بڑا خلیفہ تو یہ ہے کہ ترکوں کے سوسہ پر چند و نشان آئے کے وقت بھالے رکھ دینے پر آمادگی دکھائی اور اسکو ترکوں کی خدمت بتایا مگر آخر دینا فانی دینا کے اغراض فانی ایک کی



کر کے مؤرخوں ساری کیفیتیں معلوم ہو گئیں اور اس وسیع مزار کے سوا کچھ نہ رہ گیا جو عرب مسلمانوں کا بیت کا گھر جمع کیا گیا تھا ان انجمنوں کے اغراض مقاصد سے علیحدہ ہو کر انکی مثال کے حساب پر نظر کرو تو صرف یہی پاؤ گے کہ ان حضرات خدہ کا فائدہ ان خدائے بزرگ سے لینا چاہتے ہیں کہ چکا چون کہ اعلان حق ایک بحال امر ہے اور کسی میں حیرت و حمت و لطیفی اور عقلی تو عقل و فراست سے وہ عالمی تھے اگر تدریجی تھا تو دنیا و ریاست سے واسطہ نہ تھا اگر کسی کو دین کی بھی لائق تھی تو مزاج میں استعلا نہ تھا اور مصروفیت کا کیا حال تھو کہ میری کے بعد بالخصوص جلیانہ کا وضعیت اور بٹنے پر اس کے باوجود چنانہ کا جائزہ لینا حرام اور اس کے موثر کا خرچ و ریافت کرنا حرام ہو گیا تھا۔ عقل و معرفت کے فقدان پر ہی کافی دلیل ہے کہ اپنے تابع مہربان پر اسے عزائم و تنکات کا کام تھا لہذا ایسے کاموں کا اوپر کر دیا جانا مقام حیرت نہیں ہے۔ ان قطب اسکا ہے کہ ایک جہری و باہمت حیرت و دہندہ و متدین مستقل المزاج و شجاع صابر و قانع متحمل و بامروت جماعت خالص یعنی مذہبی تبلیغی کام کرتی ہے اور صرف مالی تاواری اور اسکے بلند حصولوں کے واسطے رہنا و بٹ بٹنا ہی ہے۔ پیار سے عزیز و اگر ہم اسی حالت میں ہوں اور ہم پر قیامت برپا کر دیا جائے اور سب سے پہلا سوال یہ ہو کہ اعلان اسلام و مکتب اسلام کے دیہان و راسے تھے ابن سعود نجدی حرم پاک کی پیر تیار اور عقبات غالبہ کو منہدم کرنا تھا عراق و حجاز یعنی مقدس جزیرہ العرب کا احترام خطرہ میں تھا۔ عقاب سے پڑوس میں وہابیوں کا زور شور اور ان کے فتنوں کا باز آگرم مقصود قادیانوں کی بددیہانیاں بڑھتی ہوئی تھیں آریوں کا جزر و جزر و بڑھتا جاتا تھا اس وقت تھے اسے اسلام کے مدعو اسے حسین مظلوم کے سو گوارو اسے غوث پاک بھی الملت و ملت کے یثار زندہ و اسے خواجہ محمد معین الملت و الدین کے حلقہ گرو شولے خواجہ نقشبند ناصر الاسلام و المسلمین کے غلام موم بور و پ کی ورازدستیان ابن سعود کی سفایان وہابیوں کی منہ زوریان قادیانیوں کی بے لگامیاں آریوں کی چیرہ دستیان دیکھتے تھے بلو کہ تھے ہمارے ہمارے ہوئے طریقہ پر کیا کیا تھا اسے اعمال سے ٹکوسنی قادری چشتی نقشبندی ثابت کر دکھایا یا یہ کہ تھے سے کر توت نے تھے سے دعوت کو غلط قرار دیا۔ پیار سے عزیز و پیار بناؤ کہ اس سوال کا جواب ہمارے پاس کیا ہو گا

جماعت رضا کے مصطفیٰ اگر اپنی کارہائے نمایان دکھا کر میری ہو گئی تو اس سے ہمارا کیا بھلا ہو گا لہذا امر ایسے پہلے تو بہ کر لو اور قیامت آئیے ہیئت نوشہ جمع کرو جو عہد کی موت کو اپنی بنیابی کا مقدمہ سمجھو اور اسکو دائمی حیات سے مطمئن کرو و چنے آپ کا وقت بہت دیر و مبالغہ کیا اور اب میں مختصر لفظوں میں صرف اتنا عرض کرو چکا کہ ہماری تاریخ کی ابتدا اور ابتدا میں ج زمین و آسمان کا فرق ہے وہ آپ پر ظاہر ہو گیا اور آپ نے سمجھ لیا کہ اس معیشت کا خاتمہ اسی پر موقوف ہے کہ منتشر قوتیں یکجا کر دی جائیں اور طائفہ و مدرستہ سے بیکر عرب مسلمانوں کے چھوڑے تک کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دیا جائے اور اپنی تمام علی قومی مذہبی امور کی باگ اس طرح حضرات علماء کرام کے مقدس ہاتھوں میں دیدیا جائے جس سے سربانی کی بحال کسی میں باقی نہ رہے ہم نہایت اڑا دی کے ساتھ قرپ کے دہانے کے سامنے کفر پسندوں کی نفرت سے ہے پر وہ ہو کر "اعلان حق" کریں کیونکہ اعلان حق غیرہ سو برس سے صرف ہم مسلمانوں اور خالص سنیوں کا کام کر رہا اس میں کسی وہابی قادیانی کا نہ دھوی وغیرہ کا کوئی حصہ نہیں ہے اس میں درسنے ہمارے فرزند و وحی و راہ ایمانی استاذ العلماء مولانا حافظ سید محمد نعیم الدین صاحب اشرفی جلالی کو بھیجیں کر دیا اور یہ ان کے جذبات صادقہ کی ادنیٰ انگشت ہے کہ پنجاب سے بنگال تک کے ہر شہر کا مسلمان آپ کے سامنے موجود رہے جو آل اندیاسنی کا نفرین کے دست ہمت و کار پر وازی پر ہمت کرنے کو تیار ہے۔

پیارے سنیو! یہ کا نفرین آپ کی تنظیم و اجتماع کی بہترین صورت ہے اور عالم اسلام میں ہماری واحد نمائندہ جماعت ہے اور اسکے اعلیٰ مقاصد میں ہماری اول مصیبتوں کا دفعہ بھی داخل ہے جو مخوس فرض کے نام سے ہماری مالیات کو کمزور کر رہی ہے یعنی ہماری بیہودی و ابرین کی یہ اپنے شان کی ایک ہی کا نفرین ہے اور تمام سنی انجمنیں اس میں منضم ہو گئی ہیں اسکے ماتحت صوبہ کا نفرین ضلع کا نفرین تحصیل کا نفرین کا جلد سے جلد قیام سنیوں کے بارے میں عمل پر فرض ہے۔

بیٹے آل اندیاسنی کا نفرین کا نام کلکتہ میں سنا تھا اور اسکے مقاصد حسنہ کو معلوم کر کے ان تاریخین کا چیمپنی کے ساتھ انتظار کر رہا تھا مجھے جو عمر دکھائے جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس مبارک بنیاد کے وقت میری عمر کا بڑا حصہ گزر چکا ہے اور عین جی و ناتوانی نے



اس طرح بھگو گھر لیا ہے کہ میں آپ کا ایک عضو معطل ہو کر رہ گیا ہوں اور سخت شرمندہ ہوں کہ اس مقدس عذریک کی کوئی تدبیر پیش کر کے میں حق سے ہٹ کر دس ہفتے نہیں ہو سکتا ہوں۔

ان میری اشی برس کی کمائی میں صرف دو چار ہزار روپے جتنی جیت کا اندازہ اگر آپ میری نگاہ سے کر چکے تو ہفت اظہار کی تاجدار ہی بیچ نظر آئے گی یہ میری بڑی قیمتی کمائی ہے جس پر بھگو دنیا میں ناز ہے اور آخرت میں فخر ہوگا جسکو میں کبھی اپنے سے جدا نہیں کر سکتا تھا لیکن آج اعلان حق کے لیے میں اپنی ساری کمائی نذر کر رہا ہوں میرا اشارہ دیکھئے اپنے تحت جگر و نور العین مولانا امداد علی ابوالخیر و سید امداد شرف اشرفی جیلانی پھر اپنے نو اسد و جگر و نور مولانا امداد علی ابوالخیر و سید امداد شرف اشرفی جیلانی کی طرف ہے جن دونوں کی ذات میری طبیعت کا سرمایہ ہے میں آج ان جگر کے ٹکڑوں کو نذر پیش کرتا ہوں کہ اعلان حق میں جہات کی آخری ساعت تک سنت و اہل سنت کی خدمت جو پھر کی جائے اس میں میری تربیت و حقوق کا حق ادا کر دوں۔

امید ہے کہ آپ ایک متوکل و رویش کی ناچیز نذر کو قبول فرما کر مجھے رب کی سرکار میں سرخ و فرما لیں گے اور آپ یقین رکھیں کہ میری رات دن کی دعا میں آپ سے جدا نہ ہوگی اور آپکا درد میرے دل سے کبھی نہ جائیگا۔

اے میرے پیارے سینو! خدا کرے کہ تم غفلت کو ہٹاؤ ہو تیار ہو اختیار ہو گویا جو اپنی تنظیم کی قدر کر دے محبت اور اتفاق کا خم جاؤ بڑے ہو چھوٹو بھلو اور غفائے اقتدار کا پرچم زمین پر اترتا ہو۔

ابن دعا از من و از جملہ جہان آہن باد

و عاذا اللہ علی اللہ لعن من و انہ علی کل شیء قدیر و الصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ المصطفیٰ و آلہ و صحبہ اجمعین و ائمتہ و اجدادہم و صلوات اللہ علیہم اجمعین  
فیروز احمد المدنی و سید محمد علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین مستزاد  
کچھوچھو شریف ضلع فیصل آباد

## خطبہ صدارت

حجت الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان بریلوی قدس سرہ

آلہ انڈیا سٹی کا نفرنس مراد آباد

۲۳ شعبان ۱۳۳۳ھ / ۱۶ — ۱۹ مارچ ۱۹۱۵ء

صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے حضرت مولانا حامد رضا خان قدس سرہ کا خطبہ  
شعبان ۱۳۳۳ھ کے پس منظر اور اعراض و مقاصد کی مکمل جامعیت سے وضاحت کرتا ہے۔  
بعد کے تمام علماء اور خطباء نے حضرت مولانا موصوف کی دینی معلومات کی وسعت اور اعلیٰ  
و سیاسی امور کی بصیرت کا کلمے دل سے اعتراف کیا ہے۔ اس خطبہ میں جو امور بیان ہوئے  
ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) تنگ دل ہندوؤں کے مظالم — شدھی تحریک، سنگٹھن، ذبیحہ گاو پو فساد  
بلو قتل عام، ہندوؤں کا مزاج — جانوروں سے محبت اور انسانوں پر ظلم، سوراخ کے  
بہر و پ میں مسلمانوں کو دینی غلامی کے جال میں پھنسانا۔

(۲) بعض مدعیان اسلام کی غیر اسلامی حرکات، ہندو مسلم اتحاد کی دعوت کے مضار اثرات  
تحریک خلافت، عدم تعاون، ہجرت میں مسلمانوں کے بہرہ نہا، نقصانات ان تحریکوں میں  
بعض لیڈروں کی بے اعتدالیان۔

(۳) تعلیم، تبلیغ، تعلیم بالظان، تعلیم اور جدید علوم کی ضرورت،

(۴) اتحاد دین المسلمین، تنظیم مساجد،



(۵) معاشرتی زندگی کے رہنما اصول و امن پسندی، تحمل، رسومات بد سے احتراز۔  
 (۶) مسلمانوں کی اقتصادی ترقی کا انحصار — تجارت، مسلمانوں سے خرید و فروخت، مقدمہ بازی کی لعنت سے بچنا، قادیان پر قانونی پیارہ جوئی کے لئے مسلمان و کفار کی تنظیم و کاروائی کی بجائے ہنرمندوں کو، صنعت و حرفت کی ضرورت و گدگدائی کی لعنت سے نجات کا طریقہ، زمین و مکان کی خرید و فروخت سے پرہیز اور زیادہ دینی کی تلقین، کسب معاش کی اہمیت، قرضہ لینے سے سختی، اسکول، سڑک، سوئی قرضہ سے بچنے کے لئے بیت المال کی غرض مسلمان قرضہ نہ لے کر دیکھ کر انہما کریں۔

(۷) مسلمانوں کا تمدن، تہذیب و روایات، مذہب وغیرہ دوسرے مذاہب خصوصاً ہندوؤں سے باطل لگتا ہے — دو تہی نظریہ کی تشریح۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد و مندرجہ بالا اصول ہیں، مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقی کے یہ دلائل اصول ہیں، جن کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وقت گزرنے کے باوجود یہ اصول آج بھی مسلمانوں کی ترقی کے ضامن ہیں۔

اس خطبہ کو مولانا محمد ابراہیم رضا خاں نے سنہ ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۵ء میں مطبع اہل سنت بریلی سے طبع کروا کر شائع کیا تھا، کتاب ہذا میں اسی مطبوعہ خطبہ کے سرورق کا عکس پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ خطبہ ہمیں دیکھ خورہ (شاید ناقص) نوٹسٹ کی صورت میں جناب پروفیسر محمد ایوب قادری (دراچی) سے دستیاب ہوا ہے۔ آپ تک اصل خطبہ پہنچانے کی غرض سے دیکھ خورہ مقامات خالی چھوڑ دیئے گئے ہیں۔

اس خطبہ کی فراہمی کے سلسلے میں ہم پروفیسر صاحب موصوف کے شکر گزار ہیں۔

سہ قارئین کا اگر ان مقامات پر زحمت پیش آئے گی جس کیلئے ہم مصلحت خواہ ہیں، جس کی الحال سچی طرح کے بارے میں کوئی دستیاب نہ ہو، انشاء اللہ العزیز انکے ایڈیشن میں اس کی کوئی راگرت کی کوشش کی جائے گی، مگر ترجیح نوٹ: چونکہ نوٹسٹ سے ”عکس“ تیار نہیں ہو سکا اس لئے مذکورہ خطبہ کی کتابت کرائی گئی۔

# خطبہ صدر

جمعیت عالیہ

جو

حضرت حاجی مسن ماسی فتن خیر علیہ السلام رحمۃ اللہ علیہ شیخ الانام  
 مفتی الشاہ محمد قاسم صاحب قادیان بریلی رضوی بریلی صدر مجلس استقبالی  
 جمیۃ عالیہ اسلامیہ دارالمنہجہ نے اجلاس کیا

آل انڈیا سنی کانفرنس

منفردہ ۲۰ تا ۲۳ شعبان ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء بمقام مراد آباد کے لیے  
 مرتب فرمایا

مطبع اھلسنت بریلی میں

یا تمام مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب طبع ہوا



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی  
افضل رسلہ وسلم والذین ابنا و محمد وآلہ اجمعین

## عہد حاضر

اگرچہ اسلام کی فتنہ و محاربی مخالفتوں میں ہوئی اور ہر زمانہ میں مخالفین کی زیر ہمت  
ظالمین اُس کے دہرے استیصال رہیں لیکن عہد حاضر کے مصائب اور دور موجودہ  
کے فتنے بہت زیادہ مہیب اور بھیانک نظر آ رہے ہیں۔ ایک طرف تو مختلف قسم  
کے دشمنوں کا اسلام اور مسلمانوں کو مٹا ڈالنے کے لئے ٹوٹ پڑنا اور اس خیال میں عبثانہ  
کوششیں کرنا اور شب و روز مصروف ایذا و آزار رہنا اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کو اپنی  
زندگی کا سہ ترین مقصد قرار دینا۔ دوسری طرف مسلمانوں کی ہر طرح کی کمزوری اپنے مآں  
سے غفلت اپنی حفاظت سے بے پرواہی مذہب سے ناواقفیت باہمی مناقشات  
تکڑی سی طبع پر دشمنان اسلام کی تائید اور غداری پر آمادہ ہو جانا۔ اپنے اوپر اعتماد کرنا  
دشمنوں کو دوست سمجھنا اور اپنے آپ کو ان کے ہاتھ میں دیدینا۔ دوست نما دشمنوں اور  
مسلم نماد خواہوں کو نہ پہچاننا اور ان کا غریب سے نفرت کرنا اپنے اسلامی بھائیوں کو ان کی غریبی  
یا ناداری کی وجہ سے بغیر حقارت دیکھنا۔ پیغم پیش آنے والے حوادث سے عبرت نہ لینا  
نہ بھانا۔ بار بار اہل عزم کے فریب میں آ جانا اور کمال بد عقلی سے پھر بھی ہوشیار نہ ہونا اور ان  
کے دام تزدید کے شکار ہوتے رہنا۔ یہ وہ حالات ہیں جن پر نظر کر کے کہا جاسکتا ہے کہ  
پچھلے دور میں مسلمانوں کو جن مصائب سے سامنا پڑتا رہا ہے وہ ان عبرت انگیز حالات

کے مقابل پہنچ رہے ہیں بہت سے ملت فروش مسلمانوں کے نمائشی مجدد و دین گردان کی رہنمائی  
کے دعویٰ کے ساتھ دشمنان اسلام سے دولت حاصل کرنے کے لالچ میں مسلمانوں کی بے خبری  
اور اغیار کی خدمت گزاری کر رہے ہیں۔ مسلمان ان کے اسلامی نام اور دعویٰ اسلام سے  
دھوکے کھاتے اور غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں۔  
سبز رنگے بھٹ سبز مرا کرد اسیر دام ہر رنگ زمین بود گرفتار شرم

## دروندان اسلام

دروندان اسلام کس سوز و گداز میں ہیں اور ان کی راتیں کس بے چینی سے سحر ہوتی ہیں ان  
کے دلخ کن ہجرت و تاب میں رہتے ہیں۔ میل و نہاد کی ساعات ان پر کیسے مکر اور کرب مضطرب گزرتے  
ہیں حسرتوں کی تصویریں اور امیدوں کے بن بن کر گزرتے واسے نشتے ان کے لئے عذاب  
جان ہو رہے ہیں۔ یہیں خود بھی مدتوں سے اس سرگردانی میں ہوں ہاں خیال کہ کوئی  
عالی دماغ درو مند مذہب اس مقصد کے لئے کوئی تدبیر اور مسلمانوں کے نلاج و اصلاح کا کوئی نو  
د کامیاب طریقہ تجویز فرمائے تو ضرور وہ ان کے حق میں نافع ہوگا میری فکر کیا چیز سے جو پیش  
کرنے کے قابل ہو لیکن جب کسی طرف سے مدد نہ آئی کسی بزرگ نے کوئی کافی رہنمائی نہ کی اور  
مسلمانوں کے لئے حالات موجودہ کے اعتبار سے کوئی دستور العمل تجویز نہ کیا گیا تو ہمارے بھائیوں نے  
قصہ کیا کہ اپنے خیالات کو قلمبند کر کے حاضر کروں اہل علم و ادب رائے اس میں جو تدبیر مناسب  
اختیار فرمائیں براہ کرم خاکسار کو اس سے مطلع فرمائیں۔

## مقاصد

مسلمانوں کی درستی اور کامیابی کے لئے جو اہم مقاصد اس وقت نصب العین اور  
قوی جد و جہد کے طالب ہیں وہ کم از کم یہ چار ہیں (۱) تبلیغ (۲) مذہبی تعلیم (۳) حفظ امن



## پہلا مقصد

ہمارا پہلا مقصد تبلیغ ہے جس دن سے اسلام دنیا میں چمکا اسی روز سے اُس کی شعاعوں نے دشتِ جہلِ بردِ کُر کو اپنا فیض پہنچانا شروع کیا داعیِ اسلام علیہ الصلوٰۃ و السلام کی پہلی صدائیں حق کی تبلیغ تھی اور تمام عمر شریف کا لمحہ لمحہ تبلیغ میں صرف ہوا حضور سے پہلے جو دینی بلادی دایا علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے رہے وہ بھی ہمیشہ تبلیغ فرماتے رہے اور اُس وجہ سے انہیں بے شمار جانکاه اور خطرناک معیتیں اور ایذائیں برداشت کرنا پڑیں سبکو رمضانے الہی کے لئے وہ بخوشی برداشت فرماتے رہے حضور و غیر الصلوٰۃ و السلام کے صحابہ و رضوان اللہ علیہم اوتابین کا ہر فرد اسلام کا مبلغ تھا اور ایسا مبلغ کہ اُس کی زندگی کا مقصد تنہا اسلام کی تبلیغ تھی اور بس۔ اس تبلیغ کے لئے انہوں نے کبھی عین اٹھائیں مشقتیں برداشت فرمائیں جانیں نذر کیں مال فدا کیے یہ ان کے کارناموں پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہے ان کے بعد کے مسلمان بھی اس طرح اس میں مصروف رہے کہ ان کے احوال کا مطالعہ انسان کو حیرت میں ڈالتا ہے قایلیم و ماک کے فاتحین و بیع اور زریزہ نگوں پر قابض ہو کر دولت و مال اور حکومت و سلطنت کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ دین کا اعلا اور اسلام کی تبلیغ وہ چیز تھی جو ان کا نصب العین رہتی تھی جب تو ان کے غلاموں نے سلطنتیں کیں اور ایسی سلطنتیں کہ تاجداروں کا عہد و ریاست اور دینداری کی زندگی کا اعلیٰ نمونہ ہے وہ تخت سلطنت پر بٹھکر ایک ناماد فیقر کی طرح ہر اوقات کرتے تھے سلطنت کے عہد و ریاست کے باوجود ان کی معاش ان کے اپنے ہاتھ کے کسب پر موقوف تھی ان کا طرز عمل و دینداری و پاکبازی کا بہترین معلم تھا۔ غرض مسلمانوں کے جس طبقہ پر نظر ڈالئے وہ اسلام کا مبلغ نظر آتا ہے۔ بادشاہ ہے تو مبلغ وزیر ہے تو مبلغ امیر ہے تو مبلغ پشوا فقیر ہے

تو مبلغ خضر و سفر میں تبلیغ برہمگرمیں تبلیغ دنیا میں و حوم مہادی غلطے ڈال دیتے زمانہ موجود کر دیا جہاں رنگ ڈالایا علم کو اسلام کا مترادف بنا دیا سرزمینِ کفر میں توحید کی صدا میں بلند کیں گنگا اور جہنم کے کنارے برج اور کاشی کے میدان پر ستارن توحید اور علمبردارانِ اسلام سے ہرگز جو قومیں صدیوں سے تاریکی میں تھیں جن کی پشتا پشت سے بہت پرستی آہائی ترک کر چکی تھی ان کے دل منور کئے اللہ واحد لا شریک لہ کے حضور ان کی گردنیں جھکا دیں یہاں تا قوس بکتے تھے وہاں سے قرآن پاک کی آوازیں آنے لگیں غرض ہر قرن میں مسلمان مصروف تبلیغ رہے۔ اور یہی انہیں حکم تھا۔

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و قال تعالیٰ ولئن لم یسدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر۔

موجودہ زمانہ میں ہمسایہ قوم نے مسلم آبادی کی جڑیں کو ششیں جاری کر رکھی ہیں ان میں شدھی کا فتنہ سب سے اہم ہے شدھی مسلمانوں کو مرتد کرنے اور معاذ اللہ مشرک بنانے کا نام ہے جس کے لئے ہندو دو ہزار سالہ سال کی منظم کوششوں اور تیاریوں کے بعد پوری توت کے ساتھ ٹوٹ پڑے ہیں ہر طبقہ کے ہندو اس سہمی میں سرگرم ہیں ہندو دلیان ریاست اور راجگان ان کی بھانوں میں شرکت کرتے ہیں بدولت کی پڑاؤ لینان کوششوں سے وہ ہندوستان بھر میں ایک نظم قائم کر چکے ہیں

ہر گاہوں میں سمجھائیں قائم ہیں۔ کثیر التعداد مناظر میں ملک بھر میں دھنسنے کرتے پھرتے ہیں باہجاء مسلمانوں کو چھیرنا پریشان کرنا جاہلوں و دیہاتیوں کو بہکانا شاہانِ اسلام اور بزرگانِ دین کی شان میں گالیاں دینا گستاخیاں کرنا اسلام کی توہین کے ٹرکیٹ چھاپنا اور ان میں حضرت پروردگار عالم تک کو گالیاں دینا یہ ان کا شیوہ ہے۔ طبع اور دباؤ سے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہی ان کے دین کی تبلیغ کا ذریعہ ہے بہت سے نادار اور جاہل ان کے اس دام فریب میں پھنس کر ایمان لے آئے۔ ان حالات پر نظر کرتے ہوئے تبلیغ و اصلاح



اسلام کا مسئلہ اور بھی اہم ہو جاتا ہے۔ ایک تو اشدھنی کی کوششیں راجہوتانہ ہی میں تھی لیکن اب انہوں نے اپنا میدان عمل وسیع کر دیا ہے اور تمام ہندوستان میں جہاں موقع ملتا ہے ہاتھ مارنے ہیں تو ان کی توہین ان کی دشمنی سے تباہ ہو رہی ہیں مسلمانوں کی مذہبی انجلیں سر جگہ نہیں جو ان میں کوئی رابطہ نہیں جس سر زمین کو خالی دیکھا وہاں آریہ دھڑ پڑے جب تک غلامانہ اسلام کو کسی حصہ ملک سے ہلانے تک کہتے مغربی لشکار بچکتے ہیں۔ راجہوتانہ میں انہیں تھرم و چیکلے سے کہ آریوں کے زور و زلع اور دباؤ وغیرہ کی تمام توہین اسلامی فضا کی دعوت حق کے مقابل بیکار ہو جاتی ہیں اور حقانیت کی جذب قوی کی تاثیر کو اس قسم کے جادو کم نہیں کر سکتے جو جاہل نادانوں کے سامنے سبز باد روپہ پیش کیا جاتا تھا اور انہیں مرتد ہو جانے پر بہت دلولہ انگیز مڑوسے منائے جاتے تھے جو جہاں کے جذبات مشتعل کر کے والے مناظرے لپیٹ کرنے کی کوششیں ہوتی تھیں اور وہ ان دھرم پیروں پر وارفتہ سے ہو جاتے تھے۔ جو ان کا جنم انہیں اندھا کر دیتا تھا اور ان کی عقل سرشار محمول کی طرح نکلی ہو جاتی تھی۔ وہاں ہمارے پاس اسلامی زہد اور بزرگوں کے ذکر کے سوا کوئی نسخہ نہ تھا جو ایسے مریض پر کارگر ہوتا ہے مگر یہ نسخہ ایسا بھلا اگر کرتا تھا کہ وہ باقی جو جوان اپنی سرستی سے پرش میں اگر دل بھائی والی صورت کی چاہت اور مال و منال کے لالچ و دھوکے سے نفرت کے ساتھ منظرہ ماکر حاضرت الہی کے لئے کمر بستہ ہو جاتا تھا غریب محتاج لوگوں کا ملتی دولت سے مستغفر ہونا وغیرہ جو ان کا خوبصورتی کے بتوں کو لات مار دینا اور فقر و فاقہ کی مصیبت اور کج عزت کو ذلیل عبادت کو شوق کے ساتھ اختیار کرنا موسم گرما میں روزے رکھنا نمازیں پڑھنا اور کچلی بات سے اٹھ کر یاد خدا کرنا اور اس سے لطف اٹھانا، اسلام کی حقانیت کی وہ زبردست تاثیر تھی جس نے دشمنوں کی تمام تدبیریں اور جملہ سامان بیکار کر دیئے۔ اب ان کے پاس روپہ ہے لیکن وہ اس روپہ کو ہاتھ لگانا گناہ سمجھتا ہے ان کے ساتھ خوش لباس خوب روپہ گروہ ان کی طرف نظر کرنے سے نفرت کرتا ہے۔ یہاں پہلے کے حوصلے بہت

ہو گئے قریب کے زمانہ کا ایک تذکرہ ہے۔ ایک بوڑھا صدر تبلیغ میں آیا کہنے لگا آریہ ہم سے شدھنی ہونے کو کہتے ہیں اور روپہ بھی دیتے ہیں اور ہمارے مقدمات میں پیروی کرنے کا بھی وعدہ کرتے ہیں مگر تم ان سے زیادہ ہمدردی کرو تو ہم آریوں کو نکال دیں نہیں تو شدھنی ہو جائیں۔ دفتر نے اس کو محبت سے بٹھایا اور کہا کہ مسلمانوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ کوئی قوم کسی شخص کے انصاف و محبت کو دور نہیں کر سکتی دینے سے خدا رسول کے بھلا ہوتا ہے ہم ان کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلا نہیں چاہتے۔ مسلمان اللہ کے بندے ہیں اللہ نے انہیں عزت دی ہے ان کی غیرت کا تقاضہ ہے کہ چلے بھوک سے دم نکل جائے چاہے کنبہ مر جائے گروہ ملگتا نہیں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں بادشاہ کا غلام چاہے بھوکا مرے مانگن گوارا نہیں کرتا۔ تو اللہ کا بندہ کیا اللہ کے دشمن کے سامنے ہاتھ پھیلاتا اگر اکرے گا۔ اس قسم کی باتیں سن کر ایک لخت اس بوڑھے کے خیالات بدل گئے اور جوش میں کھڑا ہو کر کہنے لگا مولوی صاحب اب ہم کسی کے پاس نہ جائیں گے اور اپنے خدا ہی سے فریاد کریں گے تم نے ہمیں تحقیک راستہ بتا دیا اور اس نے اپنی زبان سے بہت شکوہ اڑی کی اور الحمد للہ کہ اسلامی عقیدے پر مستقل ہو گیا۔ غرض تعلیم اسلام قلوب میں زبردست تاثیر کرتی ہے لیکن ملک میں کہاں کہاں یہ تعلیم اور اس کے دلائل ہیں علاقے کے علاقے وہ ہیں جہاں کے مسلمان اسلام کی تعلیم دینے والے کی صورت سے نا آشنا ہیں مدتیں جہل و نادانی میں گزر چکی ہیں ایسی حالت میں آریوں کی زبردست اور غفتم

میں چند افراد کو بھیج کر کہیں ہو سکتا جب تک کہ تمام ملک

نہ کیا جائے کہ ایک ایک گاؤں کے مسلمانوں کی مذہبی تربیت کا سہل انتظام ہو سکے اس لئے ضرورت ہے کہ ہم ملک کے دو مندرجہ ذیل اسلام اور سرزمین کے علمائے کرام اور حامیان ملت کو حرکت دیں اور ایک مشترک نظام سے تمام ملک میں دینیات کی تعلیم کا سلسلہ قائم کریں۔



**مدرسۃ التبلیغ** یہ عرض کرنا بھی ہے محل نہ ہوگا کہ علاقہ راجپوتانہ میں تبلیغ کے سلسلہ میں تبلیغ کے سلسلہ میں معقول تعداد کام کرنے والوں کی دو ڈھائی سال سے مصروف عمل ہے ان میں بہت افراد ناکارہ بلکہ بعض معذور سخت مغرثا بہت بڑے ان سے بچائے فائدہ کے ایسے نقصان پہنچے جن کی طرف اشارہ تھی اس کا باعث اکثر غلبہ ان کی نا تجربہ کاری اور کام کی ناقصیت تھی اس تجربہ کے بعد یہ طرز عمل اختیار کیا گیا کہ نئے آدمیوں کو کار کردہ لوگوں کے ساتھ رکھا گیا کہ کچھ دنوں کام سکھا لیا جاتا تب انہیں تنہا کسی مقام پر بھیجا جاتا تھا لیکن ایسا کہاں تک ممکن ہے اور اس طرح کتنے آدمی کام کے قابل ہو سکتے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ کم از کم ایک مدرسۃ التبلیغ کھولا جائے جس میں مدرس مبلغ منان تین امتحان ہوں اسی مدرسہ کے سند یافتہ سلسلہ تبلیغ میں رکھے جائیں اس ضرورت پر نظر رکھ کے انجمن اہل سنت و جماعت مراد آباد نے مدرسۃ التبلیغ کی تجویز کی جس کے قواعد و ضوابط اور نصاب اور مدت تعلیم آپ کے ملاحظہ کے لئے آخر میں درج کی جائے گی اس مدرسہ کے لئے اور ملک کے عام تبلیغی مدارس کے لئے اور مسلمانوں کی اعانت و حفاظت کے لئے بہت سی جدید تھانیاں کی بھی ضرورت ہے جس کو قابل اور واقف کار لوگوں کی ایک جماعت اپنے ذمہ لے پھر اس کی طبع و اشاعت یہ خود ایک مستقل کام ہے جو تبلیغ کے ماتحت انجام دینا ضروری ہے اس کے لئے جو ضروری امور ہیں ان کو جس اس وقت بحث میں نہیں لانا میں اس طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تمام کام کوئی شخص یا کوئی جماعت ہندوستان کے کسی ایک مقام پر بندھ کر انجام نہیں دے سکتی نہ کوئی وفد تمام ملک کا دورہ کر کے اس مقصد میں کامیابی کا ذمہ لے سکتا ہے میدان عمل کی وسعت عقل کو حیران کتنی ہے دشمن کی سبھانیں اور تعلیم گاہیں ملک کے گوشہ گوشہ میں کام کر رہی ہیں ایسی حالت میں مجبور اس کے کوئی صورت نہیں ہے کہ ملک کے اطراف و جوانب اور صوبہ صوبہ سے با اثر علماء اور حامیان ملت کو حرکت دی جائے اور انہیں ان ضروریات سے باخبر کر کے تمام ملک کی ایک متحدہ مشترک جماعت اس کام کی

سرپرست بنائی جائے اس جماعت کے دنوں ملک میں اپنے مقام کی تکمیل کے لئے پھیل چکے ہیں اور جس صوبہ میں وفد جائے وہاں کے مقامی علماء اس کے ساتھ کام کریں اس طرح جامعہ اصلاح و تصانیف میں تبلیغی جماعتیں اور دنیاویات کے مدارس اور دیہات میں اسلامی مکتب چارے کر دیئے جائیں یہ تمام مدارس و مکتب ایک سلسلہ میں مربوط ہوں اور ایک نظم حکم کے ماتحت کام کرتے رہیں

نیپال میں یہ ہے کہ اصلاح و تصدیقات میں تبلیغی جماعتیں قائم کی جائیں جو ضلالت مندرجہ ذیل ان کے مہر شائے جائیں ہفتہ وار

ان جلسوں کا جلسہ ہوتا رہے جس میں ہفتہ بھر کے کام کی فہرست

جماعتوں میں دو قسم کے ممبروں ایک وہ جو مالی اعانت کریں

وہ جو عملی خدمات کے لئے اپنا وقت پیش کریں ان کا نام عاملین ہر گز کے متعلقہ دیہات

حلقوں کی تنظیم کر دیے جائیں پانچ پانچ چار دیہات کا جیسا جہاں مناسب ہو حلقہ مقرر کر دیا جائے

پرگز کے تبلیغی انجمن کے عاملین میں سے ان کی تعداد کے لحاظ سے دو دو یا تین تین ممبروں کو ایک ایک

حلقہ دیا جائے یہ ممبر اپنے حلقہ کے دو سے کرتے رہیں اور اس حلقہ کے مسلمانوں کی تعداد میں وہ تمام

مساعی صرف کریں جن کی انہیں انجمن سے ہدایت ملے انجمن کے دفتر میں ان حلقوں کی ایسی فہرستیں

کامل رہنا چاہیں جن کا نقشہ ذیل میں درج ہے۔

نقشہ کیفیت مواضع برائے معلومات مقرر تبلیغ انجمن اہل سنت و جماعت مراد آباد

موضع	تخصیص	تعداد	ذاتی اعانت	طریق	تعداد انصار
مراد آباد	مراد آباد	مراد آباد	مراد آباد	مراد آباد	مراد آباد
پنجاب	پنجاب	پنجاب	پنجاب	پنجاب	پنجاب
ہریانہ	ہریانہ	ہریانہ	ہریانہ	ہریانہ	ہریانہ
راجستھان	راجستھان	راجستھان	راجستھان	راجستھان	راجستھان
گجرات	گجرات	گجرات	گجرات	گجرات	گجرات
مہاراشٹر	مہاراشٹر	مہاراشٹر	مہاراشٹر	مہاراشٹر	مہاراشٹر
کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی
لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور
فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد
راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی
نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ
پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ
بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال
دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی
بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس
میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ
اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی
پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ
کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور
مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس
بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور
ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی
کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا
چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا
کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی
لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور
فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد
راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی
نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ
پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ
بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال
دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی
بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس
میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ
اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی
پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ
کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور
مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس
بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور
ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی
کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا
چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا
کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی
لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور
فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد
راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی
نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ
پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ
بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال
دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی
بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس
میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ
اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی
پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ
کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور
مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس
بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور
ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی
کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا
چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا
کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی
لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور
فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد
راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی
نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ
پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ
بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال
دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی
بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس
میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ
اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی
پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ
کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور
مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس
بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور
ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی
کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا
چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا
کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی
لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور
فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد
راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی
نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ
پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ
بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال
دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی
بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس
میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ
اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی
پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ
کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور
مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس
بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور
ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی
کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا
چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا
کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی
لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور
فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد
راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی
نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ
پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ
بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال
دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی
بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس
میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ
اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی
پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ
کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور
مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس
بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور
ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی
کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا
چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا
کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی
لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور
فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد
راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی
نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ
پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ
بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال
دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی
بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس
میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ
اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی
پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ
کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور
مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس
بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور
ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی
کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا
چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا
کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی
لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور
فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد
راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی
نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ
پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ
بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال
دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی
بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس
میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ
اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی
پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ
کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور
مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس
بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور
ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی
کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا
چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا
کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی
لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور
فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد
راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی
نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ
پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ
بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال
دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی
بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس
میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ
اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی
پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ
کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور
مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس
بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور
ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی
کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا
چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا
کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی
لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور
فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد
راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی
نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ
پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ
بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال
دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی
بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس
میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ
اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی
پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ
کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور
مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس
بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور
ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی
کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا
چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا
کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی
لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور
فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد
راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی
نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ
پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ
بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال
دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی
بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس
میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ
اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی
پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ
کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور
مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس
بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور
ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی
کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا
چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا
کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی	کراچی
لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور	لاہور
فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد
راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی
نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ	نواب شاہ
پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ	پٹنہ
بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال	بھوپال
دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی	دہلی
بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس	بنارس
میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ	میرٹھ
اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی	اٹلی
پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ	پراگ
کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور	کانپور
مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس	مدراس
بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور	بنگلور
ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی	ممبئی
کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا	کولکٹا
چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا	چھٹاگانا		



جس میں تدریس کے دیہات کے لئے بآسانی پہنچ سکیں اور بڑے گاؤں میں جدا گانہ مدرسہ کھولا جائے ان مدارس میں بچوں کی تعلیم کے لئے وقت معین ہو اور ایک وقت جوانوں اور بڑوں کو دینیات کی تعلیم دینے کے لئے رکھا جائے اور یہ تعلیم تقریر کے ذریعہ سے ہو تاکہ ناخواندہ لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں مدرسہ قائم کرتے وقت سب سے پہلے گاؤں کا ایسا شخص تلاش کرنا چاہئے جو تعلیم دینے کی صلاحیت رکھتا ہو اگر وہ بوجہ القہر اس خدمت کو قبول کرے بہت بہتر ورنہ کوئی تیل معاذ اللہ اس کے لئے مقرر کر دیا جائے اور جہاں دیہات میں بڑے بڑے لوگ نہ ملیں وہاں لا محالہ باہر سے انتظام کرنا پڑے گا۔

**بچوں کی تعلیم** ابتدا میں بچوں کو اسلامی قواعد (مستفہ مولانا مولوی امجد علی صاحب اعظمی) یا در کوئی قاعدہ جو انجمن اہل سنت یا مدرسۃ التبلیغ نے منظور کیا ہو شروع کر دیا جائے۔ قرآن پاک کی تعلیم لازمی ہے اس کے ساتھ ساتھ دینیات کے لئے بہار شریعت پڑھائی جائے جب اردو کی کچھ استعداد ہو جائے تو تاریخ حبیب اللہ پڑھائی جائے اس کے ساتھ ہی قدر ضرورت حساب بھی سکھایا جائے گھنٹے پر خاص توجہ مبذول دے۔ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام بھی نہایت ضروری ہے اور اس میں دینیات کے علاوہ سوزن کاری اور معمول خانہ داری کی تعلیم تا حد امکان لازمی ہے۔ پردہ کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ بڑے جوان کا شکار مزدور جتنی جو پڑھنے کا وقت نہیں پاتے انہیں روزانہ ایک وقت مقرر کر کے بہار شریعت کے مسئلے سمجھا کر سنائے جائیں اور کوشش کی جائے کہ اس پر عمل بھی کریں۔

اس طرح قصات میں علاوہ مدرسہ کھولے جائیں اور نصاب

جائے ایک مدرسہ ان چھوٹے مدرسوں سے زیادہ نصاب کا بھی کھول دیا جائے جن میں چھوٹے مدرسوں کے طلبہ اپنی تعلیم پوری کرنے کے بعد حاصل کرنے کیلئے داخل ہوں۔ علاوہ بریں انگریزی مدارس کے طلبہ کے لئے مدرسہ اعلیٰ کھول جائے جس میں ایک گھنٹہ انہیں دینیات کی تعلیم دی جائے۔

قصات کے مدرسوں میں لیکن ہر اسکے تو فارسی و عربی کا محدود

اور اگر دیہات کا کوئی طالب علم

مدرسہ سے سند حاصل کرنے کے بعد قصبہ کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخلگی اجازت دی جائے۔

ضلع کا مدرسہ اس اور زیادہ بڑا ہونا چاہئے اور وہاں ایک عالم کم از کم ہونا ضروری ہے۔ اگر بالفعل ممکن نہ ہو سکے تو معمولی مدرسہ کھول کر تدریج ترقی کی جائے اگر کسی ضلع میں مسلمانوں کی تعداد کم ہو اور وہاں کچھ تمام معارف برداشت نہ کر سکیں تو صدر دفتر صوبہ سے استدعا کی جائے کہ وہاں کی تعلیم کی امانت کرے۔ ملک میں دو یا چار ایسے کامل انصاف مدرسہ ہونے ضروری ہیں جو جملہ علوم و فنون کی تکمیل کا عہدہ ذریعہ ہوں بلکہ ہر صوبہ میں کم از کم ایک ایسا مدرسہ ہونا ضروری ہے۔ ان مدارس کو مدرسہ عالیہ کہنا چاہئے۔ باقی تمام مدرسے ان کے ماتحت ہوں اور مدارس عالیہ مدارس ماتحت کے گزرائی کے ذریعہ دار قرار دیئے جائیں اور حسب ضرورت ان مدارس کو ان سے مدد بھی ملے یہ جملہ مدارس ایک جمعیت عالیہ کے ماتحت ہوں اور اس کو ان پر عام اختیارات حاصل ہوں انصاف جمعیت عالیہ کا منظور کیا ہوا پڑھایا جائے۔ جمعیت عالیہ کے ماتحت ایک محکمہ تصنیف ہونا چاہئے جس میں ملک کے منتخب افاضل شامل ہوں اور وقتی ضروریات کے علاوہ جو وقعت پیش آئیں۔ باقی بر تصنیف جمعیت عالیہ کی پسندیدگی اور منظوری کے بعد قابل رواج سمجھی جائے یہ بہت فتنوں اور اختلافوں کا سد باب ہے۔

ہر کامل انصاف مدرسہ میں ایک دارالافتاء بھی ہو مگر اہم فتاویٰ جمعیت عالیہ کے ملاحظہ کیئے

بھی بھیجے جائیں اور نا بقدر سرطیح ہونے والی چیز جمعیت عالیہ

کی جائے۔ داخلہ مدرسہ منظر مفتی سب کیلئے کے

تکلیف کے بعد انہیں جمعیت عالیہ یا اس کا

سند دی جائے۔ موجودہ اصحاب جوان عہدوں پر کام کر رہے ہیں سند سے مستثنیٰ آئے



جائیں مگر فتویٰ اور تصنیف بہر حال محکمہ تعلیم کی تصدیق و منظوری کے بعد قابل قبول سمجھا جائے۔

## تبلیغ کا کام

ہر مدرسہ کا مقصد تبلیغ ہے اور اس کو اس میں سعی تبلیغ لازم ہے۔ تمام مدارس بالخصوص قصبات اور ضلعوں کے طلبہ کو تبلیغ کے اصول سکھائے جائیں اور ہر مدرسہ میں منتخب طلبہ ہفتہ میں دو روز تبلیغ کا کام کریں۔ مدرسوں کے مدرس بھی درسے کریں۔ تبلیغی کارروائیوں کی اطلاع صدر دفتر میں اور اہم امور کی اس کے علاوہ دفتر جمعیت عالیہ میں ضروری جانے۔ ان دوروں میں وہ بہت کے مدرسین کو ان کے حلقہ میں ساتھ رکھیں ہر ضلع میں کم از کم ایک مدرس مدرسہ تبلیغ کا سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔ جو مناظر کی سند رکھتا ہو۔

علاوہ بریں واعظین کی ایک معقول تعداد ہر صوبہ میں رہنا چاہئے جو ہر بار دورے کر کے اشاعت اور تبلیغ کی خدمت انجام دے اور مسلمانوں کی علمی اصلاح کرے۔ ہر صوبہ کی جماعت واعظین وہاں کے مدرسہ عالیہ کے صدر مدرس کی زیر نگرانی کام کرے اور اپنی مفصل کارگزاری کا ہفتہ وار نقشہ مدرسہ عالیہ کے محکمہ تبلیغ میں بھیجا کرے۔ ہر مدرسہ عالیہ کا صدر مدرس محکمہ تبلیغ کا صدر ہوگا۔ محکمہ تبلیغ کے صدر کا فرض ہے کہ صوبہ کے واعظین کے کام کی نگرانی اور جانچ میں ہر امکانی سعی کام میں لائے۔

## مناظرہ

مناظرہ وہی لوگ کریں جنہیں جمعیت عالیہ نے

مناظرہ کے لئے مدرسہ عالیہ کے صدر مدرس

حالت میں اس کا موقع مل سکے تو مجبوری کی کافی وجہ کے ساتھ فوراً صدر محکمہ تبلیغ کو اطلاع

دی جائے۔

پھر مناظرہ سے قبل اس کا کافی اطمینان کر لینا ضروری ہے۔  
مناظرہ میں گفتگو نتیجہ خیز اور مفید کرنے کی کوشش کی جائے۔

## تمدن

اگرچہ تمدن کا مسئلہ عرصہ دراز سے مسلمانوں کے زیر بحث ہے مگر ابھی تک بہت زیادہ غور طلب ہے۔ یہ امر عقلاً کا تسلیم شدہ ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور اس کے کام باہمی اعانت کے بغیر لوہے نہیں ہو سکتے۔ دنیا کی قوموں پر مسلمانوں کو قیاس کرنا اور ان کے لئے ان کی تقلید لازم کر دینا بالکل غیر صحیح ہے یہی وہ غلطی ہے جس کا عرصہ دراز سے ادھکاب کیا جاتا ہے دنیا کی قومیں مذہبی حیثیت میں مسلمانوں سے کچھ نسبت نہیں رکھتیں اور مسلمان مذہب کی رو سے بالکل ان سے مبائن ہیں پھر انہیں ان پر قیاس کرنا اور ان کے لئے وہ راہ تجویز کرنا جس پر کفار عامل ہیں اندھی تقلید اور بالکل غیر مفید ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو کسی لیڈر کی رائے یا کسی دوسری قوم کی تقلید کا محتاج نہیں چھوڑا۔ مسلمانوں کے تمام ضروریات کا خود سرانجام فرما دیا۔ دنیا کی دوسری قومیں کیلیان کرنے اور انہیں بنانے پر مجبور نہیں تاکہ وہ باہمی مشورہ سے اپنے لئے کوئی مفید راہ پیدا کر سکیں۔ بسا اوقات ان کی تجاویز کے تمام وفاتر نکمے اور مضرت فائدتہ ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں اپنی تمام دماغی سوزیاں دو کر کے اس کے خلاف تدبیر سوچنا پڑتی ہے۔

ہمارا دار و مدار اپنے دماغوں پر ہے جو انسانی

مسلمان مگر اسلام کی دشگیری سے فائدہ اٹھائیں تو وہ ان تمام رجحانوں سے بری ہیں لکن کا ہر قانون مکمل اور خطا سے پاک ہے ان کی ہر دینی و دنیوی ضرورت کو ان کے دین نے پورا کر دیا ہے تمدن کے مسئلہ کا حل شریعت محمدیہ نے ایسا فرمایا جس پر عامل ہو کر ہمارے اسلام نے عالم



کی رہنمائی کی اور جہان کو خیریت میں ڈال دیا، مگر ہمارے ملک کے بعض علماء و صحابہ  
 جنہیں دینی علوم سے بہرہ نہ تھا اور مل میں مسلمانوں کی رہنمائی کا شوق رکھتے تھے، انصارے  
 سے ان کے تعلقات گہرے تھے جب انہوں نے مسلمانوں کے تمدن کی طرف نظر کی تو  
 اپنے پاس وہ اسلامی تعلیم کا کوئی سرسامان نہ رکھتے تھے نہ علماء سے صحبت و استفادہ کا  
 موقع انہیں حاصل ہوا تھا۔ انصاریوں کی صحبت میں زندگی گزاری تھی ان کی غلو و طبیعت  
 ثانیہ ہو گئی تھی مسلمانوں کو اسی سانچہ میں ڈھالنے اور انصارے کی تمدن کے رنگ میں  
 رنگنے کے وہ پہلے ہو گئے تھے حتیٰ کہ جو نوجوان ان کے ہاتھ آئے ان کی زندگی کا طرز انہوں نے  
 انصاری کے مطابق کر دیا۔ مسلمانوں کو نصرانی تمدن کیا فائدہ دیتا تھا ہی و بربادی کی رفتار  
 روز افزوں ترقی کرنے لگی اور ان نئے پیشواؤں نے اس کو محسوس بھی کر لیا مگر دین سے  
 ناواقفیت کی وجہ سے وہ اس طریق زندگی میں تبدیل کرنے سے تو وہ مجبور تھے بنا چاری  
 اپنے کھائے پئے تمدن کو مفید بنانے کے لئے انہوں نے اسلام سے مخالفت شروع کر  
 دی اور مسلمانوں سے اسلامی عادات چھوڑانے اور انصاری کے رنگ میں رنگنے کے وہ پہلے  
 ہو گئے اور ایک حد تک مسلمانوں پر یہ زہر پلایا اثر ہوا بھی، ہمیں اُس غلطی کی تعلید کہ انہوں  
 ہستی مٹانا منظور نہیں اس لئے ہم اُسی، بیچ اور انہیں اصول پر کار بند ہوں گے جس پر ہمارے  
 اسلاف عامل تھے۔  
 توت و سطوت وہ اصول و دھار ہیں جو ہمیں شریعت کا رہ  
 تعلیم فرمائی، تو ہمارا تمدن وہی ہونا چاہئے جو ہمیں شریعت نے تعلیم فرمایا، ہم کسی لیڈر کی  
 رائے پر اپنی زندگی نہ ڈالنا نہیں چاہتے، ہمارا دستور عمل ہمارے شریعت کا قانون ہے۔ اب  
 میں سب سے پہلے باہمی تعلقات کے مسئلہ پر تھوڑی بحث کرنا چاہتا ہوں جو اہم ترین  
 مسائل میں سے ہے۔

## باہمی تعلقات

اول باہمی تعلقات کا مسئلہ زیادہ غور طلب ہے اس مسئلہ پر مدت مائے دراز  
 سے اربابِ حمد اور رہنمایان قوم نے دماغ سوزیاں کی ہیں مگر اب تک کوئی کارآمد نتیجہ  
 نہیں نکلا اور ایسی راہ ہاتھ نہیں آئی جس پر چل کر منزل مقصود تک پہنچ سکتے، اتفاق و اتحاد  
 کی صدا میں ہمیشہ ہی بلند کی جاتی ہیں ممبروں اور ایجنٹوں پر علماء اور لیڈر سب اتحاد کی  
 ترانہ بھجیاں کیا کرتے ہیں مگر وہ ایک دل خوش کن تقریر ہوتی ہے اس پر تھوڑی دیر کے لئے  
 مجمع واہ واہ تو کہہ دیتا ہے مگر اس کا نتیجہ اگر نکلتا ہے تو جنگ جوی اور مناقشت یعنی  
 اتحاد کی تحریکوں کا تخم اختلاف بلکہ عداوت کا پھل لایا کرتا ہے، اگر آپ مسلمانوں کی حالت پر  
 نظر ڈالئے اور پچھلے زمانہ کو سامنے لائیے تو یہ حقیقت ہے حجاب روشن ہو جائے گی نصف  
 صدی سے زیادہ عرصہ جوتا ہے جب سے یکپارہ بلند آہنگیوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق  
 کے یکپارہ دے رہے ہیں مگر جس ایجنٹ پر اتفاق کی مدح سرائی کی جاتی ہے اُسی پلیٹ فارم  
 پر دلدوز اور جگر شکاف الفاظ کے تیر و سنان سے ملک و قوم کے مقتدر اور با اثر پیشواؤں  
 کو دھت و نشانہ بنایا جاتا ہے۔  
 طبع نے بہت سے اتحاد کے وعظ کیے  
 مگر ان کے ساتھ ساتھ کے اور صدقہ خوار کئے بنا کر ان کو  
 اور ان کی جماعتوں کو زبان سے بہت بتایا ان کے وقار کم کرنے  
 کی پوری کوششیں کیں، اتفاق کا وعظ کیا کہ جلسے سے باہر آئے تو عام مسلمانوں کے  
 سلام کا جواب دینا ان کو اپنی کمر شان ظاہر ہوتا تھا، پھر وہ اتفاق کا وعظ کیا اثر کرتا، اس  
 کا اثر یہ بھی ہوا کہ علماء کے عقیدت مندوں کی بدگوئی اور بیجا بھلوں سے آئندہ خاطر ہو کر ان  
 سے متنفر ہو گئے، اور قوم میں اس اتفاق کی صدا نے بجائے اتحاد کے ایک نئے تفرقہ کار اور  
 اٹھا دیا۔



خلافت کیٹی کے عروج و اقبال کے زمانہ میں جب اتحاد اتنا ضروری سمجھا گیا کہ اس کے حدود وسیع کرنے کے لئے مذہب کی شہرِ پناہ کو منہدم کرنا ناگزیر خیال کیا گیا اور اس اتحاد کے لئے ہندوؤں کی طرف سے اس طرح کا متحدہ دھڑا کیا گیا جس سے اپنے مذہبی امتیازات بھڑکنا پڑے۔ سورت کے ایک چیرلے اپنے مریدوں سے ساتھ ہزار گناہیں چھین کر گنہگار کی تھی۔ نام آور لہڑوں نے قشقہ لٹکائے۔ جمال اوڑاٹے۔ بریلیاں کھیلیں۔ بے پکاری۔ ارنجی اٹھائی۔ ہنہو کے سرفروختہ متعصبوں کو مسجدوں میں مہروں پر بٹھایا۔ گھائے کے گوشت کے خلاف کتابیں لکھیں۔ رسالے تصنیف کئے۔ ناگردہ گناہ مسلمانوں کو منہ دے دیے۔ کی خاطر مہر قرار دیا۔ مولوں پر انہماک نظر نہ کیا گیا۔ اعلا کلمۃ اللہ یعنی کلمہ اسلام پڑھانے کو حرم قرار دیا گیا۔ نو مسلمانوں کو ان کی مرضی کے خلاف دوبارہ کافر پر جانے پر زور دیا۔ یہ اور اس سے زیادہ بہت کچھ ہوا ہندوؤں کی یہاں تک خاطر کی گئی۔ لیکن مسلمانوں کے پیشواؤں اور اسلام کے مقتدر اور با اثر علماء و افاضل کو بالخصوص ایسی ہستیتوں کو جن کی وجہ کے زہر دیا صفت میں بسر ہوئی لمحہ لمحہ خدمت دین میں

گورنمنٹ کا آدمی اور ترکوں کا بد خواہ کہا گیا۔ تقریروں میں تحریروں میں ان پر بھتیان پھینکی گئیں۔ آوازے کسے گئے۔ پہلک کر ان کی مخالفت پر انہماک اگیدان کی عاقبت تنگ کر دی گئی۔ ان کی زندگی تلخ کر ڈالی گئی۔ ان پر طرح طرح کے بہتان باندھ کر ان کی آبروریزی کی کوششیں کی گئیں۔ مسلمانوں کی جماعتیں جو ان کے ساتھ تھیں ان کو انگشت نما بنایا گیا۔ ان کی امانتیں کی گئیں۔ اعلیٰ درجہ میں ان کے خلاف جنگ آمیز مضامین لکھے گئے۔ بھوکہ ان کے لئے پناہ کی جگہ نہ چھوڑی گئی۔ ہر عالم اور شیخ جو اپنے دیں پر منتقل تھا یہ سمجھتا تھا کہ اس کو دین پر ناظمہ کر آہو چا لینا اور اپنی جان و مال کی حفاظت کرنا سمجھتا تھا۔ ان علماء کے ساتھ جو جماعتیں تھیں ان کے قلوب کو کتنے صدمے پہنچے کیسی شکستیں ہوئیں پھر تباہی کے جہاں ہندوؤں کو ملائے کے لئے مذہبی شعائر و امتیازات کو قربان کر دیا جائے اور مسلمانوں اور

ان کے پیشواؤں کے ساتھ یہ معاملہ طرز عمل پر وہاں اتفاق کا پورا کچھ نشوونما پا سکتا ہے۔ ایک فرقہ سے جنگ تھان لینا اور اس پر تہرا و لخت اپنا مذہب قرار دے لینا جس قوم کے اصول میں داخل ہوا وہ اتفاق میں کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے۔ انگریزوں کے مقابلہ کا تو نام مگر مخالفت علماء سے تھی۔ مسلمانوں کے کالجوں اور سکولوں سے تھی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے تھی۔ خان بہادریوں پر لعنتیں تھیں۔ آئریہ کی بمبٹرٹوں پر تبرت تھی۔ ترکی ہی طرز عمل ان لوگوں کے قلوب کو اپنی طرف مائل کر سکتے تھے۔ اس پر نظر کرنا تو ان صاحبزادوں کے مقابلہ میں نہ تھا کہ کون سا ہے اور کونسا نا جائز مگر وہ دل بدوش کام کرنے والی بھی وہ اس نتیجہ تک نہ پہنچ سکے کہ آپس کا اتفاق ضروری چیز ہے اور وہی ممکن بھی ہے اور اسی پر کوئی شرہ مرتب ہو سکتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی فرقے ہیں ان میں کوآپ بڑ بھی ہیں حکام میں گورنمنٹ کے خطاب یافتہ اور کونسل کے ممبر بھی ہیں ہندوؤں نے ان سے جنگ نہ کی نہ ان کو سب و شتم کیا نہ ان کے ساتھ وہ طرز عمل اختیار کیا جو ہمارے لہڑوں اور کیٹی کے مولویوں اور جمعیۃ العلماء کے اراکین نے شیعوں کے یہاں خاص مجلس میں بند مکان میں تہرا کہا جاتا ہے لیکن ان صاحبزادوں کی مجالس اعلان کے ساتھ عام جلسوں میں پبلک تقریروں میں اخباری تحریروں میں علماء اسلام اور پیشوا یاں دین اور امرا و رؤسا پر تبرے کئے جاتے ہیں۔ اب اس قدر اور عجز کر لینا ہے کہ مسلمانوں کے اس طبقہ کو چھوڑ کر جس پر جمعیۃ العلماء اور خلافت کیٹی نے لعن طعن کرنا اپنا شیوا بنالیا تھا باقی وہ طبقے جن کو ان جماعتوں نے اپنے ساتھ شریک عمل کیا تھا ان میں بھی باہم اتفاق و اتحاد ہو سکا یا نہیں۔ جو لوگ ان جماعتوں کے حالات سے باخبر ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ ان جماعتوں میں بھی بہت سی فرقہ بندیوں ہیں اور ایک گروہ دوسرے کے شکست دینے کی فکر میں رہتا ہے ہر ایک کو اپنا تفوق اور اپنا ہی اثر مقصود ہے اور درحقیقت بہت سے فرقوں کا اس میں رسوخ پانا ہی اس فساد کا موجب



ہوا۔ ہر ایک فریق نے اپنے مخالف کو نقصان پہنچانے کے لئے بہت اچھا موقع بھجا اور وقت کو غنیمت جان کر خوب دل کے بھار نکالنے والے اصل اتفاق کے علم کے نیچے بہت سے نئے اختلاف پیدا ہوئے۔ خلافت کیٹی اور جمعیت العلماء کا اعتبار جاتا رہا اب ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ کونسی غلطی ہے جس نے گذشتہ زمانہ میں مدعیان اتحاد کو منزل مقصود تک نہ پہنچنے دیا تاکہ ہم اس سے اجتناب کریں اور حقیقی اتحاد سے فائدہ اٹھا سکیں۔

## اتفاق کا اصل الاصول

سب سے بڑی اصل جن کو پیش نظر رکھنا تمام مسائل پر مقدم ہے وہ یہ غور کر لینا ہے اتفاق ممکن ہے اور ان کے جمع ہونے سے حسب مزاج و نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے اگر ہم یہ غور نہ کیا اور اتفاق کی صدا اٹھاتے رہے تو وہ بے سود ہوگی اور ہماری تمام کوششیں رائیگانہ جائیں گی۔ جن دو فردوں میں منافات یا مضادات نامہ ہوں ان کے جمع کرنے کی ہوس فحش اخلاط اور ناممکن کو ممکن بنانے کی سعی ہے۔ بیشک دو گھوڑوں کو ایک گاڑی میں جوڑ کر زیادہ وزن بٹھایا جاسکتا ہے۔ لیکن بکری اور بھیڑیے کو ایک جگہ جمع کر کے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ چاہل اودال ملا کر ایک تیسری چیز بنائی جاسکتی ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہر دو چیزیں مل کر تیسری چیز کے وجود کی مفید ہوتی ہیں اور ان دونوں کی ہستی تنہا جو فائدہ پہنچا سکتی تھی یہ مرکب اس سے زیادہ منافع ہو سکتا ہے۔ بیشک جہاں مضادہ و منافات ہوں وہاں یہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اور جہاں یہ ہر دو مل ایک ایک چیز تنہا جیسا کام دے سکتی ہے جمع کرنے سے وہ بھی باطل ہو جاتا ہے ایک خرمین کو آگ کے ساتھ جمع کیجئے تو ان دونوں کے مٹنے سے کوئی کارآمد ہستی نہیں پیدا ہوگی بلکہ غلہ کی کارآمد ہستی بگڑ جائے گی اور وہ خاکستر ہو جائے

گا اس لئے ہمیں سب سے پہلے یہ تحقیق کر لینا ہے کہ جن دو فردوں کو ہم ملا رہے ہیں ان کا ملنا کوئی اچھا نتیجہ رکھتا ہے یا یہ ملاپ ان دونوں کی یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی ہستی کو فنا کر ڈالنے والا ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ اتحاد میں بلند آہنگیاں کی گئیں اور جمعیت العلماء کے جبری فاضلوں نے ہندوؤں سے وعاہدہ اتحاد کے جواز پر آیات پڑھنا شروع کر دیں۔ اور آیات قرآنیہ کو اپنے مدعا کیلئے بے محل پیش کیا باوجودیکہ قرآن پاک میں صراحت تھی کہ یہ اتحاد ممکن نہیں اور اس کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں تباہ کن ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَاغُتِهِمْ مِثْرًا وَهُمْ يَتَّخِذُونَ** اے ایمان والو اپنے پیروں کو راہزنہ بناؤ (کیا پاکیزہ اور کارآمد نصیحت تھی کاش ہم عمل کرتے) **لَا يَتَّخِذُونَ مِثْرًا خَيْرًا لَّكُمْ** وہ تمہاری نقصان رسائی میں درگزر نہ کریں گے (ملاحظہ فرمائیجئے ایسا ہی ہوا) **وَدَّعَا مَا مَنَعَتْكُمْ** تمہاری ایذا رسائی ان کی آرزو ہے۔ (اب تو تجربہ ہوا)

**قَدْ بَدَأَ الْفِتْنَةَ مِنْ آتُونَا وَحَرَّمَ** ان کی دشمنی ان کی باتوں سے ظاہر ہو چکی زیادہ کہ گندمی کا قول کہ ہندو بزدل نہ ہیں، اور یہ قول کہ ہندوؤں کا عقیدہ انگریزوں کی تلوار کے نیچے دبا ہوا ہے ورنہ گائے بزور شمشیر چھڑائی جاسکتی ہے) **وَمَا تَحْنُوْا صَدُوْرَهُمْ** انگریز اور جو ان کے سینے چھپا رہے ہیں وہ اور بڑا ہے (اب دیکھئے جو اس وقت سینوں میں چھپی ہوئی تھی وہ کیسی بڑی نکلی اب ہزار مسلمانوں کا خون کر کر بھی کچھ جاؤ تو غنیمت) **قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ** ہم نے تمہارے لئے نشانیاں واضح کر دیں اگر تم عقل کو دیکھو اگر اس وقت آپ کہہ نہ سچے ہندوؤں کی محبت ہی کے گیت گاتے رہتے کہتے آپ عاتلوں میں تھے یا نادانوں میں اب تو عاقل بنو) **هَآ اَنْتُمْ اَوْ تَوَّابِعُوْا نَهُمْ** یہ تو تم ہو کہ ان سے محبت کرتے ہو (اور ان کی محبت میں اپنے حقیقی بھائی مسلمانوں کو چھوڑتے ہو اور دین اسلام کے شعار ترک کرتے ہو اور اپنے کو لالہ اور پندت تک کہہ لاتے ہو) **لَا يَخْبُؤُكُمْ** (اور وہ تم سے محبت







قریب آٹھ گنے زیادہ ہیں نہ ان میں نظم ہے نہ ارتباط نہ کبھی ان کی کوئی آل انڈیا کانفرنس قائم ہوئی نہ اپنی شیرازہ ہندی کا خیال آیا انہیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی ہمت ہی نہیں اگر کبھی اپنی دوستی کا خیال آیا تو اس سے پہلے اغیار پر نظر گئی اور یہ سمجھا کہ وہ شامل نہ ہونے تو ہم کچھ نہ کر سکیں گے باوجودیکہ اگر صرف یہی باہم متحد ہو جائیں اور چھ کروڑ کی جماعت میں نظم قائم ہو تو انہیں ان کی کچھ حاجت ہی نہیں بلکہ اس وقت ان کی شوکت دوسرے فرقوں کو ان کی طرف مائل ہونے پر مجبور کرے گی اور یہ اختلافات کی مصیبت سے بچ کر اپنے اتحاد و انضمام میں کامیاب ہو سکیں گے۔ لیکن افسوس تمام چھوٹے چھوٹے قبیل اتحاد فرقوں نے اپنے اپنے حدود و محفوظ کر لئے اور اپنی شیرازہ ہندی و اجتماع سے دنیا میں اپنی ہستی اور زندگی کا ثبوت دے دیا۔ بغیر ملک میں ان کی آوازیں پہنچے گیں مگر چارے نئی حضرات کے دل میں جب کبھی اتفاق کی آنگلیں پیدا ہوئیں تو انہیں اپنی سے پہلے مخالف یا داسے جرات دن اسلام کی بجلی کے لئے بے چین ہیں۔ اور سینوں کی جماعت پر طرح طرح کے حملے کر کے اپنی تعداد بڑھانے کے لئے مضطرب اور مجبور ہیں۔ ہمارے برادران کی اس روش نے اتحاد و اتفاق کی تحریک کو بھی کامیاب نہ ہونے دیا کیونکہ اگر وہ فرقے اپنے دلوں میں اتنی گنجائش رکھتے کہ سینوں سے مل سکیں تو علیحدہ ڈیڑھ اینٹ کی تعمیر کے نیا فرقہ ہی کیوں بناتے اور مسلمانوں کے مخالف ایک جماعت کیوں بناتے وہ تو حقیقتاً مل ہی نہیں سکتے اور صورت مل بھی جائیں تو فنا کی مطلب کے لئے ہوتا ہے جس کے حصول کے لئے ہر دم پیش رفتی جاری رہتی ہے۔ اور اس کا انجام جدال و فساد ہی نکلتا ہے۔ یہ تو تازہ تجربہ ہے کہ خلافت کمیٹی کے ساتھ ایک جماعت جمعیتہ العلماء کے نام سے شامل ہوئی جس میں تقریباً سب کے سب یا بہت سے زیادہ وہابی اور غیر مقلد ہیں تاہم کوئی دوسرا شخص ہو تو وہ اس جماعت نے خلافت کی تائید کو تو عنوان بنایا۔ عوام کے سامنے نمائش کے لئے تو یہ مقصد پیش کیا۔ مگر کام اہل سنت کے بعد اور ان کی بیگینی

کا انجام دیا اپنے مذہب کی ترقی اس پر وہ میرے پاس جناب مولانا مولوی احمد مختار صاحب صدر جمعیتہ العلماء صوبہ بمبئی کا ایک خط آیا ہے جو انہوں نے مدارس کا دورہ فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں کہ وہابی اس صوبہ میں اس نوی دوپہر سے جو ترکوں کے دردناک حالات بیان کر کے وصول کیا گیا تھا اب تک دولہ کے تقویٰ الامان چھاپر مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ اب بتائیے کہ ان جماعتوں کا ملانا زنداؤں و دوسرے خریدن ہوا یا نہیں اپنے ہی دوپہر سے اپنے ہی مذہب کا نقصان ہوا۔ المیزان دوسرے فرقے بہت سے کسی طرح نہیں مل سکتے ملیں تو دھوکا ہے جس سے ہمیں اور ہمارے مذہب کو سخت ضرر و نقصان پہنچتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہنا بڑا نقصان ہے کہ ان کی بدلت کروڑوں سنی چھوٹ جاتے ہیں جو ان کے شامل ہونے کی وجہ سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ مگر اب تک یہی رہا کہ سینوں کی کثیر تعداد کو چھوڑا گیا اور ان مختلف فرقوں کے ملائے کی کوشش کی گئی جس میں مختلف قسم کے درندے ہیں کہ ان کے جمع کرنے سے بگڑ فتنہ اور فساد کے ہکھ حاصل نہیں۔ اتفاق کی کوششوں میں ناکامی کا اصل راز یہی ہے اور اسی وجہ سے حامیان اتحاد سات کروڑ مسلمانوں کے اجتماع سے اب تک محروم رہے بشریعت طاہرہ نے ان گراہ فرقوں کے ساتھ اتحاد کی اجازت نہیں دی بلکہ ان سے جدا رہنے اور اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے۔ حدیث : قَالَ السَّبُّ مَثَلُ اللَّهِ غَلِيْبٌ وَسَمٌ مِّنْ وَقَسٍ صَاحِبٌ يَذْعُ فَتَقْدَ اَتَمَّكَ عَلَى هَذِهِ اَلْاِسْلَامِ جو عیسٰی کی تائید کرے وہ اسلام کے دشمنانے پر مدد کرتا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے لَا تَجَاسُّوا هُمْ وَلَا تُشَارِكُوهُمْ وَلَا تَعْدُوهُمْ۔ اُن کے ساتھ مجالست و ہم نشینی نہ کرو نہ ان کے ساتھ ملاکت و مشارکت کھانا پینا کرو۔ ایک اور حدیث میں ہے مَنِ جَاهَدَ هُمُ يَبِيدُ وَ هُمُ يَبِيدُوْنَ وَ مَنِ جَاهَدَ هُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَ مَنِ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَ مَنِ جَاهَدَهُمْ بِسُلْطَانِهِ فَهُوَ كَافِرٌ اَوْ يَمَانٍ كَذِبَةٌ هَذَا ذَلِيلٌ۔ جس نے ان سے اپنے ہاتھ سے



جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے اُن پر اپنی زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے اُن پر اپنے دل سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور اس کے ماسوا رانی کے دائرہ برابر ایمان نہیں۔  
قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: **تَقْعُدُوا نَظِيرًا تَقْعُدُوا نَظِيرًا** مع النعمان الطيبين  
یاد آنے پر ظالم قوم کے ساتھ مت بیٹھو تفسیر احمدی میں ہے **ات النعمان الطيبين**  
**تَقْعُدُوا نَظِيرًا** و **النفاق** و **الفاج** و **الفجور** مع **تَقْعُدُوا نَظِيرًا**  
کہ قوم ظالم بدعتی فاسق فاجر سب کو عام ہے اور سب کے ساتھ ہم نشینی ممنوع ہے۔  
علاوہ بریں حد ہاں خصوص سے بھراحت ثابت ہے کہ فرق ضالہ اور مبتدع کے ساتھ  
اتفاق و ارتباط مروج و ناجائز ہے۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پردہ فرماتے کا وقت  
اسلام پر ایسا نازک وقت تھا کہ پھر ایسا نازک وقت قیامت تک کبھی نہ آئے گا جو  
حضور اقدس کی مفارقت آنا بڑا صدمہ تھا جس نے صحابہ میں تاب و توان باقی نہ چھوڑی  
تھی شب و روز رونا اور بغیر رونا کا معمول تھا استیلائے غم کی یہ کیفیت کہ رفقاء  
سامنے آنکھیں سلام کریں اور انہیں مطلق ٹھہر نہ ہو و ہر دشمنان اسلام نے سمجھ لیا کہ آپ وقت  
ہے وہ تیغ و سناں سنبھال کر تیار ہو گئے دنیا کے تمام کفار اسلام کے ساتھ عداوت کی  
موجیں مار رہا دل سینوں میں رکھتے تھے غیظ و غضب میں آپ سے باہر ہو گئے اس وقت  
ایک جماعت نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اسلام نو عمر ہے اُس کے مری پیشوا نے  
ابھی پردہ فرمایا ہے۔ رفقاء غم سے بیتاب ہیں دشمن شمشیر بکث ہیں اس سے بڑھ کر اور  
کیا نازک وقت ہو گا اُس وقت صدیق اکبر یا ایسی پر عمل نہیں کرتے کہ سب کو ملا لیں یا غلام  
کاروں پر صبر کر کے خاموش رہ جائیں اور دشمنوں کی قوت کے اندیشہ سے کسی سے کوئی باز پرس  
اور وارو گیر نہ کریں۔ بلکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا جانفشانی اُس حالت سے ذرا  
مرعوب نہیں ہوتا اور نہایت ہمت و استقلال اور جرأت و شجاعت کے ساتھ اس قوم  
کے خلاف جہاد و قتال کا اعلان فرما دیتا ہے جس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا اس کا

یہ اثر ہوتا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قوم پر غلبہ حاصل ہونے کے  
ساتھ کفار پر بھی اقتدار حاصل ہوتا ہے اور خلیفہ رسول کا یہ استقلال ان کی ہمتیں توڑ  
دیتا ہے۔ آخر کار صحابہ کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اور واقعات ثابت کرتے ہیں کہ خلیفہ رسول  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس فیصلہ میں حق پر ہیں تو کج مسلمان طاہرہ اور پیشوا  
کا اتباع چھوڑ کر ان کے خلاف راہ چل کر کس طرح منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں جس چیز  
کو شریعت نے ناجائز کیا اس سے کوئی فائدہ کیونکر مقصود ہو سکتا ہے اور کوئی موافق مدعا نتیجہ  
کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ لہذا اتفاق کی کوشش کے لئے ہمیں سب سے پہلے اس اصل  
اعظم کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ہمیں اہلسنت کے ساتھ اتفاق کرنا اور انہیں ایک رشتہ  
میں مربوط کر کے اُن کی مشترکات کو یکجا کر لینا ہے یہی ہمیں مفید ہے اور خدا میسر کرے اور  
ہم اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو آج سات کروڑ مسلمانوں کی کثیر تعداد ایک متحدہ  
قوت نظر آئے اور دوسرے چھوٹے چھوٹے فرسے اس کی شوکت و قوت دیکھ کر خجہ و اس  
میں ملنے کی کوشش کریں اور ہماری اکثریت انہیں مفسدہ خیالات سے باز آنے پر مجبور کر  
دے۔ اور حقیقی اتحاد اور اُن کے نفیس برکات دنیا کی قوموں کو نظر آجائیں۔ اس لئے سب سے  
پہلے یہ اصل اعظم مد نظر ہونا چاہئے۔ اب میں اُن اختلافات پر بھی تھوڑی بحث کرنا چاہتا ہوں  
جن سے چشم پوشی کرنا اتفاق کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔

## تفرقہ اقوام

مختلف مذاہب ملا کر ہرگز ایک نہیں کئے جاسکتے مذہبی جذبات کو باہم کل نہیں  
کسی قوم کا اپنے مذہبی خصوصیات و امتیازات کو آپ کے اتفاق پر فدا کر دینا بالکل ناممکن  
ایسی ناممکن بات کہ لئے تو بلکہ کوششیں کی گئیں وہ اختلافات جو مسلمانوں کے شیرازہ  
کو درہم برہم کرتا ہے اور جس کی بنیاد بکبر و مغرور اور حسد و خود غمائی کی زمین میں رکھی



گئی ہے اس کو دور کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی گئی مسلمانوں کے درمیان  
شریعت طاہرہ نے عقائد اعمال سے تو امتیاز قائم کیا ہے لیکن پیشہ اور حرفت نسبت  
کو ذریعہ جہال نہیں بنایا، آج ایک مسلمان جو بد مذہب بنے دین کا فرنگ کے لئے آغوش  
محبت دے رکھا ہے اپنے حقیقی بھائی سے ملنے کے لئے تیار نہیں اگر وہ بھڑی بھٹی ہے  
یا کپڑا بلبلیت تو مسلمانوں کو مختلف قوموں میں تقسیم کرنا اور ان میں عقائد و نفرت  
کی شکایوں سے دیکھنا وہ مسلم کریں تو تیوری میں بل والنا اتفاق کے لئے سم قاتل ہے  
اور جب تک یہ خصلت موجود ہے اس وقت تک اتفاق کی طبع سعی نامحاصل ہے۔  
اسلام کی تہذیب کو الاکب پیشہ اور حرفہ اور شان و صورت اور نسب و نام پر نظر ڈالتا ہے  
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی حبیب کو بلال حبشی کے قدموں پر شاکر کر دیتے ہیں اور یہ  
عام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں منکر رسائی سے محروم رہتے ہیں جو عربوں کے ساتھ  
بیٹھنے میں عداوت تھے مگر مسلمانوں نے ہندوستان میں آکر ہندوؤں کی خصلت اختیار کی جیسے  
ان میں قوی تفرقت تھے۔ اور وہ چھوٹی قوموں کو کتوں سے زیادہ ذلیل جانتے ہیں۔ لکن ان  
کے چوکے میں اچھائے تو چوکا ناپاک نہ ہو گا مگر چھوٹی قوم کا آدمی چمکے میں آنا اور کن داس قابل  
بھی نہیں کہ بیچ انہیں منہ دکھا سکے سفر کے وقت دھوئی کا سامنے آنا ان کے اعتقاد میں سفر کی  
ناکامی کی دلیل اور فال بد ہے اسی کی نفی مسلمان کر رہے ہیں کہ پابند شریعت راجہ عقیدہ  
مسلمان عزیزت و اللہ اس کی وجہ سے ذلیل و خوار سمجھے جاتے ہیں ان کا نام کہیں لکھا جاتا  
ہے، ان کو مجلس بلکہ بعض انسانی حقوق تک سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ان  
نخوت شمار کا حق ان اسلامی بھائیوں کے دلوں پر لوک نشتر سے زیادہ المناک گھاؤ کرتا  
ہے ان کا دل اس بڑا ٹوٹے چھٹ جاتا یہ انہیں حقیر و ذلیل دیکھتے ہیں وہ ان سے ٹوٹ جاتے ہیں  
نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کے دلوں میں ان کی ہمدردی نہیں رہتی قرآن پاک میں ارشاد ہوا  
وَ اَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰى كُمْ لَمْ يَمُنْ زِيَادَہ كَرَامَتِ وَاللّٰہُ كَرَمٌ

تمہارا بڑا پرہیزگار ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا اِنَّ اَزَلٰیٰنِیْ اِلَّا اَمْتَقُوْا  
میرے اولیاء میرے دوست صرف پرہیزگار ہی ہیں۔ قرآن پاک تو پرہیزگاروں کو  
اشرف اکرم خدا کا دوست اس کا ولی بتاتا ہے مگر آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ  
خدا کے پرہیزگار متقی نیک بندوں کو ان کے حرفہ اور پیشہ کی وجہ سے کہیں اور ذلیل کہتے ہیں  
اور فاسقوں فاجروں کو بدکاروں رشوت لینے اور سود کھانے والے ظالموں کو شریف  
مان لیتے ہیں اقوام کے یہ تفرقہ اور اہل حرفت کو عقابت کی نظر سے دیکھنا مسلمانوں کے اجماع  
و اتحاد کے لئے زہرِ مہل ہے اگر آپ اجتماعی قوت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جماعتی طاقت  
سے زیادہ دوست ہو کر دنیا کی قوموں میں عزت و وقار کی زندگی آپ کا مقصود ہے تو اپنے  
چھوٹوں کو بڑھا دیں، چھوٹوں کو عیسائی گروں کو اٹھائیے، ہمارا ہر بھائی خواہ وہ کوئی پیشہ  
کرتا ہو ہماری نگاہ میں دنیا کے مہجوروں سے زیادہ عزیز اور پیارا ہے اس کو دیکھتے ہی  
ہمارا چہرہ شگفتہ ہو جانا چاہئے کہ کس قدر انہوں نے ہمارے ایک مسلمان کے پاس دوسری  
قوم کا کوئی شخص آتا ہے تو وہ اس کا اکرام اور اکرام میں یہ مہالو کرتا ہے کہ اپنی جگہ اس کیلئے  
چھوڑ دیتا ہے لیکن اگر ایک عزیز مسلمان اس کے پاس پہنچتا ہے تو اس کو ان کی مجلس  
میں ماریابی حاصل نہیں ہو سکتی، اپنی قوم کو جو قوم اختیار سمجھتی ہو اور اختیار کے ساتھ لگانوں  
سے زیادہ سلوک کرتی ہو وہ کس طرح دنیا میں کامیاب زندگی بسر کر سکتی ہے۔ ہمیں تو یہ  
کرنا چاہئے اور اس منافرت کو جلد سے جلد دور کرنا چاہئے جو ہماری برہادری کا باعث  
ہے اگر آپ اپنے چھوٹوں کو سینہ سے لگائیں گے تو آپ کو سراور آکھوں پر بٹھائیں گے  
اگر آپ ان سے محبت کا برتاؤ کریں گے۔ تو وہ آپ پر دل و جان قربان کر دیں گے حرفہ اور  
پیشہ کو ذیل نہ سمجھو یہ ہماری کامیابی کا راز ہے۔ اگر آج ہم میں یہ بات نہ ہوتی تو ہم میں صدر لگا کر  
اور چور اچکے بھی نہ ہوتے۔ پیشہ کرنا محیب قرار دیا جاتا ہے اس سے شرم آتی ہے تو لوگوں کی اور غلامی  
کی زندگی اختیار کرتے ہیں لوگوں کی اور خدمت گاری میں نہیں آتی تو چوری اور گداگری کے سوا چار ہی کیلئے۔



خدا را ہوش میں آؤ اور تباہ کر ڈالنے والے عذوب ترک کرو۔

## باہمی سلوک

اس کے علاوہ مسلمانوں کے باہمی سلوک اس قدر خراب ہیں جو ان کا شیرازہ دستہ نہیں ہوتے دیتے جو عنایتیں اور محبتیں اپنے بھائیوں کے ساتھ لازم تھیں وہ سب اغیار کے لئے بے منت حاضر ہیں دوسرے کی دعوت اور اپنے درگزر ایک ایسی چیز ہے جو کریم النفس آدمی کی بہترین خصلت شمار کی جاتی ہے چھوٹی سی غلطی دینے دوسرے کی غلطی یا زیادتی سے چشم پوشی کر کے اخوت و محبت کو محفوظ رکھنے اور غیظ و غضب کی آگ میں اس و محبت کا سرمایہ نہ چھوٹے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مسلمانوں میں یہ صفت نہیں ہے عفو و درگزر و فروگزاشت کی خصلت ان سے کنارہ کر گئی ہے۔ ایسا نہیں یہ خصلتیں سب ہیں اور ضرور ہیں اور دنیا کی قوموں سے نالہ ہیں لیکن بے غل صرف ہوتی ہیں عفو و درگزر ہندوؤں کے ساتھ صرف کی جاتی ہے یہاں تک کہ خون معاف کر دیئے جائیں لوٹ مار تاخت و تاراج سے چشم پوشی کر لی جاتی ہے اور حد سے گزر کر یہاں تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے کہ جو شخص محبت میں مذہبی حقوق سے دستبرداری کر لی جاتی ہے مدہ ظلم کرتے ہیں اور یہ عاشق ناز بردار کی طرح اس کو خوش دلی سے برداشت کرتے ہیں اور اعلان کر دیتے ہیں کہ تم جتنے ظلم کر دو ہم کبھی تم سے پھرنے والے نہیں ان کے لئے ان کی خوش محبت دہی رہتی ہے لیکن حقیقی بھائی سے تن جاتے ہیں تو ایک پرناے پر چار انگشت زمین پر مقدمہ چل پڑتا ہے اور ہائی کورٹ سے ادھر ختم نہیں ہوتا کوئی پہچایت اس کوٹے نہیں کر سکتی حد بانظیر ہیں کہ دو بھائی ایک درخت پر لڑے اور ریاست ہندوؤں کے پاس پہنچ گئی دونوں نادر ہو گئے مگر اب ریاست کی جگہ باہمی عداوت ہے دولت کھو چکے تو ہر ایک دوسرے کی آبرو کے درپے ہے خود کچھ نہیں کر سکتے

تو چاہتے ہیں کہ دوسروں ہی سے بھائی کو ذلیل کر دیں۔ اب ان اغیار کو جزا ہوتی ہے۔ اور خود یہ بھائی صاحب بھی اغیار کی نظر میں وہی حیثیت رکھتے ہیں۔ مال بھی گیا دونوں کی آبرو بھی گئی اس طرح مسلمان اپنے سرمایہ اور اپنی آبرو کھو چکے ہیں۔ مگر انہوں کوئی تباہی موجب عبرت نہیں ہوتی۔ کوئی مصیبت بیدار نہیں کر سکتی اگر اتفاق کی خواہش ہے تو طبیعتوں کے طیش کم کیجئے عفو پر اختیار پیدا کر کے آپس میں درگزر اور فروگزاشت کی عادت ڈالیے اور اگر آپ کو اپنی طبیعت پر قابو نہ ہو تو اپنے معاملات و بندار مسلمانوں اور یاروں کے عالموں کو آغوش کیجئے اور ان کے فیصلہ پر کہ درحقیقت وہ شرع مطہر کا فیصلہ ہو گا ضمانت ہو جائے اور نزاع ختم کر ڈالیے۔ مسلمانوں کی شایعت میں دوسرے مسلمانوں کو مصالحت کی انتہائی کوشش لازم ہے اگر وہ مسلمان آپس میں لڑیں تو چاہئے کہ اس درو سے علی کا غلہ بے چین ہو جائے اور جب تک ان میں صلح نہ کرانے چین سے نہ بیٹھے۔

## باہمی اصلاح کی تدبیر

نانک پابندی کو جماعتوں میں حاضر ہوا اس سے تمہیں اپنے بھائیوں کے ساتھ ملنے اور ان کے حالات و دیانت کرنے کا موقع ملے گا اور باہمی محبت زیادہ ہوگی اس پر جو قہر اجتماع میں یہ ملنا رکھو کہ اگر علی کے کسی مسلمان کو دوسرے سے ادنیٰ شکایت ہو تو دوسرے مسلمان درمیان میں پڑھ کر اس کو فوراً رفع کر دیں اور اس کے لئے اپنے تمام اثر کام میں لائیں۔ ہر مسلمان دوسرے کا خیر خواہ مدارج شناس بھی ہوا اور محاسب بھی اپنے بھائی کی ہر طرح حفاظت کرے دوسروں کی نظر میں ذلیل نہ ہونے کے لئے کسی جہی میں مبتلا پائے تو پوری قوت سے بچائے اخلاق دباؤ اور محبت کی تاثیر وہ کام کرتی ہے جو سخت ترین سزاؤں سے نہیں نکل سکتا۔ سمجھانے کے لئے محبت کے لہجے اور خوشگوار طرز گفتگو کو اختیار کرو وہ انداز کلام بالکل ترک کرو جو دوسرے کو ناگوار ہو۔ تمہاری زبانیں شیریں ہوں۔ تمہاری باتیں پیاری ہوں تمہارا لہجہ مل



محبت پیدا کرنے والا بڑی وہ تعلیم ہے جو اسلام دیتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے  
 اَلْمُسْلِمُ مَنْ صَلَّاهُ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لَيْسَ بِهٖ عَصْرٌ اَقْدَسُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ و  
 السلام فرماتے ہیں مسلمان وہ ہے جس کے بارے میں اور زبان سے مسلمانوں کو ایسا نہ پہنچے دوسری  
 حدیث شریف میں ارشاد فرمایا قُلْتُ هَا الْاِسْلَامُ هَا الْاِسْلَامُ هَا الْاِسْلَامُ هَا الْاِسْلَامُ  
 وَ الصَّلَاةُ حضور سے دریافت کیا گیا اسلام کی شان کیا ہے فرمایا نمرش کلامی اور  
 میزبانی ایک اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا اَنْ تَحِبَّ لِلنَّاسِ اَنْ يَحِبُّوا لَكَ  
 لِنَفْسِكَ وَ تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ یعنی فضاہل ایمان میں سے ہے کہ تو  
 اور لوگوں کے لئے وہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور دوسروں کے لئے گوارہ  
 نہ کرے جو اپنے لئے گوارہ نہ ہو ایک اور حدیث میں وارد ہوا - اَنْ تَلْقَ اَخَاكَ  
 بِوَجْهِ طَلِيْقٍ اپنے بھائی سے ملے تو کشادہ روی کے ساتھ اسلامی اخلاق  
 پیدا کیجئے۔ اس خوشیوں میں بس حاشیے تو آپ بھول کی طرح سر چڑھائے جائیں گے  
 اوریوں اتفاق کے خالی بیکھر تھوڑی دیر کی راہ واہ اور زینتِ ہر دم کے سوا کچھ نفع نہیں دیتے۔

### مساجد کی انجمنیں

اب ضرورت ہے کہ ہم مساجد کی جماعت کو اپنی بہترین انجمن سمجھیں اور اس میں  
 شریک ہو کر آپس کی محبت بڑھائیں بتو وہ اخلاقی پسندیدہ خصائل پیدا کر کے عملاً اتحاد و اتفاق  
 کو نشوونما دیں۔ امام ہمارا صدر مجلس ہو تمام نمازی ادا لیکن انجمن ہر تن واحد کے اعضاء کی  
 طرح باہم مربوط اور ایک دوسرے کے ہمدرد و مددگار اور معین و مددگار ہوں۔ اپنی  
 درستی اور اپنے بھائیوں کی اعانت ہماری انجمن کا مقصد ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ اسلامی شریعت  
 کا لطف آجائے مسجدوں میں جماعتوں کے بعد اس پر غور کیا جائے کہ علامہ کاکون کون  
 شخص نماز کے لئے حاضر نہیں ہوتا اس کو حاضر کرنے کی کوشش کی جائے اور مہملہ کا ہر شخص

اس سے ملے اخلاق و محبت کے ساتھ مسجد میں حاضر نہ ہونے کا سبب دریافت کرے  
 اور عدم حاضری انظارِ افسوس کے ساتھ محبت آمیز لہجہ میں پابندی جماعت کی درخواست  
 کرے اور یہ عمل جاری رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو پابندی کی توفیق دے مگر یہ  
 ملحوظ رہنا چاہئے کہ اس ترغیب میں اپنی تعلی و تفوق اور اس کی حقارت کا پہلو نہ نکلتا ہو۔  
 اماموں کی عظمت کی جائے۔ غلطی کے رہنے والے اپنی شادی و طہنی کے کام باہمی مشورہ  
 سے کریں۔ اور مہملہ کا ہر شخص اخلاص کے ساتھ دوسرے کی شرکت و امداد کرے محبت  
 اور برادری کو قائم کر دی جائے کہ یہ اتفاق و عداوت کی بنیاد ہے۔ ہر مسلمان اپنے مذہبی فرائض  
 ضروریات زندگی میں سب سے اہم و افضل سمجھے۔

### اغیار کے ساتھ ہمارا برتاؤ

اس موقع پر میں یہ بھی صاف کر دینا چاہتا ہوں کہ دیگر مذاہب مختلف فرقوں  
 اور دوسرے دین والوں کے ساتھ ہمیں کس طرح برتاؤ کرنا چاہئے۔ اس وقت ہمیں اپنا  
 درستی اور اپنے تحفظ کی فکر دامن گیر ہے ہماری تمام کوششیں اسی امر پر مبذول ہیں کہ  
 ہم اپنی بگڑی حالت کو بنالیں اور اپنی روز افزوں فلاکت کے سیلاب کو کسی طرح روکیں۔  
 ہمیں جس طرح بھی ممکن ہو امن کی زندگی بسر کرنا چاہئے جھگڑے اور نزاع کا جس راہ میں  
 خطرہ اور اندیشہ ہو اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ مسلمان اس کے حامی ہیں۔ خدا کا شکر  
 جہاں تک مجھے علم ہے کہ اب تک مسلمان ہند کے ہر مقام پر امن کے حامی رہے ہیں اور  
 کہیں ان کی طرف سے فساد نہیں ہوا۔ واقعات پر سچے رعایت رائے قائم کرنے والے ہند  
 بھی اس سے متفق ہیں۔ گو بعض ہندو پرست لیڈر جن کی زبانی ہندوؤں کا خریدنا ہوا پرلپس ہے  
 مسلمانوں کو بے وجہ مورد الزام قرار دے اور ان پر وہ غلطوبے بنیاد الزام لگائے جو  
 ہندوؤں نے سحر جی حلوں کے ساتھ تعلیمی اور زبانی حلوں کے طور پر مسلمانوں پر کئے ہیں اور جو اصل



واقعہ کے خلاف اور بعض بے اصل ہیں نہیں نے اپنے مقصد تک تحقیقات بھی کی اور فساد کے مقامات پر خود بھی اس عزم کے لئے گیا اور اپنے عزیز قائم مقاموں کو بھی بھیجا جہاں تک تفتیش و تحقیق کے ذرائع میسر آ سکے جن کو لگائی بھی ثابت ہو کہ مسلمان جنگ کے لئے تیار نہیں تھے اور انہوں نے لڑائی نہیں لڑی۔ ہندوؤں نے پوری تیاری اور کما دگی کے ساتھ رائے اور مشورے کو کے ایک منظم مقابلہ کی تیاری کے بعد مسلمانوں پر حملہ کیا اور چونکہ وہ کام ایک مشورت کے ساتھ ہوتا تھا ان کی مجلس اس کام کے لئے ایک وقت معین کر لیتی تھیں اسی وقت تمام شہر میں مختلف مقامات پر ہندوؤں کے محلے شروع ہو جاتے تھے اور ہر مسلمان بلالہم اور واجب القتل سمجھا جاتا تھا۔ مسافر بچے۔ عورتیں۔ بوڑھے کمزور بہادری کی مشق کے لئے سورماؤں کے تیر ستم کا نشانہ ہیں۔ مسلمان ایسے اچانک حملوں کی مدافعت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لامحالہ مسلمانوں کو جانی مالی ہر طرح کے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہندو چونکہ پیٹے سے تیار ہیں حملے کرنے سے پہلے ہی قانونی کا دعویٰ کرنے کے لئے ان کی ایک مستقل جماعت تیار رہتی ہے۔ وہ مارے بھی ہیں اور مسلمانوں کو مقدمہ میں ناخود بھی کرا لیتے ہیں۔ طبقہ لہڑا ان قوانین کا حق تک ادا کرنا فرض ہی جانتا ہے اس کے علاوہ سودی قرض دباؤ میں یہ وہ مسلمانوں کے خلاف جھوٹی شہادتیں دے کر مسلمانوں کو بھروسہ کیا کرتے ہیں ہندوؤں کے اصرار ستم ایجاد و خونخواروں کو مظلوم اور بے گناہ مظلوم مسلمانوں کو جفا کار ثابت کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں اور یہ ان کا قلمی حملہ ہوتا ہے ہندوؤں کی ہر ایک جماعت مسلمانوں کو ختم کر ڈالنے کے خیال میں وقف ہو گئی ہے۔ جسے لٹھ چلانا آتا ہے وہ لٹھ سے جو آتشیں اسلحہ رکھتا ہے وہ ان سے جو جھوٹی شہادت دے سکتا ہے وہ اپنی زبان سے جو حکام میں ہے وہ غلط بیانیوں اور جھوٹی شکایتوں سے قانون پیشہ مفت و کالت سے اہل قلم اور ایدھ خلاف واقع خبروں اور شور و انگیز مضمراتوں سے ہندوؤں کی چہرہ و دستی اور سمگاری انتہا تک پہنچا دینا چاہتے ہیں اور اس کو اپنے مذہب کی و اہل مذہب کی بہترین خدمت سمجھتے ہیں اس مذہب کی جس

کی دوکان کا نمائش سائن بورڈ اپنا (بے آزادی) ہے۔ مسلمانوں کا حکام رس طبقہ کچھ ہندوؤں کے میل جول رعایت مروت سے کچھ ان کی اکثریت و قوت کے رعب سے کچھ اپنی مالی کمزوری سے ہندوؤں کے خلاف مسلمانوں کی تائید میں حکام تک بچے واقعات پہنچانے سے بالکل مجبور ہے۔ وہ عام مسلمانوں کے ساتھ اپنی بے تعلقی کا اظہار اور مصیبت ستم رسیدہ عزیہوں کے درد و کھ کا بیان اپنے لئے خطرہ آہو سمجھتا ہے۔ مسلمانوں کی منہ لو کیا مقدمات کی پیروی کریں کالی عنایت نے کر بھی بے پروائی کر جاتے ہیں اور اپنی بد اظہاروں سے ستم کش تباہ شدہ مسلمانوں کو اور زیادہ پریشان کرتے ہیں بعض کوئی صورت نہیں ہوتی کہ مسلمان قانون سے بھی فائدہ اٹھا سکیں اور حکومت کی حمایت بھی کچھ ان کے کام آ سکے ایسی مجبور قوم کیا لڑائی کا ارادہ کرے گی۔ اور کیا اس میں جنگ کی اُمکیں پیدا ہوں گی اس کو ہندوستان کی رہنے والی تمام قومیں جانتی ہیں کہ فساد انگیزی میں مسلمانوں کا ذرا بھی حصہ نہیں لو کہ ملک کے لیڈر (جو ہندو یا ہندو پرست ہیں) مظلوم اور پامال ستم مسلمانوں کو مجرم قرار دیں مگر حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ہر گز لڑائی کے موقعوں سے طرح دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کے تمام تیو مار نہایت اطمینان کے ساتھ ادا ہو جاتے ہیں کوئی مسلمان کہیں مزاحم نہیں رہتا۔ لیکن جب مسلمانوں کی کوئی تقریب آتی ہے تو ہندو جھگڑے پیدا کرنے کے لئے خلاف معمول نئی نئی رسمیں نکالتے اور شور و شین پھیلاتے ہیں۔ ہندوؤں کے معاہدہ کے سامنے مسلمان کہیں کوئی شرعاً نہیں کرتے۔ ان کے کسی کام میں دخل نہیں ہوتے لیکن مسجد کے سامنے سنگھ اور بابے بجا کر فساد کی بنیادیں پیدا کی جاتی ہیں۔ ان تمام واقعات سے یہ حقیقت ناقابل انکار ہو جاتی ہے کہ ان خونریزیوں میں مسلمانوں کا قصد و ارادہ بالکل شامل نہیں ہے۔ یہ تنہا ہندوؤں کے جوش غضب کا نتیجہ ہے مگر اس کے باوجود یہیں پھر برادران اسلام سے یہی عرض کرتا ہوں کہ وہ امن پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں اور اپنے آپ کو جنگ سے بچانے کی پوری کوشش کریں۔ اس وقت جنگ میں مصروف ہو جانا بھاری قومی اور مذہبی



زندگی کے لئے نہایت خطرناک ہے ہیں جہاں تک ممکن تھا اور جس طرح ممکن ہو لڑائی کے موقعوں سے طرہ دینا چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں اپنے جان مال دین ملت کے تحفظ کے لئے ان کی چالوں سے ہوشیار و آگاہ بھی رہنا چاہئے اور یہ سمجھتے رہنا چاہئے کہ دشمن موقع کی تاک میں ہے اور موقع مل جائے تو وہ ہمارے ساتھ کسی کرنے والا نہیں ہم اپنے آپ کو اُس موقع سے بچاتے رہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ زمانہ کی طرح دشمنوں پر اعتماد کیا جائے اپنی ہاک ان کے ہاتھ میں دے دی جائے اپنی کشتی کا خدا مال کر اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں موت کے منہ میں ڈالا جائے آنکھیں بند کر کے ان کی تقلید کرنے لگیں جس راہ وہ ہیں سے چلیں ہم وہ راہ چل کھڑے ہوں۔ ماضی قریب کی سیاسی جماعتوں اور کمیٹیوں کے اغواء سے مسلمان ان غلطیوں کا شکار ہو چکے ہیں جن کے نتائج کج یہ رونما ہو رہے ہیں کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے استیصال پر کمر باندھ لی ہے کہیں مرتد کرنے کی کوششیں ہیں کہیں تیغ و تلنگ سے حملے ہیں کہیں قانونی شکوہ ہیں کسا جاتا ہے یہ سب اُسی ہندو پرستی کا حدتہ جو کچھ چار پانچ سال مسلمان کر چکے ہیں اب بہت احتیاط کرنا چاہئے کہ کبھی غلطی اس غلطی میں مبتلا نہ ہوں۔ کبھی اپنے امور ان کے اختیار میں نہ دیں جس طرح وہ مقابل ہو کر ہماری جان و مال عزت و آبرو دین و مذہب کو برباد کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ اعتماد حاصل کر کے دوستی کے پیرایہ میں ہمارے ہاتھوں سے ہم کو نقصان پہنچا دیتے ہیں پچھلے دور میں جب مسلمان ہندوؤں پر اعتماد رکھتے تھے انہوں نے طرح طرح کے نقصان پہنچا کر ہماری قوتوں کو ممال کر دیا۔ اب ہمیں پھر اس داؤں میں نہ آنا چاہئے اس زیادہ نقصان ہمیں ان مسلم غلامت فروشوں سے پہنچا جو ہندو طبع ہندوؤں کے کا ندے اور کارکن اور ان کی آواز ان کے آگن تھے اور کٹھ پتلی کی طرح ان کے اشاروں پر ناپا کرتے تھے۔ ان کے جوش غضب و مسلم آزادی کے لئے یہ مسلمانوں پر چل جانے والے ہتھیار تھے جنہوں نے ہندوؤں کی کمشیاں کا نڈھوں پر اٹھائیں پیشانیوں پر قشقے لگائے سیوا سستی کے پرستے لگوں میں ڈالے اپنے ناموں کے ساتھ

چھترت لالہ کھولیا۔ جے پکاریں ہندوؤں میں مٹ گئے یا یوں کہئے کہ ہندوان میں حلوں کو گئے مجموعوں میں اپنے مسلمان ہونے کا انکار کیا طرح طرح کی خرافات کی لیکن ہندوؤں سے ناجائز منفعت کی توقع میں اور ناپاک مال کے لالچ میں مسلم کش پر کمر باندھیں۔ اسلامی خصوصیات و اختیارات کو مٹایا۔ اسلامی شاعریند کرنے کی کوششیں کیں بشوہا نند جیسے دشمن اسلام کو دلی کی جامع مسجد میں بٹر پڑھایا۔ وہاں اس کی تصویریں کھنچوائیں۔ گنگا بننا کی سرزمین کو مقدس بتلایا اور مسلمانوں کو طرح طرح کے نقصان پہنچائے۔ مسلمان انہیں مسلمان سمجھتے تھے یقیناً اگر ہندو ان کا واسطہ اختیار نہ کرتے تو مسلمان ان کے جال میں نہ پھستے۔ ان پر اعتماد تھا جیو مسیحائی کی حمایت اور جرمن طیس کی اعانت کے ناشی مرثیے پڑھ پڑھ کر مسلمانوں کو اپنی طرف سے خیر خواہی اسلام اور دولت کا یقین دلاتے اور ان کی نواہی اعتبار حاصل کر کے ہندوؤں کی خواہشیں پوری کرتے رہے ایسے لوگ انگریزوں دان ملتے کے بھی تھے علماء کی وضع بھی تعداد میں کثیر نظر آتی تھی کہاں تک مسلمان نہ بھگتے اور فریب میں نہ آتے مگر بارے الحادئدہ ظلم ٹوٹا اور اس مکر و خدع کے داغ فاش ہوئے مسلمانوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ خیر خواہی کے مدعی دشمن دوست نہ تھے۔ اب مسلمانوں کے لئے اپنے آپ کو ایسے خود عرض ملت فروش مسلم کش دشمنوں سے بچنا نہایت اہم اور بہت ضروری ہے۔ برادران ملت بہت حرم و احتیاط نہایت دانائی اور سیدار دماغی کا وقت ہے۔ اگر آپ نے غفلت کی سہل انگاری سے کام لیا ان دوست فادشمنوں کو پھر ایک مرتبہ موقع دیا اور ان کے ذریعہ سے ہندو سواروں کو پھر تم پر تسلط پانے کا موقع مل گیا تو آئندہ پھر آپ کی حالت سرگز اس قابل نہ رہے گی کہ اپنے آپ کو سنبھال سکو اور کسی قسم کی تدبیر و تنظیم تمہیں فائدہ پہنچ سکے اس لئے اس معیشت عقلی سے پہلے ہوشیار ہو و دوست دشمن میں امتیاز کر دے اب موقع ہے کہ میں اشارہ اور کلمہ پر اکتفا نہ کروں اور صاف کہوں کہ تمہاری دشمن اور ہندوؤں کی کارکن جا عتیں خلافت کیٹی اور جمعیتہ العلماء میں مجھے ان کے کارکنوں



کی تفصیل پر ایک حد تک عبور ہے۔ لیکن میں وہ تمام کھوں تو طوالت ہو اور اخبار میں اصحاب اس سے خوب واقف بھی ہیں اس لئے اس اجمال پر اکتفا کرتا ہوں اور آپ سے کہتا ہوں اور آپ سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز کبھی ایسی جماعت پر اعتبار و اعتماد نہ کرو جو تم سے اسلام کی کوئی خصوصیت کوئی امتیاز کوئی اونی'رسم یا تہذیب کوئی جائز شرعی عرفی یا قانونی حق چھوڑنے کیلئے اشارہ بھی کرے الخذر الخذر سے

درہائے بوسہ جانے طلب میکنند اس داستان الغیاب

اولیٰ اصل مسلمان ہندو اور ہندو پرستوں سے بدخیز کریں اپنے امور ان کے ہاتھ میں نہ دیں اپنے آپ کو ان کی برائے کی سپرد نہ کریں دہنزوں کو رہنمائے بنائیں ان کی مجالس میں شرکت نہ کریں ان کی پچنی چھڑی باتوں اور درد اسلام کے وعادی سے دھوکہ نہ کھائیں حریفان چابک فتن سے بچیں نہ

بھاگ ان پردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی بیچے ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہوئے ہندوؤں کے میلوں میں مذہبی رسوم میں کھیدوں تما شوں ساگون میں جانے سے احتراز اور پرہیز لازم سمجھیں اسی طرح ان کے جلسوں میں شرکت سے اجتناب کریں۔ ہندوؤں کے شریکٹ اور اخبار جو مسلمانوں اور ان کے مذہبی پیشواؤں اور اسلامی باو شملہ کی بجز سے پرہیز ہیں ہرگز نہ دیکھیں کہ اس کے دیکھنے سے رنج اور صدمہ اور طبیعت میں اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ اور کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا باقی جماعات میں جہاں تک وہ اختلاف سے برتاؤ کریں ان کے ساتھ اخلاق برتا جائے مگر جہاں سے مذہب کی سرحد شروع ہو اس میں ہر غیر مذہب دانے سے کٹا ہوا کیا جائے۔

## ہندو حملہ آور ہوں تو کیا کرنا چاہئے

اسی سلسلے میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ جہاں ہندوؤں میں حملے کی تیاریاں

پانی جانیں وہاں فوراً حکام کو مطلع کر کے فساد روکنے اور امن قائم رکھنے اور اپنی جان و مال کی حفاظت کی استدعا کی جائے۔

نیز یہ کوشش کی جائے کہ بازاروں اور سڑکوں میں گانے اور باجے کے ساتھ ہر طرحی صنوعات لایا جائے خواہ وہ ہندوؤں کا ہو یا مسلمانوں کا۔ اگرچہ مسلمانوں کا کوئی جلوس ول انداز نظروں اور توہین آمیز گیتوں پر مشتمل نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ ہندوؤں کے جلوس جو آئے دن بھٹکتے رہتے ہیں ان میں ایسی اشتعال انگیزیاں ہوتی ہیں اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ فتنہ کی بنیاد ہی قلعہ کی جائے۔ گواہ اس میں ہم پر بھی ایک پابندی عائد ہو۔

## ہندو سنگٹھن

ہندو سنگٹھن اور مہاسیما اور دیوا مکتی کی جماعتیں جنہوں نے ملک کی فضا میں شرافشاں کر کے جنگ و جدل کی آگ بھڑکا دی ہے اور ان کی وجہ سے ہم جہاں اور میں بہت سے نقصان اٹھائے ہیں۔ اور ہماری امن خطرہ میں پڑ گئی ہے ان کی کارگزاریوں کو غور کی نظر سے دیکھ کر حسب موقع گورنمنٹ کو ان کے طرز عمل سے آگاہ کرتے رہنا چاہئے۔ اور کافی ثبوت ہم پہنچا کر گورنمنٹ سے چارہ جوئی کرنا۔ ہندو کثیر التعداد و کثیر المال حکومت کے ایوان و دفاتر میں داخل و باریاب ہر جگہ انہیں کی کثرت وہی صاحب اسلحہ باوجود اس کے وہ رات دن جن سرگرمیوں اور تیاریوں میں مصروف ہیں وہ ہمارے لئے سخت خطرہ ہیں اور جب سے یہ تیاریاں شروع ہوئی ہیں ملک کی امن کس قدر شہ کی حالت میں ہے گورنمنٹ کو اس پر توجہ دلائی جائے۔ عرض واقعات پیش آنے سے پہلے مسلمان حکومت کو حالات سے باخبر کریں اور اپنی حفاظت کی تدبیر رایت کریں۔ اگر کہیں حفظ ماتقدم کی تدبیر کام نہ دیں اور دشمن حملہ آور ہو جائے تو اہم کوشش اور کمال جدوجہد اور اتفاق کے ساتھ قانونی چارہ جوئی کر کے نظام کو سزا دلانا چاہئے۔ ایسی حالت میں ہندو اور ہندوؤں کے زیر اثر دکان سے کہ نہ یہ جانے



اور حکام کو واقعات کی اطلاع دینے میں پوری کوشش کی جائے۔ بچے ہرے مسلمان گھروں میں چھپ کر نہ بیٹھیں۔ رادخواہی کے لئے حکومت کے وعدے پر بھروسہ نہ کریں۔

**حکومت کا محکمہ تفتیش** | حکومت کا محکمہ تفتیش بدیش ہندو اور مسلمان افراد ہی پر مشتمل ہے اور ہندوؤں کی تعداد ہر صوبہ میں زیادہ ہے اور وہ خواہ کسی صوبہ میں ہوں مذہبی اور قومی جذبات میں دوسرے ہندوؤں سے کچھ کم نہیں۔ ایسی حالت میں جب تفتیش ان کے ہاتھ میں ہو تو انہیں ہمارے نقصان رسانی کے بہت سے موقع مل سکتے ہیں۔ اس کے لئے مسلمانوں کو ہر مقام پر خواہ وہاں ہندوؤں سے جنگ کا خطرہ ہو یا نہ ہو ایسے نژاد کی ایک جماعت بنالینا چاہئے جس کا چال چلن قابل اعتراض نہ ہو دی جماعت ہوں مجدد اسلام ہوں ہندوؤں کے قرض وغیرہ کا دباؤ ان پر نہ ہو جماعت تفتیش کنندہ کے نام سے موسوم ہو اس جماعت کا یہ فرض ہو کہ ہندو مسلمانوں کے ہر معاملہ میں فوراً پہنچے اور تفتیش کے وقت پولیس کے ساتھ رہ کر نگرانی کرے اور اپنے مقدر تک واقعات کی اصل حقیقت دریافت کرنے میں پولیس کو مدد دے اور بہت داناتی کے ساتھ تفتیش کنندوں کے کام پر سرور کرے اور انہیں غلطی میں مبتلا ہونے سے بچائے اور مظلوم مسلمانوں کو جو عادات گھروں میں چھپ بیٹھا کرتے ہیں اور اس خوف سے کہ بدی اور مالی نقصان اٹھانے کے بعد ہندوؤں کی چالاکیوں سے جس قانون کا شکار بھی نہیں گئے وہ چھپے اور پختہ پھر کرتے ہیں ایسے لوگوں کو تسلیم دے کر سامنے لائے اور ان سے ان کی حالتوں کا اظہار کرائے اور مقدمات میں نہایت خوبی کے ساتھ پیروی کرے۔ یہ انتظام ناگزیر ہے اگر یہ انتظام کر لیا گیا تو ممکن ہے کہ مسلمان ایک حد تک حریفوں کے ظلم سے محفوظ رہ سکیں۔ مسلمانوں کو بیدار ہونا چاہئے کہ خود سنبھالو اپنے آپ کو ہمسایہ قوم کی ہیر چس کے حوالہ نہ کرو خود اپنی حفاظت کی تیاری کرو۔ آخر خواب غفلت تباہ ہے۔

## سوراج

آج کل سوراج کی تجویز درپیش ہے اور جس سبب سے اس کی طمع میں مسلمانوں بہت نقصان اٹھائے ہیں وہ درحقیقت ہندو راج ہے۔ خدا کا خواستہ اگر اس تمنا میں ہندو کامیاب ہو گئے تو یہ اسباب ظاہر یہ مسلمانوں کے استیصال کی بنیاد ہے ابھی سوراج نہیں ملے کہ ہندوؤں کے ظلم و ستم کا یہ حال ہے کہ ہمیں جان و مال اور سب سے زیادہ عزیز اور پیارے مذہب کے لئے بڑا رہے ہیں خدا نہ کرے سوراج مل گیا تو پھر ہندو مسلمانوں کو قلعہ ہی کر جائیں گے۔ واقعات نے پردہ کھول دیا ہے اس لئے نہیں اس ضمنی بحث کو صرف یہ کہہ کر ختم کرنا ہوں کہ ہم سوراج کو مسلمانوں کے حق میں ایک تباہ کن مصیبت سمجھتے ہیں۔ اب میں مسلمانوں کی معاشرت کے متعلق اچھا گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

## معاشرت

ہماری معاشرت اس وقت جیسی خراب ہے اور ہم جس نازک حالت کو پہنچ گئے ہیں وہ ظاہر ہے ہمارے پاس زمینیں نہیں رہی ہیں۔ بلو دہاش کیلئے جھونپڑے تک بھی نہیں ہیں مسلمان قصبوں اور ضلعوں میں اکثر کرایہ کے مکانوں میں رہتے ہیں اور جو کسی مکان کو اپنا مکان بناتے ہیں وہ مجازاً بناتے ہیں حقیقتاً وہ مکان کسی ہندو کا ہوتا ہے جو ابھی تک ان کے نام سے تو موسوم ہے لیکن قرضہ میں کھنول ہے اور ان کی استطاعت سے باہر ہے کہ ان سے داگداشت کرا سکیں بہت نادار لوگ ہوں گے جو اس مصیبت میں گرفتار ہوں۔ ملک میں ہماری ایک مسافر کرایہ دار کی سی حیثیت رہ گئی ہے۔ یہاں کی زمینوں سے ہماری ملک اٹھ چکی اسی وجہ سے اب ہندوؤں کا یہ خیال ہے کہ ان خانہ بدلوں



کو ملک سے بدر کر دینا چاہئے جو نہ کسی حصہ زمین کے مالک ہیں۔ نہ معاش کا کوئی ذریعہ رکھتے ہیں اور بظاہر جو حصہ ہائے آبادی ان کے قبضہ میں ہیں قریب قریب ان کے برابر ہندوؤں کے سودی قرضے بھی ہیں تو اب ملک خالص ہندوؤں کا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ان خانہ بدوشوں کو اس ملک میں رہنے دیا جائے ہمارا ذریعہ معاش صرف لکڑی اور غلاتی ہے اور اس کی بھید حالت ہے کہ ہندو تو اب مسلمان کو ملازم رکھنے سے ہرگز کٹتے ہیں۔ رہیں گورنمنٹی ملازمین ان کا حصول طویل اہل ہے اگر رات دن کی تنگ و دو اور ان ملک کو کششوں سے کوئی معقول سفارش بھی پہنچی تو کہیں امیدواروں میں نام درج ہونے کی نوبت آتی ہے۔ برسوں بعد جگہ ملنے کی امید پر روزانہ خدمت مفت انجام دیا کر اگر بہت بلند بہت بھونے اور قرض پر بسر اوقات کر کے برسوں کے بعد کوئی ملازمت حاصل بھی کی تو اس وقت تک قرض کا اتنا بار ہو جاتا ہے جس کو ملازمت کی آمدنی سے ادا نہیں کر سکتے پھر ہندوؤں کی اکثریت کے باعث آنکھوں میں کھٹکتے رہتے ہیں اور ان کے ساتھ گزارا کرنے کے لئے بھجوری ان کی خوشامد اور مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی کرنا پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اہل معاملہ مسلمان اہل کاروں کے عموماً شاکسکی ملتے ہیں۔ ہمیں یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہماری روزی نوکری میں منحصر ہے۔ ہمیں کرنے اور پیسے سیکھنا چاہئیں اور حرفتوں کے عیب ہونے کا خیال جو در حقیقت ہندوؤں کی صحبت کا اثر ہے اپنے دماغوں سے نکال ڈالنا چاہئے۔ اعلیٰ اہل کار ادنیٰ فروگزاشت پر درخواست ہو کر نان شبینہ کا محتاج ہو جاتا ہے اور اس کی متوسط حیثیت افسر کی ایک گوش چشم سے خاک میں مل جاتی ہے پھر وہ عمر بھر نکتہ مالی و در بدر پھر کرتا ہے۔ جو لوگ کل تک اس کی عزت بیکہ خوشامد کرتے تھے وہی اسے حقارت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ اب اس کی تمام قابلیتیں پیچ ہیں بندیں پیکار ہیں۔ زندگی وبال ہے۔ اولاد کی تربیت اس ناواری میں کیونکہ ہو سکے۔ خود تباہ اور نسل برباد لیکن اگر وہ پیشہ ور ہوتا تو ہمیں کوئی ہنر رکھتا تو اس طرح قتل نہ ہو جاتا تو کڑی گئی ملا سے

اس کا ذریعہ معاش اس کے ساتھ ہوتا۔ ہمیں نوکری کا تو خیال ہی چھوڑ دینا چاہئے نوکری کسی قوم کو معراج ترقی تک نہیں پہنچا سکتی دستکاری اور پیشے اور ہنر سے تعلق پیدا کرنا چاہئے۔ یہ وہ دولت ہے جو دشمن چھین سکتا ہے نہ کہیں رہیں یا کمزور ہو سکتی ہے بے منت روزی کا ذریعہ ہے۔ جن قوموں کے ہاتھ میں کوئی حرفت یا پیشہ ہے وہ ان نوکری کرنے والوں سے درجہ بہتر زندگی بسر کرتے ہیں۔

دوسرا کام تجارت ہے جس کو ایک نامعلوم مدت سے مسلمانوں نے عیب قرار دے رکھا ہے حریفین قوم تجارت ہیں کی بدولت صاحب ثروت ہو گئی۔ آج ہماری زندگی کے ضروریات انہیں قوموں کے ہاتھ میں ہیں جنہوں نے ہمیں اعلان جنگ دے دیا ہے۔ ہر قسم کی تجارت میں وہ ذلیل ہیں اور مسلمانوں کی دولتیں روز بروز ان کے قبضے میں آتی چلی جاتی ہیں۔ ہر بڑی سے بڑی چیز ابتدا میں بہت چھوٹی ہوتی ہے اور وہ جبرجہ بڑھتی ہے مسلمان یہ خیال چھوڑ دیں کہ جب تک ہزار ہا روپیہ کا سرمایہ نہ ہو تجارت نہ کریں گے تھوڑے سرمایہ سے کام شروع کریں اور مستعدی و تیک نیتی سے کرتے رہیں انشاء اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ میں یہ چھوٹا کام ہی بڑھ کر بڑا ہو جائے گا۔ کہیں اکثر اپنی تحریروں میں تجارت پر زور دیتا ہوں کہی صاحبوں نے میری تحریک سے تجارت شروع کی ان کا سرمایہ نہایت تبدیل تھا مگر اب مقوڑے ہی دنوں میں انہوں نے اپنا کام بہت بڑھا لیا۔ روزانہ کے خرچ اس دکان سے نکلتے ہیں اور دکان میں بھی زیادہ کرتے جاتے ہیں۔ کچھ پس انداز بھی کر لیتے ہیں۔ جس قدر روپیہ لگایا تھا اس سے زیادہ مال اس وقت دکان میں موجود ہے اتنا ہی دوسروں پر فرض ہے اور جو کھایا خرچ کیا وہ اندر نقد اس کے علاوہ ہے در حقیقت یہ خیال کہ اگر بڑا سرمایہ نہ ہو گا تو ہمارا کام چل ہی نہ سکے گا تجارت کے اصول سے ناواقف ہے۔ سرمایہ تو کم کو دیکھئے جو تجارت میں بہت ماہر ہے اور جس کا تجارت پیشہ ہو گیا ہے۔ ان میں اگر لاکھوں اور کروڑوں کے سرمایہ دار بھی ہیں تو ان میں وہ بھی ہیں جو زیادہ سے زیادہ آٹھ آٹھ کے چنے یا سکرٹ



اور ہاں سے کر بیٹھے پھرتے ہیں اور اس سے بھی کم حیثیت وہ ہیں جو آلو کی چاٹ کے خواہنے لگتے ہیں۔ ان کے سرمایہ پر نظر کیجئے اور پھر یہ دیکھئے کہ چاٹ بیچکر اپنے تمام کنبے کی پرورش کرتے ہیں۔ مکان بناتے ہیں۔ شادی بیاہ کرتے ہیں بیماری اور موت کے غم سے اٹھاتے ہیں قوی اور مذہبی کاموں میں دیتے ہیں اور مقروضوں کے بعد معقول رقم پیدا کر کے دوکان بے بیٹھے ہیں۔ کم کیوں خواب غفلت میں ہیں۔ ہم پر کیا ادا ہے۔ نوکری کی تلاش میں پریشان حال مارے پھریں۔ مگر گرجائے مگر تجارت نہ کریں۔ اگر سبزی یا میوے بھی بیچتے تو سب اوقات کی شکل شکل آتی۔ پان چھالہ گھڑٹ۔ دیا سلائی لے کر بھی بیٹھ جاتے تو کچھ نہ کچھ لٹھ آتا اور زلت کے ساتھ دھکے کھانے سے بچتے۔

برادران اسلام تمہارا بزرگ تجارت کرتے تھے تجارت میں بے کم نہ سمجھی جاتی تھی تم تجارت کرو اور ضروریات زندگی کی تجارت کو دیکھانے بیٹھے بیٹھے اور ضرورت کی چیزیں کبھی نہیں رکھتیں سرمایہ کم ہو تو خوف نہ کرو۔ اللہ پر بھروسہ کر کے کام شروع کرو اور دوسرے مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کی تجارت کو ترقی دینے میں مدد کریں۔ اس کی ہمت افزائی کا خیال رکھیں اس کی تجارت کو فروغ دینے کی کوشش کریں سرمایہ دارا صحاب کسی اطمینان کے بعد معمولی نفع تجارت پر اس کو روپیہ دیں اگر وہ ضرورت سمجھتا ہو اور تجارت کو روپے کی ضرورت ہو۔ بہتر ہو کہ ہر مسلمان چند مسلمانوں کے مشورہ کے بعد اپنا کام شروع کرے اور میسر اپنی بہتر رائے سے اس کی مدد کریں۔ بیکار لوگوں کو چھوٹی چھوٹی تجارتیں شروع کرائی جائیں اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے مسلمان ان سے خریداری کریں۔ ساکی جو مختلف صورتوں میں شب و روز آتے رہتے ہیں انہیں کو بھی محبت کے ساتھ تجارت یا حرفت پر آمادہ کیا جائے اور وہ تیار ہو جائیں تو ان کو سوال سے روکا جائے اور مسلمان خود ان کے لئے ایک معمولی چندہ کریں جو ایسی ادنیٰ رقموں سے جمع کیا جائے جو معمولاً سانکوں اور دروزہ گروں کو دی جاتی ہیں پھر انہیں اپنی نگرانی میں کوئی کام کرایا جائے اور نگرانی رکھی جائے اس میں ہر طرح کی صورتیں پیش آئیں گی اور ہر قسم کے

آدمیوں سے فائدہ نظر پڑے گا مگر جس درداشت سے کام کے جائیں انشاء اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی۔

دیکھئے اور بیکار لوگوں کے لئے بھی شغل سوچے جائیں اور ان کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا کام تلاش کرنا چاہئے جو ان کی معاش کا ذریعہ ہو سکے غلہ وہ میوے یا مسافر خانہ یا قریستان کی خدمت یا نگرانی ہی ہو۔ ہر شخص کو یہ لازم کر لینا چاہئے کہ وہ اپنے کسب سے کچھ نہ کچھ زمین خریدے اور اپنے مسکن حاصل کرنے کے لئے شاد غنمت اٹھائے۔ بلکہ اگر نات سب نہ ہو تو بجائے دولت و مال، تعلیم سند کے شادی کے وقت یہ دیانت کیا جائے کہ لڑکے نے اپنے کسب و غنمت سے کتنی زمین خریدی ہے خواہ باپ نے کیسی کثیر جائیداد چھوڑی ہو مگر لڑکے کو اس وقت تک لائق نہ سمجھنا چاہئے جب تک وہ اپنے زور بازو سے کچھ پیدا نہ کرے مال باپ خواہ کیسے ہی غنی دولت مند عالمگیر دار یا تاجروں گھر پر ضروری سمجھیں کہ پندرہ سال کے بعد لڑکے کو کوئی نہ کوئی معاش کا کام شروع کر دیں۔ اگر وہ تعلیم پانہے تب بھی اس کے لئے ایسا کام ٹھیکہ یا تجارت تجویز کریں جس میں وقت کم صرف ہو مگر آمدنی پیدا ہو سکے تاکہ بچے اس عمر سے تجارت یا حرفت اور کسب مال کے ٹوکروں کا عادی ہو جائیں۔ ہر بچے کے لئے روز پیدائش سے ایک پیسہ پو میس جمع کیا جائے تو سالانہ ہمارے حساب سے پندرہ سال میں پورا سی روپے چھ آنے ہو سکتے ہیں ابتدائی کام شروع کرنے کے لئے یہ رقم کچھ بڑی نہیں ہے۔ بہت سی تجارتیں ایسی ہیں جنہیں آدمی تعلیم کے ساتھ جاری رکھ سکتا ہے۔ ان میں وقت بہت کم صرف ہوتا ہے بچوں کی تجارتوں کی نگرانی والدین رکھیں اور انہیں والدین مدد دیں مسلمانوں کی تجارت مسنون و موجب برکت ہے مگر خدا جانے کیا معیبت ہے کہ اس زمانہ میں مسلمان تجارت سے بالکل بیگانہ ہیں اس کے علاوہ ترقی کا دار و مدار تجارت پر ہے یہ بھی قابل غما ہے کہ تجارت ہماری بقا کے لئے بھی ضروری ہے۔ ہماری زندگی کی ضروریات اختیار کے لحاظ ہیں ہمیں اس وجہ سے ہر وقت ان سے دنیا اور ان کی ناجائز خوشامد کٹی پڑتی ہے اور



اندیشہ رہتا ہے کہ اگر وہ ہم سے خفا ہو گئے تو ہمارا کھانا پینا بند کر دیں گے چنانچہ کچی جگہ ایسا بھی ہو چکا ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں سے عین دین ترک کر دیا۔ غلامان کے ہاتھ میں تھا اب بجز بھوکے مرنے کے اور کیا صورت تھی۔ اگر ہمارا بھی اس تجارت میں دخل ہوتا تو وہ ہمیں اس طرح مجبور نہ کر سکتے۔

حیرت ہے کہ زمانہ کے انقلاب مسلمانوں کے لئے تا زیادہ عبرت نہیں ثابت ہوئے اور کسی مصیبت سے ان کی آنکھ نہیں کھلتی۔

ہر ادا ان ملت افکوری اور ملازمت کے خیال چھوڑ کر تجارت پر ٹوٹ پڑو۔ تو دیکھو قحطی سے صدمہ میں تم کیا ہوئے ہلتے ہو۔

## مصارف

اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے مصارف کم کرنے کی شب و روز فکر کرنی چاہئے اس سے یہ مدعا تو نہیں ہے کہ امور خیر بند کئے جائیں۔ اس کا تو وہی مشورہ دے گا جسے خیر سے حذر ہو۔ مگر مقصد یہ ہے کہ فضول خرچ سے جو مسلمانوں کی امتیازی نسلت بن گیا ہے۔ بچو۔ اور جہاں تک ممکن ہو کم سے کم خرچ میں کام چلاؤ۔ بے اندازہ خرچ کے سامنے سلطنت بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ خرچ کم کرنے کے لئے جاہلی اثر سے بھی کام لو۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی شخص نے اپنے اولاد کی شادی کے لئے سودی قرض لے کر دعوت کی ہے اس کے یہاں شرکت کرو۔ دعوت نہ کھاؤ۔ تاکہ آئندہ پھر دوسرے کو اس کی جرات نہ ہو۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ شادی اور بیاہ کے موقع پر برادری کے منتخب اشخاص یا اعزہ و اہل محلہ سے مشورہ کیا جائے کہ شادی کرنا ہے اس میں کتنا خرچ کیا جائے وہ اس شخص کی حیثیت اور اولاد اور خرچ کا حال معلوم کر کے اس کو اتنے خرچ کی اجازت دیں جس کا برداشت کرنا اس کی موجودہ حالت سے دشوار نہ ہو اگر اس سے زیادہ خرچ کرے تو شرکت نہ کریں۔

روزمرہ کے خرچ فکر کر کے گھاسے جائیں اس میں زیادہ نفع ہے کہ بالفعل بچت تھوڑی نظر آئے۔ کھیل تماشے دیکھنا باطل موقوف کرو۔ نامک اور تھوڑے عین میں جہاں تک معلوم ہو سکا ہے مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے زیادہ ہوتی ہے ہاؤ جو دیکھ ملک میں ہندو مسلمانوں سے سہ چند زیادہ ہیں۔ یہ نصیبتیں ہمیں برابر کر رہی ہیں انہیں چھوڑو اور غور کر کے ہر فضول اور بے فائدہ کام میں مال ضائع کرنے سے بچو۔ اسراف کی حالت میں آمدنی خرچ کے لئے کافی نہیں ہوتی تو قرض لینا پڑتا ہے یوں قرض نہیں ملتا تو سود کی مصیبت اختیار کی جاتی ہے۔

## سودی قرض

سودی قرض وہ بلا ہے جو پیتے وقت تو مال مفت معلوم ہوتا ہے اور اس دوسرے کو آدمی بڑی بیدری سے خرچ کرتا ہے۔ لیکن وہ بہت جلد گھر بار نظام کر کے محتاج بنا دیتا ہے۔ اس کی حد ما نہیں بلکہ کروڑوں نفیر میں موجود ہیں۔ مسلمانوں میں فیصد پانچ آدمی مشکل سے ایسے نکلیں گے جنہیں قرض لینے سے احتیاط ہو امیر سے لے کر غریب تک ہر ایک اسی مصیبت میں گرفتار ہے ہندوؤں کی طرح میں سود کی ڈگریاں اور قرضیاں نکلتی رہتی ہیں اور مسلمانوں کے مال دشمنوں کے قبضے میں پہنچ کر اسلام کی مخالفت اور یزید کی میں صرف ہوتے ہیں۔ ہندو ہمارے خون چوس گئے اور ہم سوتے ہی رہے ہر شخص قرض لیتے وقت یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ یہ قرض بہت جلد باسانی اپنی موجودہ آمدنی سے ادا کر دے گا۔ یا یہ وہم بندھ جاتا ہے کہ کوئی غیر معمولی آمدنی غریب ہو جائے گی۔ پس فوراً یہ روپیہ ادا کر دیا جائے گا۔ بہت سے لوگ دست غیب کے عمل اور کیمیا کے جھوٹے جائیداد کھو بیٹھتے ہیں اور روزانہ کے بے شمار تجربات سے یہ سبق حاصل نہیں کرتے کہ سودی قرض میں یہ نحوست ہے کہ ادا ہی نہیں ہوتا۔ آمدنی کم ہو جاتی ہے اور پھر ادا نہ ہونا



کی دولت خواری اُس کی عین تمنا ہوتی ہے کہ ہم جو عزت و ثروت کی زندگی بسر کرتے تھے صاحبِ خدم و حشم تھے انہیں آج بدن چھپانے کو کپڑا میسر نہیں ان کے مرادوں مانگے ناز پروردہ نورِ نظر بھوک سے بیدم ہیں جن کے غلام بھی پیادہ نہ چلتے تھے ان کو آج چھوڑنا بھی میر نہیں مگر سود خوار جو عین اس طرح کہنے کے کہنے تباہ کر کے گھرانے برباد کر رہا ہے اور کبھی اُس کو ان کی مصیبت پر رحم نہیں آتا۔ اسلام نے یہ بے رحمانہ خصالت گوارا نہ فرمائی۔ اور سود خوار کو حرام کو دی جس کی بدولت آدمی حرم میں اندھا ہو کر اپنے معزز و موثر بنی نوع کی دولت و دھواں اور دائمی تکلیف و مصیبت کا آرزو مند ہو جاتا ہے۔

معرضِ سود ایک عام مصیبت ہے جس نے ہمیں برباد کر دیا۔ اب ہمیں یہ بخیر کرنا ہے کہ اس طوفان سے نجات حاصل کرنے کی کیا تدبیر ہے بہت سے لیڈروں نے لکچر دیئے چندے کے مگر کبھی یہ مگر نہ کی کہ مسلمان کو سود کی جاسے بچانے کی کوئی سیل نکالی جائے۔ اب جلد سے جلد ہمیں اس طرٹ متوجہ ہو جانا چاہئے۔

### سود سے کس طرح نجات حاصل کی جائے

(۱) شریعت ظاہرہ کے دامنوں میں پناہ لو۔ اُس کے احکام کی تعمیل کرو جن میں سود کھانا ظلم بے رحمی اور خونِ ناحق سے زیادہ سنگدل ہے۔ شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے اسی طرح سود دینا بھی اپنے نفس اور اپنے خاندان پر ظلم اور خود کشی کا مترادف ہے اُس کو بھی ایسا ہی حرام فرمایا ہے۔ اب تک اگر مسلمان اس حکم کی تعمیل نہ کر کے برباد ہوئے تو اب تو ہوش میں آئیں اور پہلی بربادیوں کا علاج یہ ہے کہ سود دینے اور سودی قرض لینے سے بچیں اور بھی تو یہ کریں کہ آئندہ خواہ کچھ بھی حال ہو مگر سودی قرض نہ لیں گے ہر مصیبت برداشت کریں گے مگر سود کی مصیبت سے بچیں گے۔ تمام مسلمان چھوٹے بڑے امیر غریب سب اہل کامد کریں اور اگر کوئی اُس کے خلاف کرے اور سودی قرض لے اُس سے یمن وین میں جوں تک

خرچ پورا کرنے کے لئے سودی قرض لینے پر مجبور ہو جاتا ہے جو آمدنی پہلے ہی کافی نہ تھی قرض کے بعد کس طرح کافی ہو سکتی ہے۔ آہ ہماری عقل کی بونی جو ہمیں یہ بتاتی کہ جو مصلحت آج پوسے نہیں ہوتے جن کی وجہ سے قرض لیا جاتا ہے جائیدادِ عیلام ہونے کے بعد کہاں سے پورے ہو کر میں گئے اُس وقت جو تیر کی جائے گی وہ آج کوئی جائے تو جائیدادِ عیلام رہے اور ہم کل ایک مانگنے سے تو محفوظ رہیں۔ افسوس ہماری عیبت کہاں جاتی رہی جو قرض خواروں کے رسوا کن تھاقلوں اور ڈگریوں اور گرفتاریوں اور نیلا مول کی ذلتوں سے ہمیں بچاتی۔

سود خوار ہر نوعی سفاک قاتل سے زیادہ ظالم و بیرحم ہوتا ہے چند دنوں نے بھی عجیب مزاج پایا جانوروں پر تو بڑا رحم ہے اُن کے پیچھے معزز انسانوں کے خون گوارا میں چھوٹیوں کے بلوں میں شکوہ اُٹتے پھرتے ہیں مگر انسانوں کو سود کی کندھری سے نہایت سخت دلی کے ساتھ فرج کرتے ہیں کہتے تو یہ بھی کہ یہ سب آہنسا ہے۔ ہمیں کسی کا شان گوارا نہیں مگر ان کی بے رحمی کے مقابل قتل کا ظلم کچھ وزن نہیں رکھتا۔ ایک قاتل ایک وار میں اپنے دشمن کو مار دیتا ہے وہ چند منٹ تکلیف اٹھا کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے چند روز اُس کے اسوہ ظلم اور سوگ کر کے خاموش ہو جاتے ہیں قاتل کا صفحہ بھی قتل کر کے خندہ اُڑ جاتا ہے اور پھر اپنے دل میں انصاف کر کے نادم ہوتا ہے اپنے ظلم کے تصور سے خود بے قرار ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور ڈھونڈتا ہے کہ کسی طرح اپنے ظلم کی غائی کرنا مگر کوئی صورت ایسی اُس کے اختیار میں نہیں ہوتی تو اپنی زندگی کے دن اسی رنج و تعب میں نہایت بد مزہ گزارتا ہے اور بعض تو اس تلخ زندگی کو نہ برداشت کر کے خود کشی کر لیتے ہیں۔ بعض خود عاجز ہو کر حکومت کے سامنے اپنے جرم کا اقبال کتے ہیں۔ لیکن بے رحم سود خوار کسی کے آرام و راحت کو نہیں دیکھ سکتا ہر دولت مند کی دولت کو تاننا رہتا ہے اور جب تک اُس کا خاتمہ نہیں کر دیتا اُسے چین نہیں آتا ہے اُس کی تباہی و بربادی اُس کے خاندان اور گھنے کی بد حالی اُن کی سزا



کر دیں۔ اس پر عمل کیا جائے تو تباہی کا سلسلہ تو ابھی منقطع ہو جائے اور آئندہ کے لئے تو اس مصیبت سے تو اطمینان ہو لے کچھ دشوار نہیں ہے کیونکہ سودی قرض اُنسی کو ملتا ہے جو اُس سے زیادہ کی جائیداد کفول کر لے۔ یا زیور برتن وغیرہ رہن رکھتا ہے تو جو اتنا اثاثہ رکھتا ہو وہ سودی قرض نہ لے کر غیر ضرورت کر ڈالے اگر ضرورت کے وقت ارزاں بھی فروخت کی تو وہ نقصان جنب بھی نہ ہوگا جو سودی طوفان سے بڑا ہے۔ اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ نام و نمود اور عثمان و شوقت عیش و عشرت کے لئے جو قرض لیتے ہیں انہیں تو اس سے باز رہنا آسان ہے لیکن جو آسانی ملاؤں اور ناگہانی آفتوں سے مجبور ہو کر لیتے ہیں گو وہ بہت کم اس چیز کی کار گیری جائداد و ذرا ضرورت نہیں ہو سکتی اور مصیبت ضرورت نہیں دیتی مجبوری قرض لینا پڑتا ہے۔ اُس کا ایک جواب تو میں عرض کر چکا ہوں کہ زیور و جائیداد نکل جانے کے بعد کچھ وہ جب کرتے ہیں آج کریں۔

۲۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے قرض حسن لیں اور اپنا کام چلائیں۔ حاجت پوری ہونے کے بعد بتدریج یا جس طرح سہل ہو اُس قرض کو ادا کریں اُن کے احباب اور صلہ داروں کی مصیبت رفع کرنے میں کافی امداد دیں اور ایک دوسرے کی دیکھ بھال اپنے ذاتی نفع کے لئے اپنا مقصود سمجھیں۔ خود غرضی سے ہمیں یہ نہایت بُری عادت ہے۔

## ذخیرہ قرض حسن (یا) اسلامی بیت المال

اب ہم اپنی اصلاح کے لئے مجبور ہیں کہ وقتی اور فوری ضرورت کے لئے کوئی ایسا ذخیرہ تیار رکھیں جو مصیبت کے وقت ہمارے کام آئے اور کبھی قدر ضرورت قرض حسن دے سکے تاکہ ہمیں پھر کسی کافر کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت اٹھانی نہ پڑے۔ اس کی چند تدبیریں ہیں۔ ایک یہ کہ ہم ذخیرہ قرض حسن جمع کریں اور اُس کا طریقہ یہ ہے۔

(۱) ہر باکدار و خوش حال شخص جو کسی طرح اپنی بساوقا کر لیتا ہے اگر وہ صاحب

اولاد ہے تو اپنی اولاد سے ایک لڑکا زیادہ فرض کرے اور اگر صاحب اولاد نہیں ہے تو فرض کرے کہ اُس کے ایک فرزند ہے اور روزانہ وہ اپنے اس فرضی فرزند کے نام سے حسب حیثیت دو گنے چار گنے پیسہ دو پیسہ جیسی گنجائش ہو ایک مفضل مندر و تچہ میں ڈال دیا کرے۔ چاہے مقدار کم ہو مگر ترک نہ ہو ناغہ نہ ہو یہ عمل روزمرہ جاری رہے مگر صاحب اولاد جس قدر اپنی اولاد کا دیتا ہے اُس سے کم اس صندوقچہ میں نہ ڈالے اس طرح اگر ایک قصبہ میں بیس ہزار مسلمان ہیں اور اُن میں بوڑھے بچے بیکار نادار چھوڑ کر کم سے کم چھ ہزار مان لئے جائیں اور فرض کیا جائے کہ ادنیٰ درجہ ایک پیسہ یا مید اس ذخیرہ کے لئے جمع کرتے ہیں تو قریب چار سو روپے یا میر جمع ہونے لگیں اور ایک ماہ میں دو ہزار آٹھ سو بیس اور چھ بیسے میں سولہ ہزار نو سو بیس روپے ایک معمولی قصبہ میں جمع ہو جائیں اور نہ کچھ دشواری ہو نہ باریہ تو اُس صورت میں ہے جبکہ صرف ایک پیسہ یا مید فرض کیا جائے اور حسب حیثیت جمع کیا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ہوگا اور یہ مقدار بھی اس قابل ہے کہ فوری اور وقتی مجبوریوں کے لئے مسلمان سودی قرض سے بچ سکیں اگر اس تدبیر پر عمل کیجئے تو آپ چھ مہینے میں اس قابل ہو سکتے ہیں کہ آپ کا کوئی بھائی بھائی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے لئے مجبور نہ ہو۔

(۲) شادی بیاہ، تقریبات، ہمانوں کے دودھ عیدیں، شب بارات، محرم اعراس، ذخیرہ کے متعلق ہر جہاں آپ کو اپنی اولاد یا اعزہ اور ہمانوں کے لئے وسیع خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ حسب حیثیت اس ذخیرہ کو بھی ایک بڑے یا ہمان لگی برابر حصہ دیکھیں اور اسی صندوق میں جمع رکھیں۔

(۳) سود اگر اپنی تجارتوں میں، مزدور اپنی مزدوریوں میں، اجیر اپنے کرایہ میں ایک پیسہ روپیہ کے اوسط سے قومی ذخیرہ کے لئے دھون کریں اور امانت داری سے اُس کو ذخیرہ میں جمع کر دیں اور لیتے وقت ہی اُس کو اپنے مال کی قیمت یا مزدوری اور کرایہ کے برابر



سے علیحدہ رکھیں اور اس کو اپنے تصرف میں لانا سخت خیانت بھی اس طریقہ سے بھی بہت کافی رقم جمع ہوگی جن لوگوں کو یہ روپیہ قرض دیا جائے پہلے تحقیق کر لیا جائے کہ انہیں مجبور کرنے والی ضرورت درپیش ہے ادا کرنے کی اور کوئی ذیل ان کے پاس نہیں پھر یہ روپیہ ایک پراسیوری رقم یا کوئی اور ایسی قانونی تحریک کھا کر دے دیا جائے جس کی رہنمائی بھی ضروری نہ ہو اور وہ بے سود جائز بھی نہیں ہے اس روپے کی ادا کے لئے وہ طریقہ تجویز کیا جائے جس سے مستقر قرض باسانی وہ رقم ادا کر سکے خواہ زیادہ مدت میں وعدہ کے مطابق رقم کی وصولی کی کوشش کی جائے لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ شخص کی احوال اس رقم کی ادا کے قابل نہیں ہے یا ادا سے سخت دشواری میں پڑ جائے گا تو اس کو مزید مہلت دی جائے کیونکہ وہ حقیقت یہ رقم اپنے بھائیوں کی امانت ہی کیلئے ہے لہذا وہ اور ہر محلہ میں وہاں کے باشندوں کی ایک مجلس بنائی جائے جس کا نام انجمن قرض حسن ہو اس مجلس کے اراکین ایک مستند شخص کو انتخاب کر کے امین قرار دیں وہ اس روپے کو اپنے پاس جمع رکھے اور اس کا مکمل حساب اس کے پاس ہو اور ہر منہجہ آمد و خرچ سنایا کرے اس کے لئے جو جو کا دن مقرر کیا جائے تو بہت بہتر جب رقم دو سو روپیہ تک پہنچ جائے تو اس کو کسی اطمینان کی جائے جمع کر دیا جائے اور اگر اصل محلہ کی کسی راستے ہو تو ابتدا ہی سے رقم کسی اطمینان کی جگہ خواہ بنک میں امانت رکھ دی جائے مگر اس طریق پر کہ اس کا وصول کرنا ہر وقت ممکن ہو۔

انجمن قرض حسن کے ممبران کا فرض ہے کہ وہ اس رقم کے جمع کرنے کی کوشش کریں اور ہر شخص سے روزانہ لے لیا کریں۔ خواہ وصول کا کام مسجد کے مؤذن یا امام صاحب کے سپرد کیا جائے یہ قرض کا سیلاب روکنے کی تدبیریں ہیں کہ جو شخص قرض سے تو بہ کریں اور مصارف کم اور ضروریات محدود کر کے بھی وہ کس وجہ سے قرض لینے کے لئے مضطر ہیں ان کا کام نکال دیا جائے تاکہ آئندہ کے لئے سودی قرض کا سلسلہ بند ہو۔ لیکن جو لوگ

مقرر قرض ہیں اور رات دن سود کا بار ان پر بڑھتا چلا جاتا ہے وہ کیا کریں۔

## ادائے قرض کی تدابیر

(۱) قرض معطل دیا ہی جب جاتا ہے جب اس سے کئی گنی زیادہ قیمت کی جائیداد موقوف کر لی جاتی ہے یا زیور گرویں کیا جاتا ہے یا اور کسی چیز سے اطمینان کر دیا جاتا ہے۔ اب ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ ہم فوراً اس چیز کو فروخت کر کے قرض کی یہ نحوست برقی ہے کہ وہ جب تک کل جائیداد فنا نہ ہو جائے اور اگر ناہیں چاہتا اور باطل امیدوں کے بھروسہ پر قرض کا بار بڑھتا رہتا ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم باہمی تعلقات کے دباؤ سے اپنے بھائیوں پر اثر ڈالیں اور انہیں فوراً قرض ادا کر دینے پر مجبور کریں اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہم انہیں چھوڑ دیں اور ان کے کسی حال میں ان کے ساتھ شرکت نہ کریں یہاں تک کہ وہ سودی قرض سے سکھ دہی حاصل کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اس طرح بہت سے قرضوں سے نجات ہو جائے گی۔

(۲) گورنمنٹ سے استدعا کرنا چاہئے اور جو ہمارے نامزد گورنمنٹ کے ایوان میں رہیں وہ سوال اٹھائیں کہ کیا سبب ہے جو سود کے لئے کوئی حد مقرر نہیں کی گئی جس کے بعد وہ کبھی نہ بڑھے اور دائرہ کو اس حد سے آگے نہ بڑھ جائے۔ ایک رقم کا سود اس سے کئی ہزار گنا ہو سکتا ہے اور اس کو تالین نہیں روکتا۔ اسی وجہ سے ہزار ہائیں اپنی ریاستیں کھو کر ناداری کی ذلت میں گرفتار ہو رہے ہیں اور ان کی دردناک حالتیں دیکھی نہیں جاتیں بشرطیکہ اور معزز انسانوں کی یہ تبدیلی قابل رحم ہے اس لئے گورنمنٹ کو یہ طے کر دینا چاہئے کہ کسی حال میں سود کی ڈگری پچیس فیصدی سے زیادہ نہ دی جائے گی اور جس جائیداد پر قرض کی مقدار اس حد تک پہنچ جائے گی اس کے بعد وہ جائیداد اس قرض میں نیلام کر دی جائے گی یا صاحب جائیداد کہیں سے روپیہ ادا کرے خواہ اس کو یہ یا دوسری کوئی



اور چیز فروخت کرنا پڑے مگر اس کو پھر دوبارہ سال کے اندر نہیں جائداد کو دوبارہ موقوف کرنے کی اجازت نہ ہوگی کیا غضب ہے بڑی بڑی شرح سے سود لیا جا رہا ہے اور دلالی پر شوق اور مقدمات و رجسٹری کے مصارف اس کے علاوہ یہ تو ابتدائی منزل ہوتی ہے اور جب چھ ماہ کے بعد سود اصل میں شامل کر کے اس پر از سر نو سود چلایا جاتا ہے۔ اس کی رفتار کا کیا ٹھکانا ہے سود پچہ تین روپہ سیکڑہ کے شرح سے دس سال میں ہزار ہا ہو جاتے ہیں اگر ایک شخص ہزاروں روپے کی جائداد رکھتا ہو اور کسی ضرورت سے فقط سو روپے تین روپے کی شرح سے لے کر دس سال خاموش ہو جائے تو یہ سو روپے اس کی کل جائیداد کو ختم کر دیں گے کیا تم ہے کیوں اس کے لئے قانون بنانے کی استعداد نہ کی جا۔

(۳) ایک بیت المال بنایا جائے جس سے مقروض مسلمانوں کا قرض ادا کر کے ان کی جائداد موقوف کر لی جائے اور اس جائداد سے ایک ایسی قسط مقرر کر کے وہ قرض وصول کر لیا جائے جس کی ادائیگاہ قابل ہوا شت نہ ہو جو مقروض بیت المال سے روپیہ لیں بیت المال کی جماعت ان کے مصارف معین کر دے اور جو تخفیف خرچ میں آسانی نکل سکتی ہو نکالی جائے

## بیت المال

بیت المال نہایت ضروری ہے اس بیت المال کے سرمایہ ہم پہنچانے کی چند صورتیں یہ ہیں۔

(۱) ہر مسلمان اپنی سالانہ آمدنی کا اوسط لگا کر سال بھر میں ایک دن کی آمدنی بیت المال کو دیا کرے۔

(۲) ہر صاحب زکوٰۃ کو کم از کم اپنی زکوٰۃ کا آٹھواں حصہ ضرور بیت المال کو دے

۱۳۱۱ھ روپیہ علیحدہ رکھا جائے اور علماء سے اس کے مسائل دریافت کر کے

حق طور پر صرف کیا جائے۔

(۳) ہر بیت مسلمانوں سے بیت المال کے لئے چندہ کیا جائے۔

(۴) جن اوقاف کی آمدنی مصارف سے زیادہ ہے یا جہاں ہزار ہا روپیہ پس انداز ہو کہ جمع ہوتا ہے اسے مل خرچ کیا جاتا ہے ان سے وہ روپیہ قرض لے لیا جائے۔ لیکن اوقاف کی حالتیں اور ان کے احکام مختلف ہیں اس لئے مسئلہ ایک تفصیل چاہتا ہے جو یہ تھا ویز منظور ہونے اور ان کے عمل میں آسے کی امید ہو جائے پر انشاء اللہ تعالیٰ شرح و مبسط کے ساتھ تحریر کیا جاسکتا ہے جو اوقاف گورنمنٹ کے انتظام میں ہیں ان کی آمدنی گورنمنٹ سے اس مقصد کے لئے حاصل کی جائے۔

(۵) وایان ریاست سے اس بیت المال کے لئے اگر انقدر رقمیں مانگی جائیں۔

اللہ تعالیٰ سیر کرے اور ایک ایسا بیت المال بن جائے تو اس سے مقروض مسلمانوں کے قرض ادا کرنے کے علاوہ نادار غریب مسلمانوں کو ذرا عتی یا تجارتی ضرورت کے لئے روپیہ قرض بھی دیا جاسکتا ہے تاکہ وہ سادہ کاروں کے دام حرص سے محفوظ رہیں۔



(۸) رسومات جدیدی اصلاح کا طریق کار۔

۱۹۰۱ء میں مشرقی ترقی کے اظہار — عطا کی عزت و دینی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم۔

دیگر اقوام کے دروش بدوش چلنے کے لئے عداومت و تجارت۔

اس خطبہ کی — مادگی اور تاثیر فی النفوس کی کیفیت، مسلمانوں کو بدتوں یا درہے گی۔

آئندہ صفحات پر خطبہ طے کا وہ عکس دیا جا رہا ہے جو کتاب سیرت امیر ملت مطبوعہ لاہور

۱۹۰۲ء میں مرتبہ پروفیسر طاہر زار دہلوی و سید اختر حسین کے مخطوطات... تا ۱۹۰۴ء کی ترتیب

بنایا ہے۔

سہ مذکورہ خطبہ مخطوطات امیر ملت \* از سید نور حسین شاہ، راجہ جی، ۱۹۰۳ء، لاہور۔

لاہور شاہد میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

## خُطْبَةُ صَلَاتِ

امیر ملت سید جماعت علی محدث علی پوری قدس سرہ

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مراد آباد

۲۰ — ۲۳ شعبان ۱۳۲۳ھ / ۱۶ — ۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء

آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کے جلسہ تاسیس کے موقع پر اس فی الہدیہ خطبہ

میں جو اس درجہ کا غور رکھتا ہے وہ ہیں۔

(۱) مذہب اسلام کی حقانیت کے دلائل۔

(۲) خادم الحرمین سلطنت عثمانیہ کی شکست اور خلافت ترکہ کا عروج و زوال

(۳) سرزمین حجاز میں فتنہ و ابیت کے مظالم اور بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام

(۴) نام نہاد اتفاق کی حقیقت اور اتحاد بین المسلمین کی ضرورت۔

(۵) فرقہ واریت مختلفہ کا ظہور اور اتحاد کے بہرہ و فائدہ کی فساد انگیزی۔

(۶) اشاعت و تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اہل سنت و جماعت کے اکابر کی خدمات

(۷) مسلمانوں کی تکلیف و دولت کے فوری اسباب — اعتقاد میں کمزوری، اعمال

حسن سے بیگانگی اور شعائر اسلام کی خلاف ورزی۔



# خطبہ ارتشنی کا نفرنس مراد آباد

کل ہند ارتشنی کا نفرنس جمعیت العلماء ہند کا اجلاس حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کی صدارت میں ۱۹۱۸ء مارچ ۱۹۲۵ء کو مراد آباد (پٹی) میں منعقد ہوا تھا حضور نے فی البدیہہ خطبہ ارتشاد فرمایا تھا جسے بعد میں طبع کیا گیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ • اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی وَتَسْتَغِيثُ مِنْهُ  
لَسْتُمْ غَيْرُهُ وَتُؤْمِنُ بِهِ وَتَسْتَوَكِلُ عَلَيْهِ وَتَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهِ  
اَلْقِسْمَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا - فَكُنْ يَهْدِيهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَنَا وَهُوَ  
يُضِلُّهُ فَلَا هَادِيَ لَنَا - وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ •

(ترجمہ) اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا • سب تعریفیں اللہ کے لئے ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور انہی سے مدد مانگتے ہیں اور معافی کے خواستگار ہیں اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر توکل کرتے ہیں اور ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کے ساتھ اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور برے اعمال سے ہمیں جس شخص کو اللہ ہدایت فرمائے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کے لئے وہ گمراہی پیدا کرے اس کے لئے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے ہوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سوا اور ہمارے سوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں •

اقابل بعد خالق ارض و سما ملک ہر دو سرا بے شمار حمد و ثنا کے لائق ہے کہ جس نے اپنی عنایت سے غایت سے انسان کو حکم آیت شریفہ و لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ خَلَقْتِ الشَّمْسَ الْمُنْقَلَبَاتِ سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے عشق و محبت کی آتش اور معرفت اسرار و حقائق کی مقدس امامت اس کے سینے میں دوامیت کے اس کو اپنا خلیفہ زمین میں مقرر فرما کر تمام مخلوق کو اس کا تابع فرمان بنایا۔



اور لا تعذر اور وہ اسلام پر توحید کا ہر منور مقصد سرور کائنات منظر موجودات  
شفیع الذین رحمہ اللہ العالین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم و اٰلہٖ  
کثیرا کثیرا جس افضالیہ ہدایت کے صدقے تمام اہل ایمان کو نور ایمان نصیب ہوا۔

انسان پر خداوند عظیم الاحسان کے اس قدر انعام و احسان ہیں کہ ان کا شکر بھی لانا  
تو درست ہے اگر انسان تمام نعم ان کے نہ کرنے میں صرف کرے تو بھی ان کو شکر نہیں کر سکتا۔  
وَ اِنْ اَحَدٌ وَّ اَحَدٌ اَللّٰهُ لَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَ لَیْسَ لَہٗ سُوْدٌ اَنْ یَّخْتَارَ ۚ وَ لَیْسَ لَہٗ سُوْدٌ اَنْ یَّخْتَارَ ۚ وَ لَیْسَ لَہٗ سُوْدٌ اَنْ یَّخْتَارَ ۚ  
نعم صریح اس پر شاہد ہے۔ انسان محدود علم و عقل و قہر ہے اس بات کے باطن ناقابل ہے۔

فضل خدا سے اگر تو نادم شکر کرو یا کسیت اگر شکر کیے از ہزار کرو  
یوں تو اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام، الطاف و انعام اپنے بندوں پر بے مثال ہے بغیر  
ہیں۔ مگر سب سے اعلیٰ دینے کی نعمت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر عنایت کی وہ یہ ہے کہ  
اپنے محبوب رحمۃ اللہ العالین افضل الانبیاء و المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے متمیز  
مخلوق سے ہمیں مرتب و مستقیم فرما کر یحییٰ بن محمد اللہ اپنا محبوب ہونے کا رتبہ ہم کو عطا کیا۔ اور نور  
ایمان و ایمان سے ہمارے دل و دیدہ کو منور فرمایا۔ انسان عاجز انسان ہوئی کریم کی کسی ایک  
نعمت کا شکر ادا کرنے کے قابل نہیں ہے، مگر غلامی محبوب رب العالین ایسی نعمت ہے  
کہ اگر بندہ تمام عمر ہر روز زبان بن کر اس نعمت کا شکر ادا کرتا رہے تو بھی ادا نہیں ہو سکتا۔  
اس نعمت کے مقابلے میں باقی تمام انعام بیچ اور بے حقیقت ہیں۔

حضرات علمائے کرام و صوفیائے عظام! فقیر ایک انی خادم صوفیائے کرام ہے۔  
اپنی تمام عمر صوفیائے کرام اور درویشان عظام کی خدمت کرنے میں فقیر نے صرف کر دی  
اور اس خدمت کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا۔ اور جو کام کیا خالصاً کو حیرت و حیرت و حیرت  
خدا کی خدمت ان کو خدا کی محبوب مخلوق سمجھ کر محض خداوند عالم کی خوشنودی کے لئے کی۔ کیونکہ  
طریقت بجز خدمت خلق نیست بر تسبیح و ستجود و بدلی نیست

اس مالک خالق ہر دوسرا کا ہے حد شکر ہے کہ اس نے فقیر کو اپنے کمال لطف و عنایت  
سے علمائے کرام، دارشان حضرت سرکار کائنات کی مقدس مجلس میں اس خدمت جلیلہ کے لئے

سر فراز فرمایا۔ یہ عزت جو خداوند کریم نے اس فقیر کو عطا کی اور یہ احسان جو فقیر کے حال پر کیا  
اس کا شکر ادا کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔

شکر نعمت ہائے تو چند انکے نعمت ہائے تو

اراکین آل انبیاء کی کفر میں کا بھی فقیر نے دل سے شکر دیا اور کتاب کے کما حقہ نے  
اس فقیر کو اس منصب جلیلہ کے لئے منتخب فرمایا۔ کیونکہ بحکم منی انکے شکر الناس انکے شکر اللہ  
آپ صاحبان نے جو اس فقیر کی عزت افزائی کی اور جو اہم خدمت اس فقیر کے سپرد کی، اس  
عزت افزائی کے لئے فقیر آپ سب صاحبان کا تہ دل سے شکر اور مرعوبان منت ہے۔

### مذہب اسلام

حضرات! صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جو خداوند عالم کا پسندیدہ  
اور مقبول ہے جس پر اِنَّ الدِّیْنَ بِلَدِّیْ جَنَّۃُ الْاِسْلَامِ رِجْزِ  
دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے کی آیت پاک شاہد ہے۔ یہ وہ مقبول اور برگزیدہ مذہب ہے جو  
خداوند کریم کے فرمان عالی شان وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا اٰمَرْتُہُ۔ اور میں نے تمہارے لئے  
اسلام کو دین پسند کیا ہے۔ سے ظاہر ہے۔ یہ وہ پاک اور مقدس مذہب ہے جس کی پیروی کے  
بغیر کوئی عبادت کوئی دعا مستبول نہیں ہوتی۔ وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ رِجْزِیْنَا فَلَیْسَ لَکُمْ  
وہ نہ درجہ۔ اور جو اسلام کے علاوہ کسی دین کا تلاش ہے اس سے وہ مستبول نہیں کیا جائے گا۔  
آیت پاک شاہد ہے۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

خلافت پیسہ کے رہ گزید کہ ہرگز ہر منزل نخواہ رسید

یہ وہ طیب مذہب ہے جس کی حفاظت کا خداوند عالم خود ذمہ دار ہے۔ اے شریف  
اِنَّا نَحْنُ شَرِّ لِّنَّاسِ الدِّیْنِ کُذِّبَتْ اِلَیْہِ اَلْحَافِظُوْنَ (ترجمہ)۔ بے شک ہم نے تمہارا ہے  
یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ اس پر شاہد ہے۔ یہ وہ پاک مذہب ہے جس  
کے غلاموں کو پروردگار نے اپنا محبوب بننے کی اور تمام گناہوں سے مغفرت کی بشارت دی  
ہے۔ آیت مبارکہ ہے اَقْلَ اِنَّ کُنتُمْ وَ تَحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاَتَّعِظُوْا فِیْ یَّحِبُّکُمْ اللّٰہُ  
وَ یَغْفِرْ لَکُمْ وَ تَحِبُّوْا اللّٰہَ تَحْفَظُوْا رِجْزِیْہِ۔ اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر  
تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ



بخش دیکھا۔ اور اندہ بخشنے والا حیران ہے۔ سبحان اللہ! کیا کیا برکتیں صاحبِ دل الی البشیر احسن کو اس مقدس مذہب میں نظر آتی ہیں۔

اربابِ علم پر یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے اسلام کا مقابلہ کیا اور اس کی اشاعت میں مخالفت کی، یا اس کو مٹانے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کو اسلام کا حلقہ گروش بنا کر انہی سے تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا کام لیا۔ یہی وہ الہی مذہب ہے جس کے لئے قرآن پاک میں حکم ہے۔ **يُؤَيِّدُكُم بِكَلِمَاتٍ لَّيْلُظُهُنَّ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ** اللہ پاک تمہارے لئے کلمات کی تائید فرماتا ہے۔ (ترجمہ) ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے لوگوں کو اپنے منہ سے بجا دیں اور اللہ اپنے نور کو مکمل فرماتے والا ہے۔ اگرچہ کافر جبرائیل۔ م۔ ۵

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پر خدائے

حضراتِ اربعہ علیہم السلام نے اسلام کے مخالفین و معاندین اسلام کو مٹانے کی کوششیں کیں۔ باوجود ہرگز یہودیوں کو مٹایا، مسلمانوں کو برباد کیا، کتب خانوں کو جلا دیا، مگر خدا عالم کے محبوب کا مقبول و برگزیدہ مذہب ایسے کا ویسا قائم رہا۔ اور ناقیامت قائم رہے گا۔ زمانہ گزشتہ میں بے شمار مصائب الہی اسلام پر آئے، مگر خطرات موجودہ زمانے میں اسلام اور اہل اسلام پر ٹوٹ سب سے نہیں وہ ناقابلِ بیان ہیں۔ یہ ایک ایسی لمبی داستان ہے جس کے بیان کرنے کو بہت سا وقت چاہیے۔ ایک مصیبت ختم نہیں ہوتی کہ دوسری آ موجود ہوتی ہے۔ ایک بلا ابھی سر سے ٹکی نہیں ہوتی کہ دوسری آدباتی ہے۔ الغرض مسلمان فی زمانہ اپنا ہر طرح سے ہدف بناؤ کہ مصائبِ آلام اور فتنہ بھر رنج و بلا بنے ہوئے ہیں۔

حضراتِ اربعہ: حالاتِ زمانہ حاضر کو آپ بالتفصیل جانتے ہیں۔ ان تمام واقعات کو آپ کے دورِ مفضل بیان کرنا سوائے تفسیرِ اوقات کے اور کچھ نہیں گا۔ مگر فقیر محمد چند ایک نکات بیان کرے گا۔ اور نیز وہ تنجائیز بیان کرے گا جن سے ہماری محنت کی بہتری اور تنظیم ہو سکتی ہے۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ واقعات آپ کی حدیث میں پیش کئے جائیں، فقیر مناسبت سمجھتا ہے کہ اسلام کی حقانیت کے چند دلائل آپ حضرات سے سامنے پیش کرے

## حقانیتِ اسلام

حضراتِ دنیا میں جو سب سے سچا مذہب ہے وہ اسلام ہے۔ فقیر اس نے یہ بات نہیں کہتا کہ فقیر ایک مسلمان ہے یا مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہے۔ بلکہ حقیقت الامر یہی ہے۔ اگر لغوی دہلیں جائے تو تمام دنیا میں اگر کوئی مذہب سچا ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ اگرچہ ہر مذہب الہی اپنے مذہب کو سچا تصور کرتا ہے، اور اسی واسطے اس کا پیرو ہوتا ہے۔ مگر اس کی مثال یوں سمجھئے کہ

ہزار آدمی کھڑے ہیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں کانچ کا ایک ٹکڑا ہے۔ سوائے ایک آدمی کے جس کے ہاتھ میں الماس کا ٹکڑا ہے۔ الماس صرف ایک آدمی کے ہاتھ میں ہے، باقی سب نے کانچ کے ٹکڑے کو الماس سمجھ کر پکڑ رکھا ہے۔ ہر ایک خیالِ خود یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں الماس ہے۔ حالانکہ فی حقیقت ایسا نہیں ہے۔ اسی طرح الماس یعنی سچا مذہب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور کانچ کے ٹکڑے یعنی مذاہب باطلہ باقی سب لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ ان سب الہی مذاہب سے اگر درپردہ دریافت کیا جائے تو سب یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ اگر دنیا میں کوئی سچا مذہب ہے تو اہل اسلام سمجھتے ہیں۔ کیونکہ جو جو خوبیاں اور برکتیں مذہبِ اسلام میں ہیں وہ کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتیں۔

۱۔ فقیر کو اس پر ایک پرانا واقعہ یاد آیا۔ کرنل ہارلڈ صاحب لاہور میں ڈاکٹر کھڑک تلخیاں پنجاب تھے۔ انہوں نے اپنے ایک سرشتہ و اخیسٹ عزیز الدین سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس اسلام کے سچا مذہب ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ وہ کوئی عالمِ باسوری نہ تھا پھر بھی جو دلائل وہ پیش کر سکتا تھا اس نے پیش کئے۔ مگر ہارلڈ صاحب نے کہا او نہیں تم کو بتاتا ہوں۔ ہمارے ملک انگلستان میں پارلیمنٹ کے کئی سوشلزمین ہیں۔ جو سب کے سب بڑے لائق و خالق، مدبرِ اعظم، تجربہ کار اور عالم ہوتے ہیں۔ یہ مسدداً ممبرانِ پارلیمنٹ کمال غور و خوض اور بڑے تشکر و تدبیر کے بعد مدتوں میں اپنے ملک کے لئے ایک قانون بناتے ہیں۔ مگر اس قانون کو جاری ہونے سے ابھی پورا سال بھی نہیں گزرتا



کو اس میں غلطیاں نظر آنے لگتی ہیں جس کے باعث پارلیمنٹ کو لا پار یا تو اس قانون میں ترمیم کرنی پڑتی ہے یا اس کو منسوخ کرنا پڑتا ہے۔ اتنے ہیبت سے ان شعبہ آفیسروں کو ان ایسا قانون ایک سال نہیں چل سکتا۔ مگر ہمارے پیغمبر حضرت محمد بنو لہ دہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی فعل کیا۔ مگر پاکستان میں بھیہ کہ ایک قانون بنایا جس کو تیس سو برس کا عرصہ گزر گیا اور اس میں آج تک ایک طرف نہ غلطی نہیں لگی بلکہ وہ بہ زیادے کے لئے اصل موافق و مطابق ہے اس سے حدیث ثابت ہوتا ہے کہ وہ قانون خدا کی قانون ہے اور وہ مذہب اسلام ہے جو خدا کا مقبول اور پسندیدہ ہے۔

(۲) بلکہ وہیں ایک سال کا وقتیں یہی سبک فقیر کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تیرا کے تمام مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اور میں اس فقیر پر پہنچی ہوں کہ اگر وہی مذہب سچا ہے تو مسلمانوں کا ہے۔ فقیر نے کہا کہ تم اتنا اقبال کیلئے سے نصف مسلمان تو نہیں؟ اس نے دریافت کیا کہ شاہ صاحب وہ کس طرف؟ فقیر نے جواب دیا "مسلم کے دو بڑے اصول ہیں۔ اول دل سے یقین۔ دوسرے زبان سے اقرار کرنا آپ نے دل سے تو یقین کر لیا کہ اسلام سچا مذہب ہے تو دل سے نصف مسلمان ہو گئیں۔ اب اگر زبان سے بھی اقرار کرو تو پوری مسلمان ہو جاؤ گی۔" میرا صاحب نے کہا کہ "مگر میں مسلمان ہو تو میرا صاحب کیا کہے گا؟" فقیر نے کہا کہ "صاحب میرے گھر تراپنی قبر میں مہانے گا۔ تم مرو گی تو اپنی قبر میں جاؤ گی۔" نیز فقیر نے کہا کہ "تم پوری وقت غسل کر کے اور پاک کپڑے پہن کر آنا تو فقیر تمہیں کچھ بتائے گا۔" اس نے کہا "میں اب بھی غسل کر کے اور پاک کپڑے پہن کر آئی ہوں۔" فقیر نے اسی وقت اس کو کھڑے شریف کی تعظیم کر کے داخل مسجد عالیہ نقشبندیہ کر لیا۔ وہ اسی وقت سے ایسی ہی گئی مسلمان بن کر اسی دن سے اس نے نماز پر معنی شروع کر دی۔ اور تمام ارکان اسلام کی پابندی اور تہجد گزار ہو کر قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔

پھر اس کی برکت سے اس کے شوہر نے بھی مذہب اسلام قبول کر لیا۔ حالانکہ اس کو دو سال تک آریہ لوگ و غلاتے رہے تھے۔ اس کے بعد وہ صاحب بھی ایسا ہی مسلمان بن گیا۔ مبلغ کا کام کرنے لگا۔ چنانچہ ایک دو ایک اور اگر زیادہ کر کے جو کھو کھا رہے وہ ایک تھا فقیر کے پاس بھگوردی لے کر آیا۔ اس نے اس میں اسلام کی تعریف کی اور وہی الفاظ دہرائے جو میرا صاحب نے کہے تھے۔ کچھ دیر گفتگو کے بعد فقیر نے اس کو بھی کھڑے شریف پڑھا کر حلقہ ذکر میں

بٹھایا اور مسجد عالیہ نقشبندیہ میں داخل کر لیا۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ ایسا ہی ہو کر رہی گئے۔ ایک بیوی پڑا رہا۔ اسے میں خاتون بہادر علیہ صاحبی محمد اسماعیل صاحب ایک سال کی ہمدردی کرتے۔ اور اس کو کئی صاحب کی حالت دکھا کر کہنے لگے "اگر تم اس کو اس وقت ہوش میں لے آؤ تو میں تمہیں ایک سو روپیہ انعام دیتا ہوں۔" یہ بھلا وہ کیسے اس وقت اس کو ہوش میں لا سکتا تھا۔ (۳) تیرے روز نہیں جسے شرعی آثار سے پیٹھ صاحب موصوف نے اپنے گھر اس سے کہا کہ "نبیائت انہوں کی بات ہے کہ تم تنگ و مضور جیسی چیزوں کی تاثیر تو مانتے ہو مگر خدا کے نام میں تاثیر کو نہیں مانتے؟" وہ سخت شرمندہ ہوا۔

(۳) شام کے وقت اور بالعموم نماز مغرب کے بعد لاہور اور دوسرے شہروں کی مسجدوں کے دروازے پر جا کر جمع ہو جب مسلمان نماز پڑھ کر باہر آتے ہیں تو اہل غلو کی بیسیوں عمریں اپنے پیار بچوں کو گود میں لئے دم کرتے کہ اسطرح دروازوں کے باہر کھڑی نظر آئیں گی۔ یہ عمریں جاتے وقت مسلمانوں کے جوتے اتارنے کی جگہ کی ٹک ٹک اپنے غلو صورت نئے پتھروں کے منہ پر پڑتی ہیں اور یقین کرتی ہیں کہ مسلمانوں کے جوتوں کی خاک میں بھی شفا ہے۔ مگر وہ اسلام کو بچاؤ سمجھتی تو ایسا کیوں کرتیں۔

(۴) اور سنہ ۱۲۸۵ھ کے ابتدائی زمانے میں ولایت سے ایک باوری آیا۔ اور نبی میں ہزاروں قرآن مجید خریدنے شروع کر دیے۔ ایک مولوی صاحب نے اس سے دریافت کیا کہ تو کیوں قرآن شریف خرید رہا ہے۔ اس نے کہا ولایت سے حکم آیا ہے کہ جتنے قرآن شریف ہندوستان میں ہوں سب مال کر کے انھیں نیست و نابود کر دو۔ مولوی صاحب نے فرمایا تو دیر ہے۔ ہمارا قرآن شریف ان کا غلوں پر نہیں ہے۔ ہمارے دل پر لکھا ہوا ہے۔ ہمارے کس دس سال کے پتھروں کے سینوں میں لکھا ہوا ہے۔ تم اگر لکھو کہ قرآن شریف ہندو میں غرق کر دو، تو بھی ہمارے قرآن شریف کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہو۔ ہم ایک دن میں لکھو کہ قرآن شریف پھر لکھ سکتے ہیں۔

کیا دنیا میں کوئی اور مذہب ہے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ ان کی کتاب اول سے آخر تک کسی کو یا ہو؟ فقط کلام پاک کا ایک نمونہ تو یہ فقیر ہی آپ کے سامنے ہے۔ جو بار بار اس کی صداقت



کا تجربہ کر چکا ہے۔ نماز تراویح میں کئی دفعہ یہ فقرہ گوارا کرتے ہوئے غنودگی کی حالت میں بھی قرآن شریف کے الفاظ صحت کے ساتھ دہراتے رہے۔ اگر سینے میں کھسا نہ جاتا تو نیم پوشی کے عالم میں وہ الفاظ کیسے زبان سے نکل سکتے تھے۔

قرآن شریف کے حروف پانچ لاکھ چالیس ہزار چھ سو۔ رکوع پانچ سو چالیس ہوتے ہیں ایک سو چھ سو۔ آیات چھ ہزار چھ سو چھ ہیں۔ کیا کوئی اور مذہب ایسا بات بتا سکتا ہے کہ ان کی مذہبی کتاب کے اتنے حروف ہیں؟ کیا کوئی مذہب والا اپنی کتاب ان سے آٹھ حرفت جو حرفت زبان پر پڑھ کر سنا سکتا ہے؟ ہمارے ملکوں میں تو دس دس سال کے بچے ہر شب ہر قصبے میں موجود ہیں جو کلام اللہ کے حافظ ہیں۔

۱۵۱ جب قرآن شریف ازل ہوا تو مغربی ایشیا میں دو زبانیں مروج تھیں۔ ایک عربی جو بحیثیت کی زبان تھی۔ دوسری سریانی جو تورات شریف کی زبان تھی۔ اس سے پہلے رسول اللہ کے پیدا ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خداوند کریم نے نہ صرف یہ کہ ان کتابوں ہی کو اٹھایا، بلکہ ان کی زبانوں کو بھی اٹھایا۔ آج ان تمام ملکوں میں سے کوئی ملک یا شہر یا قصبہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں عبرانی یا سریانی زبان بولی جاتی ہو۔ اب ان تمام ممالک میں عربی زبان بولی جاتی ہے اور عربی زبان ہی کا دور دورہ ہے۔ جو قرآن مجید کی زبان ہے۔

۱۶۱ جب دنیا میں قرآن شریف نازل ہوا تو تمام ہندوستان خصوصاً بھارت و کشمیر میں سنسکرت بولی جاتی تھی۔ اب اس تمام علاقے میں واحد گھر بھی نہیں ہے، جہاں سنسکرتی زبان بولی جاتی ہو۔ بلکہ اس زبان کو سمجھنے والے آدمی بھی خال خال ہی نظر آئیں گے اگر کوئی کتاب تمام دنیا کی اصلاح کا دعویٰ کرتی ہے تو وہ صرف قرآن پاک ہے۔ کوئی اور کتاب تمام عالم کی اصلاح کا دعویٰ ہی نہیں کرتی۔

۱۷۱ کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اہل ہندو کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے۔ نہ وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ کتدیں جن کا وہ آسمانی ہونا بیان کرتے ہیں، کب کبس جگہ اور کس پر نازل ہوئیں۔ اس وقت کون تو میں آباد تھیں۔ اور کون سی مخلوق دنیا میں موجود تھی۔

۱۸۱ قرآن شریف کی برکتیں اور رحمتیں اتنی ہیں کہ انسان کے احاطہ شمار سے باہر ہیں۔

گمشتے نمود از غوار سے، فقیر وہیں آپ کے دروہ بیان کرتا ہے۔

(الف) نیز سے نیز تلوار فقیر کے پاس لائیں۔ فقیر قرآن پاک کی آیت شریف پڑھ کر اس پر دم کر دے گا، اور وہ ایسی کند ہو جائے گی کہ انسان کا بال تک بھی نہ کاٹ سکے گی۔

اب کسی شخص کو اگر باؤلے کتے نے کاٹا ہو تو اس کو فقیر کے پاس لاؤ۔ فقیر قرآن مجید کی آیت پڑھ کر گسیل مٹی پر دم کر کے اس شخص کے بدن پر ملے گا، تو اس مٹی میں سے جس رنگ کا کتنا تھا، اسی رنگ کے بالوں کی صورت میں باؤلے کتے کا زہر باہر نکلے گا۔ اور سنگ گودیدہ فضل آگہی سے بالکل تندرست ہو جائے گا۔

۱۹۱ آج اربعین ماہ کا عرصہ ہوا فقیر ریاست رام پور گیا ہوا تھا۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ میری عورت کو سات دن سے دروہ ہو رہا ہے۔ تمام ڈاکٹر اور دانیال عاجز آگئے ہیں۔ نہ وہ مرنے ہے نہ اس کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ سب نے مایوس ہو کر اسے لاعلاج بتا دیا ہے۔ فقیر نے اپنے پاس سے تین کھجوریں لے کر ان پر قرآن شریف کی ایک آیت پڑھ کر، دم کر کے اس کو دیں۔ باس کی فقیر کو اپنے پیرو مشد رمتہ اللہ علیہ کی طرف سے اجازت تھی۔ پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ شخص دوڑتا ہوا آیا اور بار بار دوی کہ خدا کے فضل سے بچہ ہو گیا۔ محض کلام آگہی کی برکت سے ایسا ہوا۔

۲۰۱ کسی شخص کا رکھاکم ہو جائے، تو فقیر مٹی کے تین ڈھیلوں پر قرآن شریف کی ایک سورہ پڑھ کر دم کر دے گا۔ وہ غفود الخیر بچہ اگر خدا سے تعالیٰ کو منظور ہوا تو آٹھ دن کے اندر ہی گھر واپس آجائے گا۔ صد بلا مرتبہ اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

ابھی کل کی بات ہے کہ جب یورپ کی آتش نے سلطنت عثمانیہ کو جو اس وقت حرمین الشریفین کے خدام اور خلافت کے متعلق تھے

### حالات حاضرہ

آگہیر اکہی سال کی جنگ کے بعد آخر ترکوں کو شکست ہوئی اور سلطان العظم خلیفہ اسلام یورپی دُول کے ماتحت ایک کھوپڑی سا ہو گیا۔ تمام ممالک اسلامیہ میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً کشمیر سے اس کماری تک، اور پشاور سے کلکتہ تک، ایک شور برپا ہو گیا کہ دُول یورپ نے اسلام اور خلافت اسلام کے مشائے میں کوئی رقیفہ باقی نہیں رکھا۔ چونکہ خلافت اہل اسلام



ایک مقدس مسئلہ ہے، اس نے خلافت کے برقرار رکھنے کے لئے ہر جائز و ممکن کوشش کرنا ہر مسلمان کا مقدس فرض ہے۔

چنانچہ لکھنؤ کا روپیہ اس مقصد کے لئے فراہم کیا گیا سینکڑوں مجلسیں قائم کی گئیں۔ لکھنؤ و مظفر اور تقریباً کی گئیں گریہ و زاری، الحاح و تضرع سے بارگاہ رب العزت میں التجائیں اور دعائیں کی گئیں بغیر یہی کہ کرم کوشش ہیں کہی اور مصلحتی کمال پاشا نے اناطولیہ میں نوجوان ترکوں کی جماعت کی مدد سے ایک خود مختار ترکی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اور ذوقِ یورپ کے بچوں سے پہلے تو خلیفہ اسلام اور عظامِ خلافت کے ہاگرنے کی کوشش کی۔ اور دوسرا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ مگر خدا جانے کہ اس کو کیا منقلب ہے، کہ ایک طرف تو تمام عالم اسلام میں خلیفہ کے تقرر اور خود مختاری کے لئے شور برپا تھا اور دوسری طرف ترکان احرار کی اسی مجلس نے سال گوشہ خلیفہ اسلام کو ملک بند کر دیا۔

اور بابِ علم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اسی ترکوں کے آباؤ اجداد نے جب خلافتِ عباسیہ کو بغداد سے مٹایا تو وہ بہت پرست تھے۔ نورشت و عوائد سے باطل بنے سب اور اخلاق و آداب سے باطل ہو گئے تھے۔ اول درجہ کے ظالم اور سفاک تھے۔ انھوں نے علمائے اسلام اور صوفیائے عظام کو کچن جن گرفتار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور غیرتِ ہوش میں ہی تو کیا ہڑا ترک و صوفیائے کرام خواجہ محمد حقیق رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد و ہندی رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے دربار میں لائے۔ ان کو سخت عذاب دیا گیا۔ مگر یہ مقتولانِ بارگاہِ ایزدی رحمۃ اللعالمین کی شان میں جلوہ گر تھے، اس لئے ان کے قور باطن سے ترکوں کے دلوں میں اسلام کی روشنی پھیل گئی اور ملکوں کے سچے مذہب نے بہت پرست جانکوں کو ایسے خصوصاً و سحر کیا کہ ان کو سوائے مذہب اسلام کو قبول کرنے کے اور چارہ باقی نہ رہا۔ سبحان اللہ! اسلام میں وہ جذبہ اگر کشش ہے کہ جو کوئی اس کی مخالفت کرتا ہے، بالآخر اسی کو اس کا دل مادہ اور شقیہ جو ناپرتا ہے۔

ایسا ہی حال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا ہے۔ کہ معاذ اللہ گھر سے تو وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے اور خیر خداوندی کو بھلنے کے لئے جا رہے

تھے، مگر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے ہی حضور کی ایک نظر سے شہید ہو کر تسلیم ہو گئے اور اسلام کی وہ دو خدمات کیں جن کو مخالفین اور ملذین بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔

اسی طرح اسی ترکوں نے مسلمان جو کہ مشرقی یورپ کا اکثر حصہ فتح کر دیا۔ اور مسلمانوں کو فتح کر کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور شیش گولی پوری کر دکھائی۔ اور بعد میں خادمِ خلافت بن کر سینکڑوں سال تک عربین اشرافیہ کی خدمت کرتے رہے۔ مولیٰ کریم کے فضل و کرم سے فقیر کو اب یہی یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی پاک بندے کے طفیل اسلام اور اہل اسلام کے ان تمام مصائب کو بھی دور کرے گا۔

شہر خالی ست ز عشاق مگر از طرفے مرے از غیبِ بدوں آید و گئے بکند  
ابھی خلافت کا فخر دلوں میں تازہ تھا کہ اہل ہندو کے تمام فرقوں نے  
فتنہ ارتداد  
مل کر ایک سنگٹھن کی بنیاد رکھی جس کی غرض و غایت یہ ہے کہ پستار ان  
توحید اور خلافتِ اسلام کو جادو حق سے منحرف کر کے ان کو شذوذ یعنی مرتد بنایا جائے۔ اور معاذ اللہ اسلام اور ملکہ بگوش ان اسلام کا نام تمام ہندوستان سے مٹایا جائے۔

ہر بلائے کز آسمان آید خانہ افوری ہی جوید  
چنانچہ تقریباً دو سال کا عرصہ جو کہ لائسنسی رام صاحب سابق مینجر گروہل کا گھری  
نے جوہر سے پکے اور متعصب آریہ سماجی ہیں، اگرہ میں ایک مرکز قائم کیا۔ اور مسلمان ملکانوں  
کو مقدس مذہب اسلام سے منحرف کرنے کے لئے بہت سے پرچار کا مقرر کئے۔ روپیہ کا  
لاہج اور ڈرنے و حکمانے کے حربے استعمال کئے۔ ملکوں کو ہندو بنانے کے لئے لکھو کھا  
روپے جمع کئے گئے جس میں اہل ہندو کے تمام طبقوں نے، راجہ سے لیکر دہقان گنوار تک  
نے حصہ لیا۔

جو کہ غریب مسلمان ملکوں کو دیا گیا وہ ناقابلِ بیان ہے کسی کو طرح زرے خوف  
کرنے کی کوشش کی گئی کسی پر ناجائز دباؤ اور رعب ڈالا گیا کسی کو قرقی، نیلای، قسیر کی  
دھمکی دی گئی۔ ماڈل کو بچوں سے اور بچوں کو ماڈل سے، خاوند کو عورت سے اور عورت کو  
خاوند سے، علیحدہ کرنے کی سعی کی گئی۔ مگر خدا کا احسان اور فضل ہے کہ چند اہل درد و اہل اسلام



نے اس طرف توجہ کی۔ اور بہت جلد کئی انجمنوں نے فتنہ گردانوں کے سب بابت کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اور سرگرمی سے شریعتی اور شیعہ کے خلاف کام شروع کر دیا۔ جس کے جہانے مسلمان لاکھوں کو غیر مذہب الوں کی چالاک اور عیاری سے مطلع کیا گیا۔ ان کو اسلام کے اصولوں کی حقائقیت اور تقدیس سے آگاہ کیا گیا۔ مبلغ مقرر کر کے دینی مدرسے کھولے گئے۔ مدرس مقرر کئے گئے بسا اہد اور چالاکت کی تعمیری گئی۔ شفت خانے بنائے گئے۔ اور مسلمان بچوں کو سرور دی اسلام کی تعلیم اور تلاوت قرآن پاک کی تعلیم دینی شروع کی گئی۔ الحمد للہ کہ اس کام میں خدا کے فضل سے اس قدر کامیابی ہوئی کہ اس کا شکرا ادا کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔

انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیدان مبلغ سیالکوٹ کے ارکین نے اس مقدس کام میں جس قدر حصہ لیا۔ اور جو کام کر دکھایا۔ وہ آب زر سے گلشنے کے قابل ہے۔ اور صفوہ دروگہ گارپ تانا ابد و رشال رہے گا۔ انجمن کے ہذا میں سے دو عدد مدارس علاقہ کشمیر میں، دو عدد علاقہ جموں میں، دو عدد علاقہ ریاست بڑوہ میں، باقی ۳ مدارس علاقہ آگرہ، متھرا، دہلی، ایٹ، بلند شہر، گڑگاؤں، علی گڑھ، فرخ آباد وغیرہ میں ہیں۔

خداوند تبارک و تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ آریہ سماجیوں کو ان کے اس کام میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اور سال گذشتہ تو وہ بالکل بایس و ناکام ہو کر واپس چلے گئے تھے اور اپنی غلطی پر نادم تھے۔ مگر حضرات اہل اسلام اور اسلام کی یہ کامیابی محض تائید خداوندی اور فضل الہی پر منحصر تھی۔ ان کے مقابلے میں ہمارے پاس کوئی طاقت نہ تھی۔ اس لئے یاد رہے کہ ہمیں اپنی کامیابی اور آریہ سماجیوں کی ناکامی پر جو حکم قلّ جَاءَ الْحَقُّ وَفَرَّقَ الْبَاطِلُ دَرْجہ فرمائے کہ حق آیا اور باطل ختم ہو گیا۔ ایک خدائی حکم کے ماتحت ہے، پھول کر اس نیک کام کی اشاعت اور تبلیغ کو بند نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اور مسلمانوں کا ہر فرد اس کا مبلغ اور اشاعت کنندہ ہے۔

آپ کو بخوبی علم ہے کہ گزشتہ ماہ فروری ۱۹۲۵ء میں آریہ سماجیوں نے متھرا

میں دیاننگی، جو گریہ مت کا باقی تھا، سوکھ یلو میں ایک جلسہ کیا تھا۔ ہندوستان کے ہر گوشے سے اہل ہندو کے میڈرواں جمع ہوئے تھے۔ جہاں اہل اسلام اور اسلام کو مٹانے، اور مسلمانوں کو ان کے مقدس اور پاک مذہب سے گمراہ کرنے کے لئے کئی پریشیدہ اور ظاہر کیشیاں لگی تھیں۔ اسی مطلب کے لئے کھوکھار پوہر جمع کیا گیا۔ معتبر ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ دہلی وغیرہ سازشوں میں یہ حلفیہ فیصلہ ہوا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کم از کم ہندو مسلمانوں کو گمراہ کر کے جاوید ستیتم سے چھلکا کر اسلام سے خارج کرے گا۔ اور ہر طرح کے ناجائز طریقے، رونی کا طریقہ روکیوں کا جال، اور کے لالچ کو کام میں لایا جائے گا۔

اس لئے ہر مسلمان کو آئندہ کے لئے ہوشیار ہو جانا چاہئے۔ اپنے مذہبی اصولوں سے پوری پوری واقفیت حاصل کرنی چاہئے۔ پاک مذہب اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اپنے بچوں کو اصول اسلام اور حقائق اسلام سے اچھی طرح واقفیت کرانا چاہئے اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلے کو جاری رکھ کر مخالفین و معاندین اسلام کی مداخلت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔

ابھی کل کا ذکر ہے کہ اخبار تنظیم امرتسر اور اخبار زمیڈار میں اور ان سے قبل اخبار ولپ میں ایک طویل مضمون لاہور دیاں ایسلے کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں جو دیاں نے اسلام اور اشاعت اسلام پر نہایت رکیک جملے کئے ہیں۔ اس مضمون کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تنظیم مضمون اسلام کی اشاعت اور اس کی تبلیغی تعلیم سے بالکل ناواقف ہے۔ یا عہر تعصب کی پٹی نے اسے اندھا کر رکھا ہے۔ اس لئے کہا ہے کہ ۱۔

۱۔ اہل ہندو کا اسلام سے ہرگز اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو ہر جائز و ناجائز کو شش سے ہندو بنا کر اہل ہندو کے کسی دھرم سے ملنے میں داخل کر دو۔ اور اس طرح سوزہ حاصل کر دو۔ اور بصارت و رش کو تمام غیر ہندوؤں سے پاک اور شہدہ کر دو۔ یعنی تمام غیر مذہب کو نیست و نابود کر دو۔ اگر یہ نہیں کر سکتے تو پہلے سوزہ جیہ حاصل کر دو۔ یہ سوزہ جیہ ریاست ہماچل یا نظام حیدر آباد کا سانہ جو بلکہ کل آزاد اللہ با اختیار ہو۔ اور ہندو ریاست قادیان کے ہر سولہ کے رعب و جاہ و شہر کی تحریف، اور اور کے لالچ سے تمام مسلمانوں کو گمراہ کر کے ہندو بنا کر دیا



یَا اَللّٰهُ جَبِّ اِزْزِیْ وَہ کی سوجھی حقیقت یہ ہے کہ ہندو، عوام و ہندوستان میں جو یا  
 جلا وطن ہو، اس کے دل میں یہی خواہش موجزن ہے کہ جس طرح ہو، ہندوستان سے مسلمانوں کو اذان  
 کے مقدس مذہب اسلام کو متاثر کیا جائے۔ یا تو مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دیا جائے یا ان کو  
 گروہ کر کے ہندو بنا لیا جائے۔ اور ناقابل اعتدال مذہب مسلمان گروہی خد میں سونے ہوتے ہیں۔ اور ایسے  
 قال و انتھام سے باطنی بے خبر ہیں۔ دیکھتے نہیں کہ دنیا کس طرف کو جارہا ہے اور وہ کہاں ہیں۔ زمانہ کی  
 گاتے وہ میں کہیں ہندو ہیچ نہیں۔ انہی کے پیشانیوں میں حال کی پردہ افروا کی سکر نہیں ہے یہی  
 کی حالت میں خدا ہی مقرب العلوب ہے۔ ان کے دلوں میں محبت اسلام بھر دے۔ ان کو نکال دیا  
 میں نکال دے۔ ان کو دینی و دنیاوی ضرورتوں سے آگاہ کر دے۔ اور پھر مسلمان بنا دے۔

دو سال کا ذکر ہے کہ جب فقیر مہدی سے واپس آکر باقلا تو حکیم اجمل خان صاحب آیت کریم  
 توفیق نے ان سے کہا کہ "لاہور میں جمعیتہ العلماء نے نومبر ۱۹۶۲ء میں بے چارے سے کہہ کر مہدیوں سے  
 برضات غلط افواہوں کی بنا پر ہندوؤں کو مجرمان بنانے کا ارادہ کیا کہ ہم تجویز پاس کی کہ مسلمان ہند  
 کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان سے جو روی ہے سکر نہیں دیکھتے کہ آج ہندو مذہبی غریب  
 مسلمانوں کو راہ توحید سے پھیل کر مرتد بنا رہے ہیں۔ آج تھارے لیڈر ان ہندوؤں کے خلاف کئے  
 جیز و پویشیں پاس نہیں کرتے؟"

اہل ہندو کا اتفاق اور یکجہ گت اور آپس کے تعلقات دینے مضبوط اور استوار ہیں کہ وہ  
 یک لاکھ کے لئے لکھائی سال پیشتر سے تیار ہی کرتے ہیں۔ واقعات ماضی میں پر شاہ ہیں  
 کہ وہ ہندو مسلمانوں پر پیچھے دست علم و تعزیری دراز کرتے ہیں۔ ان تو عوام ہندوؤں کا نشانہ بناتے  
 ہیں۔ اور چونکہ ان کا نظام و اتحاد نہایت مستحکم ہے، اس لئے بعد میں خود کو غلط ثابت کرتے ہیں  
 اور مسلمانوں کو جو کسی مرکزی انتظام سے وابستہ نہیں ہیں، غلام، مجرم، چور وغیرہ بنا کر ان کا پانچاں  
 کر کے سزا میں دو اتے ہیں۔ اہل ہندو صاحب زور ہیں۔ ان کے حکام زیادہ ہیں۔ حکومت کے  
 شعبے میں ان کا عنصر غالب ہے۔ تجارت تمام ملک کی ان کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اپنے زور  
 زور و عاف سے غلاموں کو غلام بنانے کے انصاف پر وہی نہیں چمکتے دیتے۔ بلکہ اُن غریب اور بیکس  
 جاہل اور بے علم، بے گناہ اور بے سہارا مسلمانوں کو اپنی ہر طرح کی جانور اور ناجائز سعی سے مجرم

بنانے اور سزا کیوں لانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

سال گزشتہ کے واقعات سہارن پور، آگرہ، ملتان، دہلی، اجیر وغیرہ کے اس امر کی  
 کافی شہادت ہیں۔ مگر مسلمان ہیں کہ ان کے کان پر جون بھی نہیں رنگتی۔ وہ ہر طرح کی مراعات  
 سے کام لیتے ہیں۔ انھوں نے اسلام کے ہندے سے بڑے دشمن کو بادشاہی مسجد کے منبر پر بیٹھنے کی  
 اجازت دی۔ اہل ہندو کی نعشوں کو کاٹھا دیا۔ ان کی دھڑائی کی خاطر چند نام نہاد مسلمانوں نے اسلامی  
 شعار و بیور گاڈ کو ناجائز ملک کہنا شروع کر دیا۔ بلکہ تمام مسلمانان ہند نے بعض اہل ہندو کے احسا  
 کا لیا فکر کے کوئی گائے قربان نہیں کی۔ اور ہندو ہیں کہ وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور ان کو راہ توح  
 سے منحرف کر کے مشرک اور کافر بنانے کے لئے سزا پاگوشش کر رہے ہیں۔

اول تو ہر جگہ مسلمان ہندوؤں کے ہاتھوں پٹے اور مقبول ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کسی جگہ  
 ہندو ظالم ہوتے ہوئے بھی مظلوم بن جاتے ہیں، اور تمام لیڈر ان قوم ان سے مصالحت و  
 مصافحت کے لئے کوشش کرتے ہیں، تو بھی وہ مسلمانوں کو بغیر چھاپسی چڑھانے نہیں  
 چھوڑتے۔ اور مسلمانوں کی سادہ دلی دیکھتے کہ کنگسل وغیرہ میں اہل ہندو نے جو مظالم  
 بے کس اور مجبور مسلمانوں پر کئے۔ جدیدہ کہ بچوں کو زندہ جلا دیا۔ ڈپٹی کشن ضلع نے غلامان  
 کو اپنی آنکھوں سے اس حال میں دیکھا۔ اس پر چند اہل ہندو کو سزا ہوئی تو مسلمان ایسڈ رائے  
 مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ جلسے کر کے گورنمنٹ کو تار دیے جائیں کہ وہ ہندوؤں کو  
 رہا کر دے۔ سبحان اللہ!

۷۰ ہمیں تضاوت رہ از کجاست تا کجا

ہماری مردت اور احسان کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم کو کمزور، بے کس اور بے بس خیال کر  
 لیا گیا۔ اور مرے سے ہم کو ملک بدر کرنے اور ہمارے مستقبل کے لئے منصوبے بنکر  
 کوشش کی گئی۔ مگر یاد رہے کہ مذہب اسلام چراغ خداوندی ہے۔ اس چراغ کو بجھانا  
 آسان نہیں۔ یہ تاقیامت روشن رہے گا۔ ۷۱  
 چرائے را کہ ایزد بنسوزدو کے کو تف زند ریشیش بسوزدو  
 اب اہل اسلام کا یہ کام ہے کہ وہ گزشتہ برسوں کے تلخ تجربے کے سبق حاصل



کریں۔ یوں کا کام یہ نہیں کہ ایک مورخ سے دوبارہ ننگ کھائے حبش نئی کرانے۔

ہر چند آزمودم ازوے بود و دم من جزب التجرب حلت له الشدائد  
(ترجمہ: جس نے تجربہ کر کے کام کی آزمائش کی وہ پیشانی میں پڑا)

اس میں کوئی کلام نہیں کہ جو برداشت ہمارے مذہب میں ہے کسی اور مذہب میں نہیں ہے۔  
مگر یہ یاد رہے کہ ہم کسی حالت میں بھی اپنے مذہب میں دشمن اندازی برداشت نہیں کریں گے۔ ہم  
کسی شعائر اسلام کو ترک کرنے کے لئے کسی حال میں بھی تیار نہیں ہوں گے۔ وہ اتفاقاً وہ  
صلح جس سے ہمارا ایمان اور اسلام اور اعتقاد جاتا رہے، ہم کسی طرح بھی ماننے کے لئے تیار  
نہیں ہیں۔ ہر مذہب و قوم ہماری سالہا سال کی آزمائش ہوئی ہے۔ ان سے یہ توقع کرنی کہ ہمارے ساتھ  
دوستی رکھے گی، ہمارے ساتھ اتحاد و یگانگت کرے گی، بالکل فصول اور لا حاصل ہے۔

بمصدق

بایدان بدباش و باشیاں نکو جائے گل گل باش و جائے خار خار

اور

نکوئی بایداں کردن چنانست کہ بد کردن بجائے نیک مردان  
ہمارا اولین فرض ہونا چاہیے کہ ہر جائز طریقے سے ہم اپنی حفاظت اور غیروں سے  
بچاؤ اور مدافعت کی کوشش کریں۔

انفوس اگر مؤمن، بھولا بھالا مؤمن ان علیا دیوں اور چالاکیوں کا شکار ہو جاتا  
ہے۔ تاریخ داں اصحاب پر روشن ہے کہ ہندوستان میں اشاعت اسلام کن پاک نفوس کی  
بدولت ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی رحمت اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت خواجہ مخدوم علی ہجویریؒ نے  
تشریف لائے۔ ان سے پیشتر ان کے چہرے صافی حضرت سید حسن زنجانیؒ نے لاہور میں رونق افروز  
تھے۔ ان کا بھی اہل ہندو نے سخت مقابلہ کیا۔ ان کو تلخیں پہنچانے کی بہت کوششیں کی گئیں  
مگر حضرت داتا صاحبؒ کے باطن میں نورِ نبوت سے نور و لایت موجود تھا۔ اس نور کے سامنے  
کوئی استدرج کہاں کا میاب ہو سکتا تھا۔ خدائی نور نے تمام دنیاوی ساحر و جادوؤں  
کو بچھا دیا۔ اور حق باطل پر غالب آگیا۔ ازاں بعد حضرت خواجہ نور اجنگاں حضرت نور محمد علی الدین

چشتی اجمیری تشریف لائے۔ اور پریمی ارج سے مقابلہ ہوا۔ حضو کے الفاظ مبارک کی غلغلہ  
عالم نے ایسی قدر کی کہ جو آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔ آپ نے پریمی طرح کو کہا کہ مائتاز  
پہلاناں سپردیم۔ خدا کی شان اسی سال تراوی کے مقام پر پریمی ارج زندہ قید ہو کر  
مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور قتل ہوا۔

خدا کے پاک اور مقبول بندے اہل اسلام میں اب بھی موجود ہیں۔ اگر وہ قسم کھا  
کر کسی کام کے لئے کہہ دیں گے تو انشاء اللہ العزیز خداوند کریم وہی کام کر دے گا۔

خاکساران جہاں را بھارت منگر توجہ دانی کردیں گرو سائے باشد

مگر یہ تمام قصور ہمارا اپنا ہے۔ ہم خود اپنے ناقص و تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ جب ہم  
دیکھتے ہیں کہ سالہا سال سے ہمارے ساتھ اس قسم کا بڑا سودک ہو رہا ہے، اور مختلف قسم کے  
مظالم ہم پر توڑے جا رہے ہیں، تو ہم کیوں پوشیا رہیں ہوتے؟ ہماری مطلوبی، بے کسی اور  
بد انتظامی کی کوئی حد نہیں تو ہم کیوں اپنی تنظیم کی فکر نہیں کرتے؟

ہمارا دینی اسلحہ اور تو مسلمانین ہند اپنی زبردست ہمسایہ قوم کے مقابلے  
میں نقصان ارتداد کا سہا باب کرنے میں مصروف تھے، اور سنا گاہ ان کے ذہنی اور عروج  
دلوں پر ایک اور کاری حرم لگا۔ یعنی عرب کی مقدس سرزمین اور حرم شریف میں جہیں ہر  
قسم کا جلال و قہار شائع ہے، جس جگہ داخل ہونے والے کے لئے امن کی ضمانت  
خداوند کریم نے دی ہے، فرمایا ہے: وَمَنْ دَخَلَ كَانْ اَوْسْتَا رَزْمِہ اور جو کوئی اس میں  
داخل ہو، وہ امن میں ہو۔ (۱) ہزاروں بے گناہ ہندوگان خدا اور غلامان رسول مقبول صلی اللہ علیہ  
وسلم کو تہ تیغ کیا گیا۔ مردان ہی کو نہیں بلکہ عیساکر بعض اخباروں میں درج ہے، نجدیوں نے  
معصوم بچوں، بوڑھوں، اور بے گناہ عورتوں کو بھی تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ جوانوں کا تو  
بغیر محال یہ تصور رکھا جاسکتا ہے کہ انہوں نے حکومت کے خلاف کوئی کام کیا جو اور طاقت  
رہی ہو۔ مگر بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا کیا گناہ تھا؟

گنہ بود مردست مگارو چہ تاواں زن و طفل بے چارہ را!

خدا کی شان! وہ سرزمین مقدس جہاں بال تک کا کٹنا، ناخن تک نہ مٹنا۔



جوں تک ماننا منع ہو وہاں جو لوگ بے گناہ غلامان سرکار و دعا کو فوج کریں ان کے اس فعل شنیع کو مطلق  
کو کچھ لوگ ستمنا کی نظر سے دیکھیں اور مہار کباد کے تار دیویں تو یا حرم شریف کی بے عزتی اور شعار اسلام  
کی مخالفت کرنے کو جائز قرار دیا جائے۔ انہوں نے صدافسوس! مگر خداوند عالم پر پور ہجو و ساز رکھنا چاہیے  
کہ یہ پاک اور مقدس گھر اس کا اپنا گھر ہے۔ اس کے فضل و کرم سے عقین رکھنا چاہیے کہ خٹے قدوس  
بعد اس صورت کو تبدیل کرے گا۔

رسید مژدہ کو امام علم خواہ ماند چنان ماند و خنجر نیز ہم نخواست ماند

## اتفاق و اتحاد

تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق چاہئے والو  
سکیم نال اگر کتاب شنیدن آری سینہ شکم گرفتار قیادت یاری

بہار ان بیگناہت اس کل تمام ہندوستان میں ہر فرقہ و جماعت کی ایک ہی آواز آتی ہے ہمیں سے کوئی بھی تعصبات اور تعصب کے خلاف نہیں ہے۔ اسلام تو  
تمام انسانوں کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دیتا ہے کسی کی دل آزاری و آہیں رکھنا تو ایسا ہی عالم  
مشاہد میں مسلمان بادشاہوں نے کس اربادلی اور عالی حوصلگی سے مخالفتیں و معاندین اسلام کے  
ساتھ سلوک کیا کس عالی ہمتی سے ان کو مہارعات دیں کیوں نہ کرتے؟ غیر مذہب انوں کو مجبور  
کر کے ان کو اسلام میں لانے کا حکم نہ تھا۔ لاکھ لاکھ فی الدین۔ رزجو کوئی ذہر دستہ ہیں ان میں  
اور لکھ لکھ جو کھوڑی دین دین۔ یہیں ہندو دین لکھ لکھ ہیں کیا پاک اس پر شہر ہیں۔ مگر  
اس پر بھی یہ ان کو اسلام کو لوار کی دھار سے پھیلایا گیا یہ بالکل غلط، بہتان اور افترا ہے۔

حضرت! غیر قوم کے ساتھ جو ہندوستان کے طول و عرض میں آباد ہے اس  
کے ساتھ اتفاق و اتحاد کا جو صلح و صلح مسلمان ہند کو ہوا وہ تو بیان کر دیا گیا ہے۔ ان سے بہتر کی  
امید رکھنی یا دوستی و اتفاق کی امید رکھنی میری شائستگی و باری کے خلاف ہے۔ اب ان عربیان و  
عربیان اسلام کا حال سنئے۔ جو اصل خود تو ارکان اسلام اور سنت رسول علیہ الصلوٰۃ و السلام  
کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ اور راہ راست سے منحرف ہو گئے ہیں اور ان کو جو جادہ مستقیم اور  
دین قیوم اللہ سنت مصلحتوں پر قائم ہیں ان کو اپنے ساتھ ملا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ایسا غور  
برپا کرنے والوں کو علم ہونا چاہیے کہ وہ یقیناً خود ہی ارکان اسلام سے ناواقف اور نا آشنا

ہیں نہ تو وہ خود صحیح مسنون میں غلام سرکار ہند ہیں اور نہ وہ لوگ ہی غلامان حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے لئے یہ لوگ شور برپا کر رہے ہیں یہ سب فاسق خونخوار کی صفت سے بالکل مبرا  
ہیں۔

انہوں نے اور ہم کو اتفاق کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ اور ہم پر نا اتفاق کا الزام لگاتے ہیں جو  
بالکل خلاف اقصیٰ ہے۔ ہم اہل سنت و الجماعت کی آبادی تمام ہندوستان میں زائد از پانچ کروڑ  
ہوگی اور ہندوستان میں قریب سات کروڑ کے مسلمان ہیں گے جن میں مکمل چھ لاکھ دس ہزار فرقوں کے  
ہوں گے۔ باقی زائد از ساتھ سے چھ کروڑ اہل سنت و الجماعت ہیں جو بالضرور اتفاق و اتحاد پر قائم ہیں۔  
اب ہندوستان میں جہاں ہر وقت آزادی مذہب کی کوئی گارنٹی جاتی ہے ہر روز  
نئے نئے مذہب حشرات الارض کی طرح پیدا ہو رہے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ  
پیغمبری کے بعد کوئی ایک سپردان مرزا غلام احمد نے پیغمبری کے دعوے کئے۔ مرزا غلام احمد  
پہلے سیالکوٹ کی کچہری میں احمدی کے عہدے پر ملازم تھا۔ وہاں سے مختار کاری کا امتحان دیا  
جس میں ناکامی ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ مریم عیسیٰ مسیح احمدی، نبی، کل نبیوں کا خیر و مراد  
خدا کا بیٹا، خدا کا پیدا کرنے والا وغیرہ پھر کرشن گوپال بن کر اس جہان سے سدھارا۔

جو دارلنہ آپ کو اچھی طرح معلوم ہوگا کہ صادق نبی اور کاذب نبی میں کیا فرق ہے۔ مگر  
چند ایک امتیازی نشانات میں بھی بیان کئے دیتا ہوں۔ (اول) استیجابی کسی استاد کا شاگرد  
نہیں ہوتا۔ اس کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ روح القدس سے تعلیم پاتا ہے۔ اس کی تعلیم و علم بلا واسطہ  
خداوند قدوس سے ہوتا ہے۔ جیسا نبی اس کے خلاف ہوتا ہے۔ (دوم) استیجابی اپنی عمر  
کے چالیس سال گزرنے کے بعد ایک مہم حکم رب العالمین مخلوق کے موبرو و دعویٰ نبوت کرتا  
ہے۔ اور اپنی رسول اکندہ کے الفاظ سے دعویٰ کرتا ہے۔ بتدریج اور آہستہ آہستہ  
کسی کو درجہ نبوت نہیں ملا کرتا۔ جو نبی ہوتا ہے وہ پیدائش سے نبی ہوتا ہے۔ جیسا نبی اس  
کے برخلاف آہستہ آہستہ دعویٰ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ (سوم) حضرت آدم علیہ السلام  
سے لے کر حضور خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ و السلام تک جتنے نبی ہوئے، تمام کے نام مفرد  
تھے کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھا۔ اس کے برعکس مجھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا۔



و چاہم استیجابی کوئی ترک نہیں چھوڑتا۔ سچا نبی کسی اولاد کو محروم الائنٹ نہیں کرتا۔ جھوٹا نبی ترک چھوڑ کے مرتا ہے۔ اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔

مرزا علی محمد رضا غلام احمد کے پیرو ہیں، وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ اس طرح وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج مرزا غلام احمد کے لئے ناستے ہیں۔ پھر ان سے اہل سنت والجماعت کس طرح اتفاق کر سکتے ہیں؟ ہم نے ان کو نہیں چھوڑا۔ بلکہ دفعہ دوم سے علیحدہ ہو کر گراں ہو گئے۔ نہایت حیرت و استعجاب کی بات ہے کہ مرزا علی محمد رضا کا یہ دو عالم کی غلامی کو چھوڑ کے اور کی غلامی اختیار کریں۔ اس پر بھی ان کو مسلمان سمجھا جائے! اتفاق تو وہ خود کرتے ہیں جماعت تاجیک کو خود انھوں نے چھوڑا۔ بموجب فتوے اہل سنت والجماعت وہ خود دین اسلام سے خوف ہو کر مرتد ہو گئے اور چاہ صلاحات میں جاگرتے ہیں۔ بے وفائی تو انھوں نے خود کی پیروی راستہ سے پھیل گئے۔ طوق غلامی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے لگے سے اتار دیا۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ بعض نادان دوست ہم کو کہتے ہیں کہ ان سے اتفاق کرو۔ نا اتفاقی کے ترکب وہ ہیں اور شکاکتہ النبی ہماری!

گلو ہم سے ہے بے وفائی کا کیا طریقہ ہے آشنائی کا

دوسرا گروہ ہندوستان میں وہابیوں کا ہے۔ جو اپنے آپ کو اہل حدیث پکارتے ہیں۔ حالانکہ یہ نام قرآن پاک میں کسی جگہ نہیں آیا۔ وہاں تو اہل ایمان اور اہل اسلام کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اس گروہ کی بھی ہندوستان میں بہت قلیل تعداد پائی جاتی ہے۔ اس جماعت کا بانی ایک شخص عبدالوہاب نجدی تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں بہت گستاخیاں کیں۔ ایسے ایسے ناروا کلمات کہے جو ناقابل بیان ہیں۔ وہ بیان ہند اس سے بھی بدتر عقیدہ رکھتے ہیں۔ اعیان باللہ! حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج نبوت اور مقامات رسالت محمدی کے منکر ہیں۔ اور حضور کی شان مبارک میں بے ادبی اور گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

اسلام اور ایمان تو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے جس کو حضور سے

محبت نہیں، جسے حضور کی غلامی کا فخر نہیں، اس میں ایمان نہیں۔ یقیناً زیادہ محبت اور غلامی حضور کی ہوگی اتنا ہی زیادہ ایمان ہوگا۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمت کرے گا بے ادبی اور گستاخی کرے گا۔ وہ ایمان سے دور ہوگا۔

از خدا تو ہم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب  
بے ادب تنہا ز خود را داشت بد بد آتش در ہمہ آفاق زرد

مہم تر ان بھائیوں کو جو ہم کو چھوڑ کر اسے سے بھٹک گئے ہیں، ہر وقت اپنے میں ملانے کے لئے، ان سے اتفاق و اتحاد قائم کرنے کے لئے، تیار ہیں بشرطیکہ راہ راست پر رہیں۔ قصور و غلط کار تو وہ خود ہیں۔ طوق غلامی محبوب کبریا کو انھوں نے گھمے سے اتار دیا ہے۔ ارباب محبت اور صاحب دلوں کی محبت کو انھوں نے ترک کیا ہے۔ حبیب رب العالمین کی محبت کے رشتے کو توڑ دیا ہے۔ تو پھر ان کے کسی مومن صاحب ایمان غلام سرور دو جہان کا کوئی تعلق ہو تو کس طرف سے۔

اس کو ارباب محبت میں کروں میں کیا شمار آپ کی رخصتوں میں کس قدر ملتا نہیں نہایت تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ حضور سرور کائنات مفرج موجودات نبوی فداء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات کہیں، اور بزرگان دین کو گالیاں دیں، ہم ان کی پیروی کوئی بھی سہیں اور پھر ان سے سلوک محبت و مہموت کا مسئلہ قائم رکھیں۔ تو یہ ہم سے بڑھ کر بے غیرت اور کون ہو سکتا ہے۔ لا ابرہمان لعنم ولا غیر کافین۔ روزِ جہنم جس کو غیرت نہیں اس میں ایمان نہیں۔

ایمان والوں کے لئے تو حکم ہے کہ وہ ایمان لائے بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں سے زیادہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز رکھیں۔ آیت شریفہ اللہم اوفی بآمنین میں تفسیر ہے۔ ترجمہ یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مہم ہے۔ اور حدیث لا یؤمنون اعدا کہ حتیٰ یلکون احب الیہم من ولیدہ و والدہ و النّاس بجمعین ترجمہ یہ کہ کوئی ایک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کیسے اہل اولاد و والدہ و النّاس بجمعین سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں گا، جب اصول ایمان یہ تھا تو جو بے دین غیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت کرے بزرگان



دین، مشائخ کرام، علمائے عظام کی قرین کرے، اس سے ہمارا کیا تعلق!!

مرزائی ہوں یا دہلوی، چکرالوی ہوں یا بانی، وہ خود ہم کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ (ازہم  
الہم ہم پر لگا یا جانتے کہ ہم ان سے اتفاق کیوں نہیں کرتے؟ جہاں اور بہت دڑنے کو کفایت حاصل  
کیا حدیث شریفہ میں نہیں ہے کہ جو سلام میں رخصۃ اندازی کرنے والا ہو، جو بدی کرنے والا ہو  
وہ اسلام اور مسلمانوں کے حق میں بدگوئی کرنے والا ہو، اس سے علیحدگی اختیار کرو؟ کیا یہ قرآن  
مآل کا حکم نہیں ہے کہ جب تم کسی سے عداوت ہو، ہماری آیات کی نسبت بیچو وہ گفتگو کرنا ہو  
و اس کی صحبت سے پرہیز کرو۔ ۱۔ فَلَا تَقْعُدُوا عَنْهَا لِكَيْ تَقُولُوا الْقَوْلُ الْفَاطَرِ ۚ  
(ترجمہ) یاد آئے کہ بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو) انھی لوگوں کی پہچان میں حدیث شریفہ  
مرآۃ میں بیان کی گئی ہے کہ ان سے بیٹھنے سے بچو، ان سے بیٹھنا ہرگز نہیں ہو گا۔

ہم بالکل صاف دل سے اور علی الاعلان کہتے ہیں، اور ہر وقت کہتے ہیں کہ ہم کو کسی  
سے کوئی پر غاش نہیں، کوئی ذاتی غرض ناراضگی کی نہیں، ہم سے بھاگ جانے والے، ہم  
سے جدا ہو کر جہاں ضلالت میں جا گرنے والے، مگر ابی کے باوجود کے سرگرداں، آج پھر  
واپس آ جائیں تو ہم ان کو گلے لگانے کے لئے تیار اور ان کی خدمت کے لئے کمر بستہ  
ہیں۔ ہمیں کوئی کینہ اور بغض ان سے نہیں ہو گا۔

کفرست در طریقت ناکینہ دشمن آئین ماست سینہ جو آئینہ دشمن

وفا کنیم و ملاست کشیم و خوش باشیم کہ در طریقت ماکفری ست نخبیدن

اتفاق و اتحاد کا راگ لگانے والوں سے کہہ دینا چاہیے کہ کیا ان کو یاد نہیں ہے کہ  
حضرت سرور کون و مکان محبوب انس و جان روحی فداۃ نے فرمایا ہے کہ میری امت کا  
اجتماع کبھی غلطی پر نہ ہو گا، (حدیث شریفہ) لَا تَجْمَعُ أُمَّتِي مَعَى الضَّلَالَةِ (ترجمہ)  
میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہو سکتی) وہ درجتم بصیرت سے بغیر غور و کھیں اور سوچیں  
کہ امت کے سوا کسی عظیم کا اجتماع کس طرف ہے اور وہ کس طرف۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ  
حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص سوادِ عظم کو چھوڑ دے گا وہ داخل دوزخ ہو گا۔  
إِنَّهُ يَتَّبِعُ أَسْوَادَ الْأَعْظُمِ فَإِنَّهُ مَضَىٰ شِدَّةً شَدَّ فِي النَّارِ۔ (ترجمہ) ہم بڑی جماعت کی

ناہداری کو پس جو شخص جماعت سے جدا ہوا وہ دوزخ میں جدا ہوا

حضرت! فقیر نے اوپر بیان کیا ہے کہ آئے دن ہندوستان میں حشرات الارض  
کی طرح نئے مذہب پیدا ہوتے ہیں۔ فقیر کے دیکھتے دیکھتے ہندوستان میں دہلوی، مرزائی،  
چکرالوی، بانی، بہانی وغیرہ پیدا ہوئے۔ چکرالویوں کی تعداد اس قدر تھیں کہ ان کا  
شمار انگلیوں پر ہوتا ہے۔ چکرالوی کسی سنت و حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانتے۔  
قرآن پاک کے معنی اور تفسیر اپنی مرضی کے مطابق کرتے ہیں۔ اتفاق کا ڈانکا پیٹنے والے  
بتائیں کہ ان سے اتفاق و اتحاد عمل کس طرح ہو سکتا ہے۔ نہ تو وہ صحیح معنوں میں سرور  
دو عالم کے غلام ہیں۔ نہ ان سے محبت اور تعلق رکھتے ہیں۔ اور نہ ان کے اعمال و افعال  
حفاظت سنت ہیں۔

ان کے علاوہ دیگر وہ اور قابل فکر ہیں۔ ایک تو انفسی دوسرے خارجی۔ انفسی  
اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور  
دیگر صوفیائے کرام کو گالیاں دینا اور تہتر کرنا اپنا جبر و ایمان سمجھتے ہیں۔ خارجی اہل بیت  
کو تہتر کرنا اپنا ایمان جانتے ہیں۔ کوئی ذی عقل و ہوش ایسے مذہب کو صحیح اور درست  
سمجھ سکتا ہے جس میں گالیاں دینا اور دوسروں کو برا بھلا کہنا جائز اور جبر و ایمان خیالی کیا  
جائے؟ اور اس پر طرہ یہ کہ ہم سے کہا جاتا ہے کہ ان سے سلوک کرو۔ سلوک کن سے کرو؟  
ظالموں سے، دین میں رخصۃ اندازی کرنے والوں سے، ہم سے جدا ہو جانے والوں سے۔  
سبحان اللہ! ان سے اتفاق کرانے والوں کا کیا یہ منشا تو نہیں ہے کہ ہم بھی ان سے  
بل کر گمراہ ہو جاویں اور اپنا ایمان کھو دیں۔ معاذ اللہ۔ خداوند کریم ایسے غلط مشورہ  
دینے والوں کو نور بصیرت، عقل سلیم، ایمان کامل عطا کرے۔ تاکہ وہ دیکھ سکیں کہ  
کون غلطی پر ہے اور کون صحیح ہے۔ کس سے اتحاد و اتفاق عمل ہو سکتا ہے۔ کون سے  
شخص بل کر صحیح کام کر سکتے ہیں۔ کیسا اتفاق و اتحاد صحیح نتیجہ نکالے گا۔ اور کس اتحاد  
سے جنگ و عناد پیدا ہو گا۔

صبوت نا جس گر جاں بخشیت خوش دل مباحث



آب را دیدی که ما ہی را بدام افکند و رفت

وصلے کو دور و لال باشد ہجران ہ ازاں وصال باشد

تاریخ کو دیکھو تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آج سے ستر سال پہلے دنیا میں ایک فرد بھی وہابی نہ تھا۔ اور تمام ملکوں میں مسلمان اہل سنت و الجماعت تھے۔ آج سے چالیس سال پیشتر ہندوستان میں کوئی مرزائی یا قادیانی نہ تھا۔ سب اہل سنت و الجماعت تھے۔ آج سے تیس سال پیشتر تمام دنیا میں کوئی چکاولی نہ تھا۔ یہ تمام مذہب فقیر کے دیکھتے دیکھتے ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ان کے جس قدر پیرو ہیں، ان کو فقیر تو کشتاہک رہی اور ڈاکوئی کے لیے جہاز جماعت سے چرائے گئے ہیں۔ اور اب یہ سب ہم سے سخت اختلاف رکھتے ہیں۔ اس لیے سوال یہ ہے کہ نا اتفاقی اور مخالفت کرنے والے ہم اہل سنت و الجماعت ہیں۔ یا وہ جنہوں نے نئے مذہب اختیار کئے۔ اور عباد مستقیم اور سنت نبوی سے محصل گئے۔ ہم پر یہ الزام لگانا کہ ہم نا اتفاقی پذیر کرتے ہیں محض تمہمت اور بہتان عظیم ہے۔ ہم تو دل سے چاہتے ہیں اور شب و روز دعا مانگتے ہیں کہ جتنے کافر دنیا میں آباد ہیں، سب خدا کرے مسلمان ہو جائیں۔ اور عالمی سرکار دو عالم حاصل کر کے ہر دو جہان میں سرخروئی حاصل کریں۔ تو ہم مسلمانوں کو کس طرح اپنے سے علیحدہ کر کے کافر بنانا چاہیں گے!!

آری سماجی اخبار ملاپ لاہور نے فقیر کی نسبت یہ لکھا تھا کہ اس کی سعی ہے ہمیں ہزار ہندوؤں نے اسلام قبول کیا ہے۔ گو یہ تعداد غلط تھی مگر فقیر خداوند کریم جیسے عواست کی بارگاہ قدس میں دعا کرتا ہے کہ فقیر کے ہاتھ سے جہان بھر کی چلیں ہزار کے خدا کرتے چلیں لاکھ ہندو مسلمان ہو جائیں!! ہمارے دشمن تو ہماری نسبت یہ رائے ظاہر کریں اور ہمارے بھائی ہم پر یہ الزام لگائیں کہ ہم مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ یہ ہم پر صریح بہتان ہے۔ بخدا ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تمام کے تمام مرزائی، خارجی، وہابی، بابی، مہدوی وغیرہ اپنے عقاید باطل سے تائب ہو کر صحیح اسلامی عقاید کی جانب رجوع کریں۔ اور اہل سنت و الجماعت کا سوا کوئی بن جائیں۔ **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا**۔ ترجمہ۔ اور اللہ کی رسی مضبوط سے تھام لو سب لک اور باہمی تفریق نہ کرو۔ ہم ان کو دن و رات اپنے ساتھ ملائے تو تیار

ہیں۔ چپٹھا روشن دل ماشاء

کوئی شخص اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ اہل سنت و الجماعت میں سے کسی شخص نے بھی کسی کو یہ کہا ہو کہ وہ ہم میں سے نکل جائے۔ اس کے برعکس ان سب کو واپس لے اور اپنے میں ضم کرنے کے لئے یہ آل انڈیا سنی کانفرنس قائم کی گئی ہے۔ تاکہ وہ سب سنی عقاید باطلہ کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ مل جائیں۔

آپ نے غائبہ رسالہ قشودہ لکھ دیا ہے جس کو اہل اسلام تحریف لایمان کہتے ہیں۔ لکھا ہو گا۔ یہ رسالہ مرزا محمود قادیانی سے نکالتے تھے۔ غائبہ اپریل ۱۹۱۰ء کے رسالہ میں مرزا گھوٹنے لکھا تھا کہ جو کوئی مرزا غلام احمد کو پیغمبر نہیں مانتا، وہ کافر ہے۔ اس طرح اس نے اپنے خیال کے بموجب تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر بنادیا۔ اس لئے کہ وہ مرزا غلام احمد کو پیغمبر نہیں مانتے۔ اب ایسے اعتقاد والوں کو اہل سنت و الجماعت کیوں اپنے میں ملائیں۔ ان کے لئے تو واقعی وہی سزا صحیح ہے۔ کابل میں مرزائیوں کو ملی۔ جو شریعت حق پر مطلق ہے۔ جمعیت العلماء ہند بھی اس امر کی تصدیق کر چکی ہے۔

تاریخ عالم اور سیر کی کتابوں کا مطالعہ کرنے پر یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ اشاعت و تبلیغ اسلام کا جس قدر کام کیا ہے، وہ سب اہل سنت و الجماعت کے پاک اور مقبول ہنگام خدا نے کیا ہے۔ جو کچھ ہوا ان کی سعی اور انہی کے مین و برکت سے ہوا۔ جس طرف ان علما نے سرکارِ مدنی نے رخ کیا مسیح و نصرت نے ان کے قدم چڑھے۔ اور کیوں ایسا ہوتا ہے؟ وہ اپنی خود اہمیت کو اتباع سنت اور محبت رسول میں فنا کر چکے تھے۔ جو کام کرتے تھے خالصتاً لوجہ اللہ کرتے تھے بنمود و نمائش، ریا و آلاش کا شائبہ تک ان کے کاموں میں نہیں ہوتا تھا۔ ان کو خداوند کریم کی طرف سے رَضِیَ اللہ عَنْہُ وَرْضَوْا عَنْہُ کا خطاب حاصل تھا۔ مگر افسوس کہ آج ان کا ایمان، ان کی سعی و کوشش ان کا استقلال و ارادہ، ان کا عزم و جہد ہم میں باقی نہ رہا۔

سبحان اللہ! مومن کی بڑی اونچی شان ہے۔ بڑا بلند پایہ ہے۔ مومن کسی سے مغلوب نہیں کیسے نہیں ہوتا۔ در شاہی ہمارے خالی شاہد ہے۔ **وَلَا تَكُنْ مِنَ الْخَائِضِينَ**



تَخْرُجُوا وَأَتَاكُمْ وَالْأَعْلَانُ إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ (ترجمہ۔ اور سستی نہ کرو اور غم  
کھاؤ اور تم غالب ہو اگر تم ایمان لائے ہو خداوند کریم کا وعدہ کسی طرح بھی غلط نہیں ہو سکتا۔  
دوسری جگہ ارشاد ہے۔ لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَلِيُّ (ترجمہ۔ تو مت ڈر بے شک  
تو غالب ہے۔) جب مومن کی پریشان ہے کہ سب سے بلند سب سے اعلیٰ ہے کبھی  
ذلیل نہیں ہو سکتا، تو پھر یہ دیکھنا ہو گا کہ ہماری موجودہ بہت حالت کا سبب کیا ہے۔  
خود کیسے تو نظر آئے گا کہ

ہر چہ بہت اقامت ناساز و بایاں است ورنہ تشریف تو برابر لائے کسی کو تاہ نہایت  
سوچے گایے پاک اور مقدس و اعید کے ہوتے ہوئے ہماری اس ذلت و کثرت  
کی کیا وجہ ہے۔ ہمارے ارباب و افساس کا کیا سبب ہے۔ آخر اس مشکوک الحالی پر غور کیا  
مصائب الامم، رنج و بلا کی کوئی وجہ تو ضرور ہے۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا تو اس وقت مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل  
تھی حضور کے بعد اصحاب کرام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے  
میں بھی مسلمان باقی اقوام کے مقابلے میں بہت کم تعداد میں تھے۔ یہ کیا وجہ تھی کہ انھوں نے جبر  
کا رخ کیا تمام عالم کو ستر کر لیا۔ مملکتوں کو تہ و بالا کر ڈالا۔ بڑے بڑے گردن کشوں کو قطع  
و فرمان بڑا رہا۔ بڑے بڑے باجبروت بادشاہ مسلمانوں کے نام سے کانپتے تھے اور تمام  
عالم ان کے زیر فرمان تھا۔ ایک وہ وقت تھا کہ اسلام کے سچے قلیل القعد اعلیٰوں اور متبعان  
رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شجاعت و ایمان، بہادری و مردانگی، عالی ہمتی، وریاوی  
فطیئہ، حریت، مساوات کا تمام عالم میں سکھ بٹھایا تھا، اور ایک آج کا وقت  
ہے کہ باوجود دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں قریب چالیس کروڑ کے مسلمان موجود ہیں  
مگر باوجود اس کثیر تعداد کے وہ ارباب و فلاکت اور ذلت و کثرت میں پڑے ہوئے ہیں۔  
ان کی سلطنتیں غیر اقوام نے یکے بعد دیگرے برباد کر دیں۔ ان کے اموال اطلاق کو تاراج  
کیا۔ ان کے علم کی دولت ان سے چھین لی گئی۔ ان کی عزت جاتی رہی۔ شجاعت ان کے  
بہت سے مل گئی۔ اور وہ اقوام عالم میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔

ان تمام خرابیوں، بے عزتیوں، ذلت اور باری کچھ وجہ ضرور ہیں۔ اسلام، پاک اور مقدس اسلام  
اپنے اصولوں میں ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا۔ اس پر کاربند ہونے والے آج بھی ویسے ہی پرورش  
صاحب ایمان ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں پھر ویسی ہی گرمی پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے  
کہ آج کے مسلمانوں کے اعتقادات کی صحیح ہیں کہ نہیں۔ کیا نور ایمان و ایمان ہمارے دلوں میں موجود  
ہے؟ کیا ہم میں وہ محبت رسول اور اتباع سنت، جو ہمیں غائب ہونے کے درجہ میں لا کر  
شان محبوبیت پر پہنچاتی ہے، پائی جاتی ہے؟

حضور امت! خداوند کریم جو وہ دن جہاں کا بادشاہ ہے، کبھی اپنے محبوب کو ذلیل نہیں  
ہونے دیتا۔ اس لئے آؤ! اس صحیح معیار پر اپنے اعتقادات اور اعمال اور محبت اور  
نور ایمان کو پرکھیں۔ اگر ہم میں وہی محبت ہو جو صحابہ کرام، تابعین، تابعین چہ پیشاں  
عظام اور موفیاء کرام میں پائی جاتی تھی تو ہم کو محبوبیت اور مومن کی شان، جو تمام عالم سے  
اعلیٰ اور افضل ہے، نصیب ہو سکتی ہے۔ اور اگر ہم میں نہ محبت رسول ہو نہ اتباع سنت ہو  
نہ ایمان صحیح ہوں نہ اعمال صالح ہوں، نہ نسبت مشائخ حاصل ہو، تو پھر ہم نہ مومن ہیں نہ  
مسلم۔ بلکہ ہم صرف "بدنام کھنڈہ نگار" کے مصداق ہیں۔ اگر ہمارا ایمان صحیح نہیں  
اور ہم ارکان اسلام کی پابندی نہیں کرتے، ذکر خدا کے نور سے دل کو گرم اور روشن نہیں کرتے، نماز  
جو عراج مومن ہے ادا نہیں کرتے، شعا پر اسلام کی پروا نہیں کرتے، تو پھر  
جی عبادت سے چرانا اور جنّت کی طلب! کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی طلب  
یا رکھو خداوند کریم کے وعدے کبھی غلط اور جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ ہم ہی ان وعدوں کے  
اب نہیں ہیں۔

عام ہیں اس کے تو اطفال شیدی سب پر تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا  
دیکھو تو خداوند کریم قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَمَنْ أَحْرَضَ عَنِّي ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا وَهُوَ خَشَرٌ مِّنْ عَذَابِي  
الْآخِرَةِ عَذَابِي قَالَ مَن ذَاكَ خَشَرٌ عَنِّي أَفَعَنِّي وَقَدْ كُنْتُ بَعْصِيكَ  
بَعْدَ كَذَلِكَ جَاءَتْكَ آيَاتُ الْكَافِرِينَ وَقَدْ لَكَ الْكَوْنُ مُقَدَّمًا



از ترجمہ۔ اور جس نے تیری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لئے تنگ زندگی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا ٹھہرائیں گے، کہیں گے اسے وہاں سے مجھے تو نے کیوں اندھا ٹھہرایا میں تو آنکھوں والا تھا فرما دیجئے گا یوں ہی تیرے پاس آئیں آئی تھیں تو نے انھیں کھلادیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ ملے گا۔

عزیزان و برادران! قرآن پاک وہ کتاب ہے جس کا ہر حکم اہل ایمان کے لئے موجب ارادہ و ایمان ہے جس کے ایک حرف کا بھی انکار مسلم کو کافر بنا دیتا ہے۔ تو چہ بھانا پڑتا ہے کہ خداوند شہادت الخالق کو جس سے صرف اسلام کو پسندیدہ مذہب بنایا ہے، اور جس نے حکم دیا ہے کہ بدون اسلامی طریقے اور کوئی عبادت قبول نہیں کر سکتی مسلمانوں سے کوئی غدار نہیں ہے۔ نہ ہو سکتی ہے۔ بلکہ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ چونکہ مسلمان نے ہی شعار اسلام کی خلاف ورزی کی، ان کے اعتقادات صحیح نہ رہے، ان کے اعمال و افعال غلط ہیں، اور ان کے اعتقادات کے سوا کوئی طریقہ کی تائید نہیں رہی، نیز بزرگان دین اور مشائخ عظام سے جو فرقہ ایمان اور نوریت کا حشر ہے، انھوں نے منہ پھیر لیا، اور یاد خداوندی کا سرشتہ ان کے ہاتھ سے جاتا رہا، اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم ان سے چھٹ گئی، چنانچہ وہ سنہ کے مستحق تھیں۔ خداوند کریم کے ذکر اور احکام سے منہ موڑنے کی جو سزا ملی وہ یہ تھی کہ ان پر دنیا تنگ کر دی گئی۔ معیشت زندگی تنگ کر دی گئی۔ سلطنت چھین لی گئی۔ عزت و آبرو و دولت و جاہ و حشمت جاتی رہی۔ اس پر ہی کتنا نہیں ہو گا۔ بلکہ ایسے لوگوں کو عاقبت میں اور بھی سجدی سزا ملے گی۔ اور قیامت کے روز ان کو اندھا ٹھہرایا جائے گا۔ تاکہ وہ دیدار الہی سے محروم رہیں۔

ہر کہ امروز نہ بیند اثر قدرت او غالب آنست کہ فردا اش نہ بیند دیدار  
ارشاد ہو گا کہ چونکہ تم نے دنیا میں آنکھوں والا ہو کر اندھوں کی طرح ہماری آیات کو نہ دیکھا  
اور ان کو بھلا دیا۔ تو آج وہ دن ہے کہ ہم تم کو بھلا دیں۔ خدا پناہ میں رکھے اس سزا سے  
دنیا میں بھی دولت اور آخرت میں بھی رسوائی۔ اڑیں سو ماندہ و اڑاں سو در ماندہ۔  
اسی جامع معیشت آنجانہ نزلت عیسیٰ اسامش دو گیتی بر ما حرام کروند

اگر! باز آؤ! ابھی وقت ہے۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ خداوند کی بارگاہ عالی ہر وقت تمھاری دعاؤں کو، بشرطیکہ اضطراب و تضرع سے کی جائیں، مستبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ ندامت کے آنسو بہاؤ۔ گزشتہ گناہوں سے توبہ کرو۔

باز آ۔ باز۔ ہر انچ بستی باز آ۔ گر کافر و گہر و بستی پرستی باز آ  
اسی درگہ مار درگہ نو میدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

### اصلاح

دیکھو! کون سی بد عادت ہے جو مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ ہر قسم کے عیب اور گناہ میں ہم گرفتار ہیں۔ ہر موقع کی رسومات یا جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہم میں پائی جاتی ہیں۔ سیاہ و مشادی، سنگنی و نیرہ پر بھی ہم سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرتے ہیں۔ فضول اور بربادی ہمیں نے ہم کو جاوہ مستقیم سے کوسوں دُور لے جا کے ڈال دیا ہے۔

بڑے اخلاق اور بُری عادات والے ہم میں بے شمار پائے جاتے ہیں۔ بلکہ ایسے بھی بہت ہیں جو ان بُرائیوں پر ساتھ ہی فخر بھی کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ!۔ چوری اور ہرنی، ڈاکہ، بد اخلاق اور دوسرے جرائم ہماری ہی قوم میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ حقہ نوشی، بونٹ، پندو، گانجا، افیون، بے نوسٹی وغیرہ سارے افعال بد فخر سے کئے جاتے ہیں تعلیم کی طرف سے بالکل بے پروائی۔ ارکان مذہب سے بالکل ناواقف۔ دنیاوی تعلیم میں ہمسایہ قوم سے بہت پیچھے۔ تجارت میں کوئی جھوٹ نہیں۔ مگر ملازمتوں میں بھی صفر۔ جاہ و املاک غیروں کے قبضے میں۔ غرضیکہ ہماری وقت کی کوئی عمدہ نہیں۔

ہماری بے کس اور بے بسی کی بُری حالت ہے نہ ہماری کوئی مرکزی تنظیم ہے نہ کوئی تنظیم۔ سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اپنی اندرونی اصلاح کریں۔ یعنی اول اپنی دینی اصلاح کریں۔ دنیاوی اصلاح اس کے ساتھ ہوتی جائے گی۔ ضروری ہے کہ ہر مسلمان اول اپنی دینی حالت کو درست کرے۔ یعنی اپنے دل میں اسلام کی صحیح محبت پیدا کرے۔ اسلامی اصول و ارکان کا پابند بنے، شعار اسلام کی دل سے عزت کرے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام بن جائے اس کے لئے ضروری ہے



کو اپنے گزشتہ گناہوں سے تائب ہو کر حضور کے مقدس اسوۂ حسنہ کی پیروی اختیار کرے۔ اور اس نورانی کی برکت حاصل کرنے کی کوشش کرے جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلوں کو منور کیا تھا۔ اور جو نور باطن آج بھی صوفیائے کرام کے معینوں میں آفتابِ بخشندہ کی طرح موجود ہے۔

ہمارے وہاں آپ کو معلوم ہے کہ صرف دو مقدس صوفیائے کرام خواجہ محمد باقی و خواجہ محمد باقی و خواجہ محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سامنے ترک مسلمان ہو گئے تھے۔ وہی تاجر و وہی نو و وہی دہا، اب بھی اہلِ انساب و نصیبت کے معینوں میں موجود ہے۔ اگر وہ دوزخ کے زبوں حال مسلمان اپنے اعمالِ نیک سے تائب ہو کر صوفیائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوں تو ان سے بڑا ایمان و ایمان حاصل کریں، اور عقائد اہل سنت و الجماعت کے مطابق اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں، تو پھر وہی کچھ بن سکتے ہیں جو قرآنِ اولیٰ میں تھے۔

غور کرو کہ وہ نور ایمان و ایمان و محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یاد رکھو کہ عقائد کے پاس جاؤ گے تو عطر کی خوشبو پاؤ گے۔ وہی اگر کے پاس جا کے بیٹھو گے تو نہ صرف کپڑے بدلوا گے بلکہ ایسا بھی ہو گا کہ منہ بھی کالا ہو جائے گا نور ایمان صرف صوفیائے کرام اور عاشقان و متبعان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے نصیب ہو سکتا ہے۔ محبت رسول اور معرفت خدا کے عطا کرنے والے یہی پاک و بزرگوں۔ دوسرے لوگ جو محبت سے ناگشتنا ہیں، جو محبوبیت کی شان اور خلقِ محمدی سے ناواقف ہیں، ان کے پاس بیٹھنے سے وہی آہن گر کی صحبت کا سا حال ہو گا۔ صوفیائے کرام صحیح آئینہ یا صحیح منظر کمالاتِ محمدی ہیں۔ وہی فدائیانِ سرور و عالمِ حق اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کا باطن نور محمدی سے منور ہوتا ہے۔ اسی نورِ باطن سے وہ تمام عالم کو منور کرتے ہیں۔ مگر جو وہی نور کے حصول کی خواہش نہ کرے، اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ان عاشقانِ محبوب رب العالمین کی غلامی اختیار کریں۔ اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر محبت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام اور نور ایمان کے حصول کی سرگرمی میں مشغول رہیں۔ غلامی کی یہ توجہ رہی۔ اللہ نے دنیا و آخرت میں بہتری ہو سکتی ہے۔

شوہم پرواز تاسو مستحق آموزی با سوختگان فیشیں شاید کہ تو ہم سوزی  
خود ارکان دین اور علم دین سے واقفیت حاصل کرو۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلاؤ۔ ان کو ہول وادکان اسلام حفظ کرو۔ ان کی پابندی کی ان میں کچی عادت ڈالو۔ ان کو بدکاروں، بیروں اور غریبوں کی صحبت سے بھاؤ۔ اپنے علماء کرام کی عزت کرو۔

دنیا میں سوائے ہندوستان کے اور کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں اپنے بزرگانِ دین کی توحید کی جاتی ہو جو اپنے بزرگوں کی عزت نہیں کرتا اور اس کی عزت نہیں کرتا۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ علماء اسلام کی جو تعارضی دینی اور دنیاوی بہتری کا راستہ بتاتے ہیں، اور جو پیغمبر علیہ السلام کے وارث ہیں، ان کی عزت و تکریم کیا کرو۔ ان کے مراتب کا لحاظ رکھو۔ خوب یاد رہے کہ تعارضی قومیت کی عزت انہی کی عزت و تعظیم پر منحصر ہے۔ اس لئے علماء دین کی تعظیم و تکریم تمہارا اولین فریضہ ہے۔

### دنیاوی تعلیم

علم مومن کی کھولی ہوئی پیر ہے جہاں سے ملے اس کو حاصل کرنا اس پر فرض ہے۔ اس لئے دنیوی تعلیم حاصل کرنا جو فی زمانہ مروج ہے و نہایت ضروری ہے۔ تاکہ اہل اسلام غیر انوم کے دوش بدوش نہ رہا ترقی پر چل سکیں۔ کوئی قوم جب تک وہ زمانے کے علوم سے واقف نہ ہو دوسری قوم کے مقابلے میں ترقی نہیں کر سکتی۔ نیز حکومت وقت کے ماتحت ملازمت حاصل کرنے کے لئے بھی موجودہ علوم میں سعادت اور تعلیم حاصل کرنی ضروری ہے۔ بدولتِ تعلیم کے حصول ملازمت ممکن نہیں۔ اور ملازمتوں میں بھی اہل اسلام کا دوسری قوموں کے مقابلے میں تناسب حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔

### رسوم وادب

مسلمانوں کا ان تمام بُری رسوم سے جو اسلام کے مقدس اصول و ارکان کے منافی ہیں، باطل کنارہ کش ہونا لازم ہے۔ یک کلمہ ایسی تمام بُری رسوم کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ تمام رسوم بدستہ توہر کرنی چاہیئے۔ تمام عادات بد سے صحیح و بکر کے صحیح اسلامی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ فضول خرچی اور اسراف کے لئے قرآن پاک کا حکم ہے کہ لا تُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ و ترجمہ یہ نہ ہو کہ جس سے بے اعتدال ہے۔



اُسے پسند نہیں ہے۔ نیز ارشاد ہے کہ وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ دَعْوَانِ الَّذِي رَفَعُوا كَفُورًا لِّلنَّارِ  
الَّذِي هُمْ يُعْبَدُونَ اور فضول نہ اڑا دے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

### اخوت و یگانگت

اپنے غریب اور نادار اہل سنت مسلمان بھائی کو اپنا بھائی سمجھو۔  
اس کے ہمراہ اخوت و محبت قائم کرو۔ اس کی عزت و تھراوی عزت  
ہے۔ اگر تم اس کی عزت نہیں کرو گے، تو اس کو کون اپنا بھائی اور محبت سمجھے گا۔ ذرا غور کرو۔  
مومن ہے تمہارے پاس دنیا کا ہر مال اس سے زیادہ ہو، مگر خدا ہی جانتا ہے مومن ہے کہ  
اس کے دل میں ذرا ایمان اور محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بہت زیادہ ہو۔  
اس صورت میں اس کا درجہ تم سے بہت بلند ہوا۔ یاد رہے خداوند کریم کی بارگاہ عالی میں دنیا کی  
ذرو مال غنیمت و کرم کا مبیار نہیں ہے۔ وہاں تو حکم خداوندی اِنَّ اَكْثَرَكُمْ مُّجْرِمٌ اَللّٰهُ اَعْلَمُ  
اترے گا۔ بے شک اللہ کے پاس تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ اسے بوجہ  
متقی اور پرہیزگار کا درجہ بلند ہے۔ تو شاید خدا اور اس کے رسول پاک کے نزدیک وہ غریب  
مسلمان تم سے زیادہ عزت و کرم کا مستحق ہو۔ براہِ دان! جس طرح تم سرکارِ دین کے غلام ہو  
اسی طرح وہ بھی سرکارِ دو عالم کا غلام ہے۔

میں تو ہر دو خواجہ تاشا نسیم بندہ بارگاہِ سلطانیسم

تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ رب العزت کا فرمان ہے۔ اَلْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ  
الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ درجہ مسلمان مسلمان بھائی ہیں، جہاں مومنین کے آپس میں  
بھائی بھائی ہونے کا مشورہ سنایا گیا، وہاں ذرو دولت کی کوئی شرط نہیں لگائی گئی۔ یاد  
رہے کہ اگر ایک مومن کو دیکھ کر دوسرا اس سے محبت سے پیش نہیں آتا، یا اس کے دل میں اس  
مومن کو غشم و مصیبت میں مبتلا دیکھ کر رنج و غشم پیدا نہیں ہوتا، تو اسے سمجھ لینا چاہیے  
کہ اس کے ایمان میں کمی ہے۔ مومن کو مومن سے محبت اور اخوت لازمی ہے۔

تمام اہل سنت و الجماعت سے ان خرابیوں کو دور کرنے کے لیے یہ آل  
انڈیا سنی کانفرنس قائم کی گئی ہے۔ تاکہ اہل اسلام کے دلوں میں صحیح اسلامی تصورات  
پیدا ہوں۔ چلنے خدا اور پرانے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو صحیح معنوں

میں غلام بنایا جائے۔ تاکہ قرآن پاک کی مقدس تعلیم پر ان کو اللہ کرام اور سلف صالحین کی  
طرح عمل کرنے کی راہ دکھائی جائے۔

آخر میں فقیر ایک بار پھر یہ بات دہراتا ہے کہ ایمان کی تکمیل، جو نور الیقین کی تائید بغیر  
ناممکن ہے، حضرت سرور کائنات فخر موجودات رحمتی خدائے صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول غلاموں  
کی غلامی میں فعل ہرے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے تمام مسلمانوں کے لیے ضروری  
ہے کہ صدق دل اور خلوص ارادت کے ساتھ ان مقبولانِ بارگاہِ صمدیت کی خدمت میں  
حاضر ہو کر اپنے گناہوں سے تائب ہوں۔ اور محبوبیت سرکارِ دو عالم کا مرتبہ حاصل کریں۔  
اور یاد رکھیں کہ بدول ان کی مہربانی اور عنایت کے حصولِ ایمان مشکل ہے۔

بے عنایت حق و نفاصان حق  
گر ملک باشد سید باشد و حق



## ہمارا ہی لقب ہے دو جہاں میں اہل سنت کا

ذیل میں وہ نظم درج کی جا رہی ہے جو حضرت حکیم سید نذیر اشرف  
الشرقی صاحب فاضل کچھو چھوئی نے آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ ۱۶  
مارچ تا ۱۹ مارچ ۱۹۷۵ء میں پڑھی جس سے سامعین میں ایک جوش و ولولہ  
پیدا ہو گیا۔

یہ عجیب اہل سنت کا یہ منظر شان و شوکت کا  
یہ جوش و خروش دین حق ہے یا کرشمہ حق کے رھت کا  
سنجھائے سے سنبھلتا ہی نہیں اک جذبہ دل کو  
لگائے جلدائے تائید غیبی اپنے سینے سے  
بڑھادے سطوت جہوویت کو اپنے میرے خالق  
الہی اتحاد باہمی کی دھاک دھوت نام  
الہی جوش یہ بننے نہ پائے جوش سوڈا کا  
الہی پلک ہو یہ انجمن اعراض ذاتی سے  
یہ میں نے راست بازی رحمت عالم سے کی ہے  
ابو بکر و عمر عثمان و حیدر سے سبق پایا  
درخشش ہو گیا ہر سرفراز و غلٹ بیضا  
لگا ہوں میں ہوتی پیدا چمک برقی شکل کی

ذرا دیکھئے کوئی اس وقت چہرہ میری حسرت کا  
یہ یاد اسبق ہے یا تاثرات کی قدرت کا  
یہ خوش وقتی کی حالت ہے یہ عالم ہے مسرت کا  
کہ ہر سنی ترا پھر ہوا بندہ ہے مدت کا  
دکھائے صورت مقصود صدقہ اپنی وحدت کا  
ہو شہرہ چار سو آل انڈیا سنی جماعت کا  
یہ دل کا ولولہ ہوئے نہ پائے آدہ شہرت کا  
چراغ بزم قوی داغ ہو سچی محبت کا  
ہمارا ہی لقب ہے دو جہاں میں اہل سنت کا  
صدقات کا عدالت کا مروت کا سخاوت کا  
روا پیش نظر نقشہ یہ کس کے فیض محبت کا  
تصور آگیا یا رب یہ کس نوری کے صورت کا

حقیقت کے رخ زیبائے پردہ اٹھ گیا سارا  
لہٹے مینا چلے سنا عمرے وحدت پلا ساقی  
درباک نبی پر گج جاتا زوں کا مجمع ہے  
جھکا ہے سر ہارا نام لکھ لے سرفرو شوں میں  
خداوند تری درگاہ میں اسلام آیا ہے  
لے دولت مگر قائم ہے اسلام کی سطوت  
ہمارا حسن خدمت دیکھ کر یا رب کہنے دینا  
ہمارا شور ہو گوین کی عزت کا سرمایہ  
کہاں ہیں عالم فاضل کہاں ہیں مرشد و کامل  
جو مثل گردا شتابے تو اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے  
عدوئے خافان لونا ہوا رسوا وطن چھوٹا  
ضرورت کے موافق دین کی کرتاہے جو خدمت  
بتایا ہے ہیں انداز اصحاب پیمبر نے  
کہ حرمیں مال مزدوائے کدھر ہیں بال پروائے  
کوئی عربیاں کوئی گریاں کوئی امتاں کوئی خیزاں  
معاذ اللہ ذلت پر رسوائی کو و نیب میں  
نہایت کے لئے دنیا میں سلم ڈھونڈے جاتے ہیں  
جہات کی یہ حالت ہے کہ لاکھوں ایسے مسلم ہیں  
بناوے قوم کو یا رب بہار حسن بیداری  
خدا کے واسطے بیدار ہو جاؤ مسلمانو  
کہیں ایسا نہ ہو کل گور کے تاریک گوشے میں

مڑہ ملے نگاہ کو شریعت سے طریقت کا  
کرم کی ہے گھٹا چھائی اٹھائے ابو رحمت کا  
دلوں میں موج زن ہے شوق روحانی شہادت کا  
الہی اب اوٹھے خاتم تری دست عنایت کا  
سنا ہے تیرے در پر فیصلہ ہے آج قسمت کا  
ٹٹے دنیا مگر زخم رہے اعزاز امت کا  
کہ یہ اک ناز پرودہ ہے آخرش کرامت کا  
ہمارا درد ہو یا رب خزانہ مال و دولت کا  
علاج اگر کریں اسلام کے درد و مصیبت کا  
سناؤں حال کیا میں دین کی صفعت نقاہت کا  
واقعہ کوئی باقی ہے زولت کا نہ غربت کا  
وہی عالم ہے شیداوں سے تبلیغ و ہدایت کا  
سلوک معرفت ہے نام مذہب کی حمایت کا  
ذرا افلاس و کمین آکے اپنے ملک و ملت کا  
عجب عالم ہے غربت کا عجیب نقشہ چرت کا  
گدائی آن پیشہ ہے حبیب حق کی امت کا  
یہ اک ادنیٰ ساتھ ہے مسلمانوں کی شامت کا  
جو پڑھ سکے نہیں پوری طرح کلمہ شہادت کا  
اٹھا دے اس کے چہرے سے الہی پردہ غفلت کا  
کہ ہے یہ وقت خیرت کا نہ مانہ ہے حیات کا  
ٹٹے موقع جناب شاہ مرسل کو شکایت کا



یہ کیا بندہ نوازی ہے خداوندائے وحدۃ  
 الہی یہ کس تیرا کہ جو شرمندہ ہوتا ہے  
 بہت قیاب میں تو میں بہت اسلام مضطر  
 اٹھے بادل بہارائی پھلیں شاخیں چین چھوٹے  
 ستارہ قوم کا چنگے بڑے اجماع کی سطوت  
 رہے یہ جو شرمندہ یا الہی حشر تک تمام  
 کو تو یہ ایک تحفہ ہے تری درگاہ عقبت کا  
 تری دلداریاں منہ چوم لیتی ہیں ندامت کا  
 اپنی جلد و کھلا دسے زمانہ خیر و برکت کا  
 غزل یہ پلیس گائیں سماں و قصاں ہونکبت کا  
 نئے دولت بستے بازہ بچے نقارہ لوہت کا  
 یہی دوزخ طلب سے خلاصہ عرض حاجت کا

مجھے کہتے ہیں سب فاضل میں ایسا فاضل ہوں

مگر دل سے دعا گو ہوں میں اپنے ملک و ملت کا

# علامہ اقبالؒ کی تجویز تقسیم ہند اور آلے انڈیا سنی ہے کانفرنس نے

دسمبر ۱۹۳۰ء کا حضرت علامہ اقبالؒ کا تاریخی خطبہ الہ آباد جو بعد میں قیام پاکستان  
 کی اساس بنا۔۔۔ اکھنڈ بھارت کا نواب دیکھنے والے ہندوؤں و ان کے ہم نوا  
 کانگریسی علماء کے لئے پیغام مرگ سے کسی طور کم نہ تھا، چنانچہ ہندوستان بھر میں  
 کانگریسی اخبارات نے علامہ کی اس تجویز کے خلاف پروپاگینڈے کی ایک منظم مہم  
 شروع کر دی، مخالفت کا یہ طوفان اتنا پر زور تھا کہ بحالہ کے راس کھادی تک  
 علامہ اقبالؒ کے انکار کی تائید میں کوئی موثر آواز سننے میں نہ آتی تھی۔

بقول چوہدری علیق الزمان "نہود الہ آباد مسلم لیگ کے اجلاس میں بھی جے رنجی  
 اور لا تعلقی کی کیفیت پائی جاتی تھی۔۔۔ لیکن چونکہ علامہ مرحوم کی یہ تجویز علماء اہل سنت  
 کے دل کی آواز اعلان کے اپنے انکار کی ترجمان تھی۔ لہذا انہوں نے نہ صرف یہ کہ علامہ  
 کی تجویز کی بھرپور اور واضح تائید کی بلکہ کانگریسی ذرائع ابلاغ کے گمراہ کن پروپاگینڈہ  
 کے توڑ کے اقدامات بھی کئے۔ اس سلسلہ میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے خصوصی ترجمان

سے ماہنامہ اشرفی کچھوچھو شریف (ضلع فیض آباد) اپریل ۱۹۳۵ء ص ۱۲-۱۶

سے ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی اگست ۱۹۶۱ء ص ۴۲



در السواد الاعظم "مراد آباد کا کردار قابل صد ستائش ہے، جس نے صدر الانامہ ضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رانظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس کی زیر سرپرستی اس تجویز کی تشہیر کے لئے گرانقدر کام کیا۔

السواد الاعظم ماہ شعبان ۱۳۴۹ھ / جنوری ۱۹۳۱ء کے شمارہ میں شائع شدہ مضمون کا ایک عکس ہدیہ ناظرین ہے۔



## گول میز کانفرنس اور ہندوستان کا مستقبل

مذہبوں سے گول میز کانفرنس کی طرف دنیا کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں بہت لوگوں کی توقعات اس کے ساتھ وابستہ تھیں اور وہ انتظار کر رہے تھے کہ انکی قسمت میں موقع پر کیا فیصلہ کرے۔ بہت لوگ خائف تھے کہ اس کے ساتھ بدظنی رکھتے تھے انکو اس کانفرنس کے قائم ہونیکا رنج تھا انہوں نے اسکی راہ میں بہت رکاوٹیں ڈالیں اور جب اس کانفرنس کا سلی اور اسکا افتتاح ہوا تو اس کے ساتھ اظہارِ رائے کیلئے بازار بند کیے گیا کیا۔ یہ لوگ سمجھ گئے کہ گول میز کانفرنس کے لئے مضمر اور نقصان دہ ثابت ہوگی غرض دنیا کے خیال اسکی طرف مختلف تھے لیکن ہر ایک گروہ اور جماعت اسکی کارروائی دیکھنے کے منتظر تھے۔ یہ کانفرنس ہونی اسکی مجلس منعقد ہونے کے مسائل زیر بحث آئے اور ایک حد پر وہ ختم بھی ہوگئی مسلمانوں نے اسکا انعقاد کے ساتھ ابتداء ہی سے نہایت معتدل روش اختیار کی نہ انہوں نے مخالفتوں میں سرگرمیاں کیں

نہ بگڑائیوں کے طور پر ہندو اور مسلمانوں کے درمیان ایک ملکی نظام ترتیب دینے والی مجلس میں انہوں نے اپنا حصہ ادا کرنے کے لئے ٹانگہ دیا۔ تاہم ہندو کے بھی گتے۔ جو جماعت گول میز کانفرنس کی مخالفت کر رہی تھی اور جس نے اس کی نسبت اظہارِ رائے اچھا نہیں کیا تھا افتتاح کے وقت بازار بند کیے گئے افراد اس کے بھی گول میز کانفرنس کی شرکت کے لئے گئے ہندوؤں کی سیاست میں یہ طرز عمل غور کرنے اور یاد رکھنے کی قابل ہے کہ ایک طرف تو وہ گول میز کانفرنس کے مخالف بنے مخالفت میں خوب سرگرمیاں کیں اور دوسری طرف اس میں جا کر شامل ہو گئے مگر مسلمانوں نے اس پر نظر نہ ڈالی کہ ہندو کیا تماشہ کر رہے ہیں اور انکا کیا طرز عمل ہے بلکہ انہوں نے صرف یہ دیکھا کہ ولایت میں گول میز کانفرنس منعقد ہوئی اور اس میں ہندوستان کے لئے کوئی نظام تجویز کیا گیا تو وہیں خود مختار حقوق کے لئے وہاں موجود ہندو ضروری ہے۔

کانفرنس کے دوران میں ہندو مندوبین نے مسلم ٹانگوں کے ساتھ کیا طرز عمل رکھا اس کی بحث ہندو ضروری نہیں لیکن یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ مسلم ٹانگوں نے کسی نہ کسی حد تک مسلم حقوق کی حفاظت کی سی کی اور جس قوم کے وہ ٹانگے تھے اس کے مفاد کا خیال آئے وہ انہوں میں رہا ابھی یہ تو ہم نہیں کہنے نیچو کیا ہوا لیکن ہندو دنیا کا رنگ چلت گیا ہے اور اب وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہندوستان انہیں مل گیا اور انکی ترقی پوری ہوگئی۔ اب پھر ہندوؤں کا جو من بہاوری مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوگا مسلمانوں کے لئے یہ وقت بڑے تدبر اور دانا فی سے گزارنیکا ہے انکو اپنے مطالبات و حقوق کے لئے بھی مستعد رہنا ہے اور اپنے مستقبل کے لئے چین آنے والے خطرات سے بچنے کی تدابیر بھی کرنی ہیں اور آئندہ ملکی نظام کے متعلق جو مجلسیں ہوں ان میں اپنا حصہ ادا کرنے کا مسئلہ بغیر کسی سستی و تقاعد کے پیش کرتے رہنا بھی لازم ہے اور عیار ان خود کام کی حریت چالوں سے اپنی جماعت کو محفوظ رکھنا بھی اپنا ہر طرح کے ضعف و کمزوری کا علاج بھی ہندوؤں نے کسی منزل میں بھی مسلمانوں کے حقوق میں کسی نہ کی نہت نہ کی جب آج مسلمانوں کے حق کا زاپہ لانا ایک قوم کو گوارا نہیں ہے تو اس سے یہ امید کر لینا کہ برسرِ اقتدار ہو کر وہ چین ملک مال میں برابر کا شریک کر لے گی انتہاء درجہ کی خام خیالی ہی نہیں جنوں ہے۔ اب تو وہ ہندو پرست اصحاب بھی جو آنکھیں پکڑ کر غلطی کے عادی ہیں شاید تسلیم کریں گے کہ ہندوؤں کی خود غرضی میں کوئی شک شبہ باقی نہیں رہا۔ دوران میں بہت سے واقعات نے یہ بات ظاہر کر دی کہ ہندو مرکز خیال مسلمانوں کی بقا اور



خالص ہے اور کسی صریح منصفانہ بات کو جس سے مسلمانوں کو بھی کچھ نفع پہنچ جاتا ہو منظور کرنے کے یو قرار نہیں دیا کرتا۔ قبائل کی رائے پر کہ ہندوستان کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا جائے ایک حصہ ہندوؤں کے زیرِ اقتدار ہو دوسرے مسلمانوں کے۔ ہندوؤں کو کشتہ راس پر بیٹھا آیا یہ ہندو اخبارات کو دیکھنے سے ظاہر ہو گا۔ کیا یہ کوئی اضافی کی بات تھی اگر اس سے ایک طرف مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچتا تھا تو ہندوؤں کو بھی اسی نسبت سے نفع ملتا تھا کیا چیز تھی جو اس رائے کی مخالفت پر ہندوؤں کو بنا بیٹھ کر کرتی رہی اور انھیں اس میں اپنا کیا اثر نظر آیا پھر اس کے مسلمانوں کی بقا کی ایک صورت اس میں نظر آتی تھی اور انھیں تصور ملا جاتا تھا انکو تو کون جانتا ہے کہ یہ وہ جو جسے کیا نظر کر گیا ہو مستقبل کیا صورت میں لائے گا لیکن ہندو اس وقت ایسی خالی بات بھی تو کہہ رہا ہے کہ اس کے لئے کیا نہیں ہیں جو مسلمانوں کو اپنی معلوم ہو اس حالت میں بھی اگر کوئی مسلمان کہلائے والی جماعت ہندوؤں کا کھلم کھپا کر دیتی اور اپنی اس پرانی فرسودہ کلیئر کو پٹیا کر لے تو اسپرٹز مارفوس کا مشق اس وقت یہ حضرات خاموش ہو جائیں اور کام کرنے والو کام کر لینے دیں مسلمانوں کی طرف سے ایک مطالبہ ہوا اور ایک آواز اٹھیں یا نہ دیتے ہے کہ بعض صاحبوں کی لیدر اور بیٹوں کا علم بلند ہوتے سے وہ جائیگا کہ وہ اپنی اس خواہش کو کسی دوسرے موقع کے لئے اٹھا رکھیں البتہ جو جائیں مذہبی یا کسی دوسری حیثیت سے مسلمانوں کے تحفظ حقوق کے لئے کوئی تدبیر سوچیں اس سے کام کرنے والی جماعت کو مطلع کر دیں اور اس کو توجہ دلائیں کہ وہ ان امور کو ملحوظ رکھے کام نظم سے ہونا چاہیے انتشار کو چھوڑا جائے اس میں اگر کھٹور نقصان بھی ہو تو گوارا کیا جائے کہ متحدہ آواز کی قوت اس سے بہتر زیادہ مفید ہوگی۔

۱۔ ماہنامہ اسلام اور نظم و انضام ۱۲/۱۱/۱۹۲۲ء میں اردن کا دورے جاری کیا گیا یہ ماہنامہ اردو قومی نظریہ کی بھرپور حمایت کرتا اور ہندوؤں کی عیاریوں کی خوب تلخی کو دکھاتا تھا۔ تفصیل کے لئے کتاب "تحریک آزادی ہند اور اسلام اور نظم و انضام" از پروفیسر محمد مسعود احمد مطالعہ کریں۔  
مرتب

## خطبہ صدارت

منعقدہ بدایوں

۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء

آل انڈیا سنی کانفرنس

حضرت امیر ملت پیر سید جماعتی محدث علی پوری علیہ الرحمۃ

امیر ملت علیہ الرحمۃ نے اپنے صدارتی خطبہ میں ملکی و عالمی مسائل کا تجزیہ جس انداز میں فرمایا اس سے آپ کی قومی ہمدردی اور سیاسی بصیرت کا پہر نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔ آپ نے اپنے خطبہ میں جو کچھ فرمایا اس کا ملخص یہ ہے۔

- (۱) گرفتار ہند میں ہمہ جہت میلن کی ضرورت۔ شباب الدین غوری جیسے مجاہدین اور خواجہ عزیز رب نواز اجمیری جیسے صوفیاء کے نقوش قدم پر چل کر۔
- (۲) علماء و روحانی زعماء میں اتحاد کی ضرورت اور ان کی ذمہ داریاں۔ فکر و تدبیر و ترقیاتی مائشاد و تحقیق الہی۔
- (۳) غیر اللہ سے ڈرنے والا عالم، علم و انسانیت سے غاری ہے۔
- (۴) مسجد شہید گنج کی تحریک میں علماء کی ذمہ داریاں۔
- (۵) برصغیر میں مسلمانوں کے مسائل اور ان کی ضروریات۔ شرعی قوانین۔







والے اور ہمارے کرم اور ہم پر رحم فرماتے ہو اور ہمارے آقا محمد جو کہ بہتر منصب اور دینوں کے ساتھ معصوم فرماتے گئے اور آپ کی آل پر درود اور سلام اور اسباب پر جو کہ ایمان کے چاند ہیں اور اجتہاد کرنے والے اماموں پر اور اولیاء کا عین پر جو کہ یقین اور عرفان کے روشن ستارے ہیں اور ان پر جو احسان کے ساتھ ان کے تابعدار رہے ہیں قیامت کے دن تک بعد حمد و صلوات کے لئے علما کے کرام اور حاضرین کرام

انشاء اللہ تعالیٰ بقرآن مجید کی حمد و ثناء ہے کہ اس نے مجھے یہ توفیق ارزانی فرمائی کہ میں آفت محمدی علی صاحبہا العتہ السلام و آلہ العتہ کی مقدور بھر خدمت کر کے اپنی عاقبت سواران کروڑوں آدمیوں کو جو اور اس نور محمد پر جس کا اسوہ حسنہ ہیں ہدایت کرتا ہے کہ ہم کس حال میں بھی مفاد ملت کو فراموش نہ کریں۔

محترم بھائیو! یہ آپ کی غنایت ہے کہ آپ نے ایک بوریا نشین و حجرہ گزین کو اپنی محفل میں ایک ممتاز جگہ مرحمت فرمائی ہے۔ آپ علمائے آپ کی راہ میں فرشتے بھیجتے ہیں۔ آپ دعا فرماتے ہیں کہ اللہ آپ کی آبرو رکھے۔ آپ نے ایک مسکین صوفی کو اپنی بارگاہ علم میں صدارت کی سند پر بٹھا کر بہت بڑی دوزاری اپنے اوپر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے انتخاب کو کامیاب ثابت کرنے کی توفیق دے۔ *سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ تَعَالَى وَتَعَالَى الْفَلَاحُ وَتَعَالَى* اور اسی سے امداد کا مطالبہ ہے اور اسی پر توکل ہے۔

عزیزو! اس وقت جبکہ میں نے مسجد شہید گنج لاہور کی داگداری کے لئے اپنی ناچیز خدمت قوم کے سامنے پیش کی ہیں، میرے پاس اتحاد وقت و تھا کہ میں بدایوں پہنچ کر کچھ عرض کرنا لیکن اس کا کیا علاج کہ یاران طریقت نے مجھے اجیر شریف بلایا۔ ادباً و شریعت نے مجھے بدایوں حاضر ہونے کو کہا۔ خدا کرے کہ مجھے طریقت و شریعت میں بزرگوار حقیقت قطعاً کوئی فرق نہیں ایسے ہی صوفیوں اور مولویوں میں بھی خالص اتحاد ہو جائے اور دونوں اپنے اختلافات و مناقشات فروشی سے بے نیاز و بالا تر ہو کر متحدہ مقاصد کے حصول کے لئے یک قالب و یک جہان ہو جائیں۔

اجیر شریف! ان میں حاضری اس لئے بھی مفید تھی کہ وہاں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا

مزار پر انوار ہے۔ اس خاک پاک کا ایک ایک ذرہ یہ سبق دیتا ہے کہ جس پر پیش قدمی اے کا مدعا کی وہی تھا جو غازی شہاب الدین غوری صاحب سیف کا تھا۔ کاش اگر سیاسی لیڈر شہاب الدین بنی ہاشم صوفی خواجہ غریب نواز شکار گاہ اختیار کریں اور لیڈر عالم صوفی قیون مل کر اس گھر زار میں توحید کا علم بلند کریں۔ اپنا علوم تو یہی ہے کہ اپنی عمر کے چند باقی ماندہ لمحات اس کا ذخیرہ کے لئے وقف کر دیں۔

بھم تری راہ میں مٹ جائیں گے مٹا ہیے یہی درویشان محبت کا تقاضا ہے یہی علما کے کرام! اسلام میں آپ کا مقام بہت بلند ہے لیکن ہر منصب کی حمت و ذمہ داریاں ہوتی ہیں جو عالم اپنے فرض سے غافل ہے، وہ اپنے تلامذہ کے نزدیک تو عالم ہو سکتا ہے مگر بلا کہ کہ فہرست سے اس کا نام کاٹ دیا جاتا ہے۔ *سُيُفِي رِبِّ الْعَرْشِ فَرَمَاتِ* *قُلْ خَلِّ يَسْتَوْيُ الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ* ترجمہ: آپ فرمائیے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو صاحب علم ہیں اور جو علم الہی نہیں؟ کس قدر نوک و پیرا یہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کوئی سلیم الفطرت انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ عالم اور غیر عالم برابر ہیں۔ عالم کا درجہ بہت بلند ہے۔ عالم پر قوم کے مصائب آشکار ہوتے ہیں۔ لہذا اس کا فرض ہوتا ہے کہ قوم کی مشکلات کا خاتمہ کرنے میں غیر عالم سے بہتر و کثرت بائی و ایثار اور شکر و تدبیر سے کام لے۔ اگر وہ اس فرض سے غافل رہتا ہے تو اس کا جبر و غمناک اسی کے لئے روز قیامت پچاس کا شش ثابت ہوگا۔ عالم کا وصف *عَمَدُ اللَّهِ* ہے۔ *إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ* ترجمہ: ان سے اس کے بندوں میں سے وہ ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ یہ آیت مبارکہ واضح الفاظ میں بیان کر رہی ہے کہ عالم صرف خدا سے ڈرتا ہے خشیت الہی اس کا حسن ہے۔ غیر اللہ سے ڈرنا شریعت و طریقت میں کفر و زندقہ سے بدتر ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

چونکہ نہ شریعت نہ طریقت شرک و انحراف مضمر دیدہ است  
اگر عالم انحراف کے عصب جلال سے موز کر، اس کے سامان عرب و مغرب سے گھبرا کر،  
حق کی حمایت نہیں کرتا، تو اس کا وجود علم اور انسانیت کے لئے تنگ ہے۔ اگر  
عالم کسی سچائی کو اس لئے بیان نہیں کر سکتا کہ ایسا کرنے سے بلکہ ناراض ہو جائیں گے



یا بلند کھول میں اس کا وقت رکھ جو جائے گا، یا اس کے مقتدی روٹھ جائیں گے، تو اسے کہہ دو کہ ذرا  
اپنے نفس کو دھوکا نہ دے۔ وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ اسے کہو کہ اپنے ایمان کی تجدید کر۔

کیا علماء کو معلوم نہیں کہ لاہور میں مسجد گراؤی گئی ہے؟ کیا مسجد پر کسی غیر مسلم کا قبضہ  
جائز ہے؟ یا رکھو۔ اگر تم نے اپنی مساعمتوں کی بنا پر ایک مسجد کے انہدام کو معمولی حادثہ خیال  
کیا، تو ہمیں اپنی ان مسابہکی بھی منکر کرنی چاہیے جن کے منبروں پر بیٹھ کر تم مسائل بیان کرتے  
ہو۔ وقت جسے کہ ایک ایسا اعلان شائع کیا جائے جس پر ہر عالم کے دستخط ہوں۔ مگر کسی مسجد  
پر غیر مسلم کا تصرف از روئے اسلام جائز نہیں۔ جمہیت العلماء اس کام کو اپنے ہاتھ میں سے  
جو عالم اس پر دستخط کرے، اعلان کر دو کہ اس کی اقتدار میں نماز درست نہیں مقتدیوں  
اور متوکیوں کو سمجھایا جائے کہ ایسے رنگ اسلام عالم کو مسجد کی امامت و خطابت سے محروم  
کریں۔

جہاں کہیں بھی کوئی مسجد ہے، اور شاخ یا کوئل ہے اس بیت اللہ کی کہ اصل ہوتا  
ثابت و خرد عطا فی السما و ترتر جسم کی جو قائم اور شاخیں اسلام میں کی صداق ہے۔  
وہ دنیا میں مگر سب سے پہلا خدا کا خلیل ایک ہمارا جس پنا کا  
ازل سے مشیت نے تقاضا کرتا کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہر اکا  
بیت اللہ عرب میں ہے عرب کی نسبت حضور سرور کائنات علیہ الف الصلا و التحیات کا  
ارشاد و سفیر نبی ہے کہ آخر جوا الیہ ہود و التصاری من جبرئیل  
جزیرہ عرب سے یہودیوں اور عیسائیوں کو نکال دو۔

اے عالمان دین! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سلطان نجد ابن سعود نے ایک انگریز کمپنی  
کو عرب کی زمین میں مہذنیات اور تیل کے چشمے معلوم کرنے کے لئے ٹھیکہ دیا ہے؟ دین  
کی حمایت کرنے والو! عرب سے کچھ ناصیے پر حبشہ کا ملک ہے، وہاں حکومت اطاریہ کیوں  
ظلم و ستم ہی ہے؟ اس لئے کہ وہاں تیل ہے۔ اور اٹلی کو اپنی بلند پروازیوں پر اپنے بڑائی  
جہانوں کے لئے تیل نہ کا رہے کیا دنیا کے واقعات شاہ نہیں کہ یورپ کی کسی قوم کو اگر  
کہیں بیٹھنے کی اجازت دیدی جائے، تو مکان بنانے کی راہ خود نکال لیتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ

ابن سعود کی سندس کے خلاف صدر نے احتجاج بلند نہیں کی جاتی؟ یہ وہ امت اور امت  
کا سوال نہیں۔ یہ امامین ہندو کی صیانت کا سوال ہے۔ اگر کسی کو ابن سعود کا ظیفہ الہام حق  
سے روک دیا ہے، تو اسے چاہیے کہ اللہ کے اس فرمان پر توجہ کرے۔ ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَقْرَبُوا  
بِأَنْفُسِكُمْ ثَلَاثَةَ مُلْأَئِمَاتٍ ذُرْبَهُمْ هَرُورٌ أَيْتُولُ كَيْفَ تَعْبُدُونَ قُلُوبًا لَّيْسَ بِهَا شَيْءٌ وَتَعْبُدُونَ الْبَاطِلَ  
كُنتُمْ بَشَرًا لَّغْوٌ قَلِيلٌ۔ تاکر بت جلیل کی بارگاہ سے اجر جزول حاصل ہو جائے۔

میری بات پر کان نہیں دیتے تو حاجیوں سے پوچھ لو کہ جبران رسول مقبول صلی اللہ  
علیہ وسلم یعنی مسلمانان مدینہ کا کیا حال ہے؟ حکام نجد کے دسترخوان پر تو طوطی جلجلی کے کھانے موجود  
ہوتے ہیں، لیکن قلعوں بناؤں کہ مدینہ طیبہ کے مظلوم مقدس کھجوروں کی گھمیلوں کو ترک ہے  
ہیں۔ کیا رعایا کی پرورش راعی کا فرض نہیں؟ کیا شریعت کی رو سے جو سلطان رعایا کے خور  
ونوش کا انتظام کرے، اسے بالغ سنت سلطان کہا جاسکتا ہے؟ بزرگ عالم و مقلدانے  
راشدین کی پوری سوانح عمریاں تمہیں از بر ہیں۔ کیوں تمہاری زبانیں جبران رسول کی محبت  
و اعانت کے لئے نہیں کھلتیں؟

سنو ارشاد ہوتا ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُخَرِّجُوكَ فِي شَآئِجِدٍ  
بِئْسَ تَقْلُوبٌ! اور یہ بات ہے محبوب تہا ہے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپ کے مجاہدے میں  
تمہیں نہ بٹائیں، یا کیا اس پاک مسلمان کی نوسہ آپ پر پیشہ شرعی فرض غایہ نہیں ہوتا کہ آپ  
”قاضی ایکٹ“ بنوائیں؟ عدالتوں میں فیصلے شریعت کے مطابق ہوں۔ کیا آج عسلاقی  
خلع۔ ارتداد۔ وراثت۔ نکاح۔ حبیہ وغیرہ اور شرعی کی ہندوستان میں انتہائی تبدیل نہیں  
ہو رہی؟ اس تذلیل کا اندازہ علماء سے براہ کراؤ کہ کر سکتا ہے؟ صمیم ہے کہ اس  
غرض کو بڑے کار لانے کے لئے کافی سرمایہ کی حاجت ہے۔ کیا اس کے لئے قرینات  
کا قیام شرعی تجویز نہیں؟ کب تک حجروں میں لیٹے رہو گے؟ میں ہر عالم سے عرض  
کرتا ہوں کہ حق و وقت اک نیست کہ در حجر بنشین بے کار۔ جیسے حکومت بغیر ملک  
کے نہیں چل سکتی، ایسے ہی بیت المال کے بغیر تنظیم ملت کا خیال خراب سے زیادہ  
حقیقت نہیں رکھتا۔



ضروری ہے کہ ان مقاصد کے لئے آپ ملک کی پالیسی، قوانین و قوانین سے بھی استفادہ کریں۔ جس کی اعلیٰ صورت یہی ہے کہ ہر کونسل میں کپ کی قوم کو مخصوص اور مضبوط حیثیت حاصل ہو اس کے لئے "جدا گانہ نیابت" ایک ضروری حق ہے جس سے اس وقت دست بردار ہو جانا مناسب ہے۔ کونسلوں میں جاؤ۔ اپنے حقوق منواؤ۔ مگر شرع قوانین منظور کرو۔ اوقات کی حفاظت کرو۔ مقابلہ و مسابقت کو اختیار کی دستبرد سے بچاؤ۔

یاد رکھو! اگر کونسلوں یا حکومت کی راہ گیر میں آپ کی عزت جیسی ہے کہ آپ منظم ہو جائیں۔ آپ میں ایک ہو۔ آپ میں تھوڑے تھوڑے ہوں۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ کی مالی حالت شاندار ہو۔ مادہ پرست سلطنت و دولت کی چپاری ہے۔ ہم مفلس ہیں، مفروض ہیں۔ افلاس دولت کے لئے اور دولت بچانے سے دور ہو سکتا ہے۔ دولت کمانے کا بہترین طریقہ "تجارت" ہے۔ تجارت میں فوری اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ مسلمان ہو کا مذاق سے سودا خریدیں۔ آپ کی قوم کا شتکار ہے کپ کی قوم کا رگیر ہے۔ آپ کی قوم مزدور رہے بسکین اس کی ذرا محنت، اس کی صنعت، اس کی محنت سے فائدہ غیر اٹھاتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ کٹر کار تجارت بھی کریں۔ یعنی اپنا مالی خود بچیں۔ آخرت کی دکانیں خود کریں۔ کارگیر اپنی مصنوعات خود فروخت کریں۔ دولت بچانے کے لئے لازمی ہے کہ آپ ہر نوعیت کے اسباب سے بچیں۔ اور یاد رکھیں کہ قرآن کی رو سے مُبْتَذَرین اور مُسْرِفین شیطان کے بھائی ہیں۔ یہ ہے وہ مختصر پروگرام جس پر عمل پیرا ہو کر آپ قلاب داریں حاصل کر سکتے ہیں۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

## حُطْبَةُ صَلَاتِ

شیخ صباح الحسن مؤدبی سجادہ نشین پھونڈہ صدر مجلس استقبالہ قدس سرہ

آل انڈیا سنی کانفرنس پھونڈہ ضلع اٹارہ

۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ / ۱۱ فروری ۱۹۳۵ء

صدر است: حضرت ابو الحامد سید محمد محمد رشید پھونڈہ

دیگر مقررین: صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی،

مولانا محمد عبد الحامد بدایونی

انتخابات ۱۹۳۴ء کی نزاکت و اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے آل انڈیا

سنی کانفرنس میں حیثیت الجماعت کے منصب العین اور طرز عمل کی وضاحت کرتے ہوئے

قیام پاکستان کی ضرورت اور کانگریس کی مخالفت از روئے شریعت ثابت کرتے ہوئے

مولانا سید مصباح الحسن نے جو کچھ فرمایا، اس کا مخلص یہ ہے:

(۱) بلاد ہند میں بے دینی و لاد مذہبیت کے خلاف علمائے اہل سنت کی مساعی جمیلہ

کا تذکرہ۔

(۲) الحاد و ارتداد کے فتنوں کی داستان۔

(۳) دین کا لبادہ اڑھ کر "متمدن قومیت" کا دیو مسلمانوں پر مسلط کرنے والوں کا کردار

لئے تقاریر کے لیے صفحہ نمبر ۳۱۳ تا ۳۱۴ ملاحظہ فرمائیں۔



(۱) ہماری افراط و التفرق پیدا کرنے والوں کے متعلق سنی کانفرنس کا لازمی عمل —

خاموشی — تاکہ وہ کانفرنس کے مقاصد سے متفق ہو جاسکے۔

(۵) سنی کانفرنس کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ — علماء و مشائخ کا ارتباط و اتفاق

نظام کی اصلاح، مدارس و مساجد کی ترقی و ترویج و اصلاح و ترقی، مسلمانوں کی

اقتصادی اور تجارتی ترقی کی توجہ، احکام اسلام کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے —

موجودہ حالات میں — نظام عمل۔

(۶) سیاسیات — ہند اور مسند یا لٹان کے سلسلہ میں سنی اکابر کی صف اول کی مجاہدانہ

کوششیں اور انتخابات کے موقع پر ان کی نمایاں خدمات کا جائزہ۔

(۷) ہندس کانفرنس پر عمل اعتماد اور اس کی نوعیت و اہمیت کے اعتبار سے ملکی

سیاسیات میں اس کا مقام۔

تخریب پاکستان کے اس نازک دور میں یہ خطبہ عام مسلمانوں کی رہنمائی

کے لئے مشعل و راہنما ہے۔ ۱۹۶۶ء میں اہل سنت برقی پریس میں چھپوا کر مراد آباد سے شائع

کیا گیا تھا۔ آئندہ صفحات پر اس اہم اور تاریخی خطبہ صدارت کے سرورق کا عکس بھی پیش

خدمت ہے۔

لے بعد اس اخبار و ہفت روزہ سندی راپور نے اپنے شمارہ ۱۵، جلد ۸، صفحہ ۱۴، اپریل

۱۹۶۶ء میں مذکورہ خطبہ من و عن نقل کیا تھا۔

اصل نسخہ کا فوٹو ٹیٹ پر فلیکسنگ ایڈ قادی نے برائے اشاعت مرحمت

کیا جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں، ۱ مرتب

# خطبہ صدارت

حضرت الاناموی شیدہ مصباح الحسن حب

مودودی مدظلہ صدر جماعت استقبالیہ سنی کانفرنس پھونڈ

صنلع اٹا وہ

نے

۸ ربیع الاول شریف ۱۳۶۵ھ کے اجلاس سنی کانفرنس پھونڈ

میں پڑھ کر سنایا

(مولانا حکیم ظفر الدین احمد صاحب نے اپنے)

اہل سنت برقی پریس میں بازار دیوان مراد آباد میں

چھاپا



فرمادی اور اس چھوٹے سے قصبہ کو علم و عرفان کا محزن بنا دیا، اور آج آل انڈیا سنی کانفرنس جس پیام و دعوت کے لئے سرگرم عمل ہے اس کا اولین نقش نقایم ہزاروں گم گروہ رامانی منزل کو راہ ہدایت پر لگا دیا، میں سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات کی آمد سے جو مسرت ہمیں ہے اس سے کہیں زیادہ خوشی اپنی قبر منہدی میں جلوہ افروز ہونے والے شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ سید عبدالصمد صاحب مودودی کو یقیناً ہوگی کیونکہ جس دور میں حضرت اقدس نے سرزمین پیغمبر کو فناء یہ وہ دور تھا جبکہ بے دینی و لادنی ہی ابتدائی زندگی کے ساتھ سامنے آرہی تھی، مگر آج کا حال اس ماضی کے مقابلہ میں اپنے گندے ماحول کے ساتھ پوری ملت اسلامیہ کے لئے تباہ کن ہے اس وقت کفر و نفاق اپنی محدود طاقتوں سے راستہ ہو کر اور اسلام کو زائل کرنا چاہتا تھا لیکن اس وقت کی حالت یہ ہے کہ کفر، شرک، الحاد اور ارتداد کے بادل سروں پر محیط ہیں، اس دور میں نہ ایسے برقعہ پوش تھے جو اپنے منہ پر معاذ اللہ دین اسلام کی چادر ڈال کر دعوت اسلام کی بجائے شرک و کفر میں ادغام و متحدہ قومیت کا دیو مسلمانوں کے دماغوں پر مسلط کرتے رہا، نہ اس وقت بھی شرع و طہ کی طرح محدودہ چند عناصر و افراد بد اعتقادی و بد دینی کی تعمیر کا آغاز کرنا چاہتے تھے لیکن سواہر اعظم اور جمہور اہل سنت کے عوام نے ان فتنوں کا استیصال فرما دیا، آج کا دور اپنی ہلاکت آفرینیوں کے ساتھ جس بہت تنگ مرقعہ کو پیش کر رہا ہے اس سے سطحی افراد مضطرب الحال نظر آتے ہیں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قوموں کی بقائے حیات کے لئے تاریخ نے ہر زمانہ میں ایسے حوادث پیش کئے ہیں اور ایسے مواقع پر حضرات علمائے حقانیہ نے گمراہی سے ہو کر باطل کا مقابلہ کیا ہے اور اعلیٰ کلمۃ الحق فرمایا، پس موجودہ دور فتنہ بھی ہمیں ماضی کے آئینہ میں سچی مے رہا ہے کہ ہمارے اعضاء و اجزاء اہل سنت ایک مرکز پر مجتمع ہو کر بارگاہ رسالت اطہر سے استعانت حاصل فرما کر میدان عمل میں نکل آئیں اور ملت اسلامیہ کو وہی پیام دیں جو ان کے اسلاف نے دنیا کو پہنچایا، علمائے

## خطبہ استقبالیہ

سُنی کانفرنس پیمپوند منفقہ ۸/۴ ربیع الاول شریف ۱۳۶۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ و اولیاء امرتہ و علمائے ملتہ اجمعین۔

حضرات علمائے کرام و مشائخین عظام !

میرے اور مسلمانان ضلع اٹاواہ کے لئے آپ حضرات کا پیمپوند جیسے خطہ میں تشریف لاکر اپنے انکار عالیات و حیات مذہبی کی دعوت کی خاطر درازی سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کے باوجود تشریف لانا باعث ہزاراں برکات ہے۔ میں میم قلب کے ساتھ آپ سب لوگوں کی خدمات میں ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرتا ہوں اور مجلس استقبالیہ کی طرف سے ان فرد گزاشتوں پر معافی خواہ ہوں جو اقامت کے اوقات میں پیش آئی ہیں، آج آپ حضرات کی آمد اور دود مسعود کے مناظر میں ایک ایسے وجود باہود کی تشریف آوری کی جھلک پارہا ہوں جنہوں نے حضرت اقدس مولانا تاج الفحل قدس سرہ سے انوار تجلیات اور آستانہ عالیہ قادریہ بدایین کے فیض علمی سے مالا مال ہو کر بارگاہ حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادہ روحانی کو پا کر ضلع اٹاواہ کے خطہ میں تشریف لاکر الحاد و بے دینی فطانت و مغفلت، تاریکی و جہالت کو دور کر کے مشعل ہدایت روشن



کرام و مشائخ عظام نے جس طرح ہر سختی و صعوبت کا مقابلہ کر کے اپنے فریضے ہدایت کو پورا کیا، ان کے خلاف بھی ان ہی مضبوط ارادوں سے انہیں اور طبقہ اہل سنت کو گرداب بلا سے نکال، بچانے کی کامیاب سعی شروع فرمادیں۔

مقام مسرت ہے کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے عالی قدر ناظم حضرت صدر الانامولانا مولانا فاضل محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی مدظلہ، اور کانفرنس کے دوسرے اکابر و کارکنان نے تین سال سے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد سنی کانفرنس کی تشکیل کا مبارک کام آغاز فرمادیا۔ اور آج الحمد للہ اس ادارہ کی ہر صوبہ کے اندر شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور سنی کانفرنس کی اہمیت و ضرورت کا احساس طبقہ اہل سنت میں پیدا ہوتا جا رہا ہے۔

لیکن اس خصوص میں بعض وہ عناصر جو طبقہ اہل سنت کو ایک شیرازہ میں منسلک ہونے دیکھنا پسند نہیں کرتے اور یہ چاہتے ہیں کہ باہمی افتراق و انشقاق قائم رہے اور ہماری جماعت کا اپنا کوئی متحدہ نظام نہ ہو وہ مختلف النوع حیثیتوں سے لب کشائی فرما رہے ہیں۔ میں سب سے پہلے تو اس طرز عمل کے اختیار کرنے والوں کے طریقہ تشفیہ کو دیکھتے ہوئے اپنے اکابر سے صرف اسی قدر گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے مقاصد حق کی تبلیغ اور امتہ لایم کا خیال کے بغیر جاری رکھیں انشاء اللہ مستقبل قریب میں جو ہم سے بعید ہیں قریب آجائیں گے، کچھ وہ لوگ ہیں جو سیاسی میلانات و رجحانات اور قومی تحریکات میں محکوم ہو کر سنی کانفرنس کو اپنے دماغوں میں ایک ایسی جماعت سمجھ ہو گئے ہیں جو ہلاکت و افتراق کا باعث ہوگی۔ مجھے حیرت ہے کہ ایسا تمہیل کیوں پیدا ہوا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے اعراض و مقاصد کا مطالعہ نہیں فرمایا ہے، سنی کانفرنس کے اہم ترین مقاصد کا لخص یہ ہے کہ (۱) طبقہ اہل سنت و علماء و مشائخ کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دینا (۲) خانقاہی نظام طریقت کو حضرات

خود فیائے متقدمین میں حضرت سلطان المہدیین خواجہ خواجگان سیدنا معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اجمیری کے طریقہ تبلیغ پر منظم کر دینا (۳) مکاتب و مدارس و مساجد کی تنظیم کرنا (۴) مدارس کے لئے ایک مشترکہ نصاب تیار کر کے عمل کرانا (۵) جاہل مسلمانوں میں تبلیغ و اشاعت دین کرنا (۶) مسلمانوں کو ارتداد و بے دینی سے بچانا (۷) مسلمانوں کی اقتصادی و تجارتی حالت کو درست کرنے کی تدابیر اختیار کرنا (۸) مسلمانوں کو احکام

اسلام کی روشنی میں ان کی حیات قومیہ کے لئے راول عمل پیش کرنا۔ مذکورہ بالا مقاصد پر نگاہ رکھنے والا اندازہ کر سکتا ہے کہ ایسے مقدس اعراض و مقاصد پیش کرنے والی سنی کانفرنس کی تشکیل و ترقی کہاں تک خدا نخواستہ نقصان رساں ہو سکتی ہے، آج ہندوستان میں جس قدر اور جتنے ناموں سے جماعتیں قائم ہوتی رہی ہیں ان کے وجود و آغاز پر اگر کوئی اعتراض نہیں ہے تو آخر اہل سنت کی تنظیم کرنے والی جماعت پر نزلہ کیوں گر رہا ہے۔

میں معتز ضیہ و مکتہ چیں حضرات کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ سنی کانفرنس کا کارنامہ اب بڑھ چکا ہے، جو قدم خدائے برتر کی نصرت سے متحرک ہو گئے ہیں اب ان میں جو نہیں آسکتا، دمد دلان سنی کانفرنس کی ہمتیں، اعتراضات و تنقیدات سے پست نہ ہوں گی وہ اپنے اعراض و مقاصد کے حصول و کامیابی کی دھن میں لگے رہیں گے۔

## سیاسیات حاصرہ

عصر حاصرہ میں مسلمانان ہند کی سیاسیات نے سلسلہ سے جوئی کر وٹ بدلی ہے اور مسئلہ پاکستان یعنی قیام حکومت اسلامیہ کا جو جذبہ عوام و خواص میں پیدا ہو رہا ہے اسے ہمارے طبقہ علمائے اہل سنت نے یہی نہیں کہ دور بچھ کر صرف مطالعہ ہی



کیا ہوگا۔ جس میں ہندوستان کے ہر گوشہ کے حضرات علماء و مشائخین شرکت فرمائیں گے۔ میری ولی دعا ہے کہ مولو اعلیٰ اس کانفرنس کو اپنے تمام مقاصد میں کامیاب کامران فرمائے اور طبقہ اہل سنت کی تنظیم و اتحاد کے رشتہ کو یہ کانفرنس مضبوط کر دے۔

میں انہیں مجلس استقبالیہ کی طرف سے ایک بار پھر تمام اکابر علماء و مشائخین کے مدعوں پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

الحمد للہ کہ سنی کانفرنس کے سامنے اسلامی حکومت کے قصورات ہی نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے پاس ایک مکمل دستور العمل رکھتی ہے جو مستقبل قریب میں مسلمانوں کے سامنے پیش کرے گی، وہ دستور العمل ایک ایسا دستور ہوگا جو آیات بنیات و احادیث بنویہ اور احکام فقہیہ کی روشنی میں مغربی تہذیب اور عدوی راوی کی کثرت و طاقت کی شہر و گنتی سے بے نیاز ہوگا اور جس پر بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے مزدکار عمل کرنا ناگزیر ہوگا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس بنارس انشاء اللہ سنی دنیا میں ایک ایسا تاریخی اجتماع ہوگا جو اپنی نوعیت اور مسائل کی اہمیت کے لحاظ سے بے مثال و یادگار

ہوگا۔ جس میں ہندوستان کے ہر گوشہ کے حضرات علماء و مشائخین شرکت فرمائیں گے۔ میری ولی دعا ہے کہ مولو اعلیٰ اس کانفرنس کو اپنے تمام مقاصد میں کامیاب کامران فرمائے اور طبقہ اہل سنت کی تنظیم و اتحاد کے رشتہ کو یہ کانفرنس مضبوط کر دے۔

میں انہیں مجلس استقبالیہ کی طرف سے ایک بار پھر تمام اکابر علماء و مشائخین کے مدعوں پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔



کا قیام، مکان کذب اور امکان نظیر کے جال، ختم نبوت کی خانہ ساز تشریح، مدح صحابہ کے ہر پہ میں قدر صحابہ

(۵) تبلیغ اور اسلام کا تعلق — مسلمانوں کا ہر فرد مبلغ ہے، بادشاہ، رعایا، سوداگر مزدور — سب مبلغ ہیں۔

(۶) اسلامی زندگی کا وسیع مفہوم — محنت و مشقت، بچوں کی پرورش، صنعت و حرفت، تجارت، خلق کی خدمت، رزم، ہزم — سب عبادت ہیں۔

(۷) قانون سازی صرف اللہ اور رسول کے اختیار میں ہے، لہذا غیر اسلامی قانون مثلاً خلیج بن اور شاددا ایکٹ سب لعنت ہیں۔

(۸) تعلیم کی ضرورت، مدارس و نیپہ کی تنظیم کے ساتھ انگریزی نخوان حشرات کیلئے دینی تعلیم کا اختتام، سیاسیات، اقتصادیات، تاریخ و غیرہ علوم کی تدریس کا اختتام — اس مقصد کے لئے ہر سنی خانقاہ نشر علوم کا ادارہ ہو۔ ہر محفل میلاد اور عرس مقدس ہرم تبلیغ ہو۔

(۹) دور حاضر کی ضروریات — سنی پڑیس، سنی وقف کی حفاظت، نو جوانوں کے لئے ورزش کا اہتمام

(۱۰) مسلمانوں کی ترقی کے لئے ان کی موجودہ حالت کے گوشوارے مرکوز میں موجود ہونے ضروری ہیں جس میں ان کی تعلیمی حالت، مالی حالت، قرضہ کی صورت میں اس کی مالیت اور اس کی ادائیگی کے امکانات، ہر علاقہ میں مدارس و مساجد کی تعداد اور ان کے گوشواروں وغیرہ کا انداز ہو۔

(۱۱) پاکستان کا مفہوم اور اس کی شرعی ضرورت — قیام پاکستان پر اعتراضات کے جوابات، پاکستان کی اچھوتے انداز میں تاریخ۔

(۱۲) مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے پروگراموں میں فرق — مسلم لیگ

## خطبہ صدارت

رئیس المتکلمین ابوالحامد سید محمد انور ثانی محدث کچھوچھوئی قدس سرہ

## آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس

۲۲ — ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ / ۲۶ — ۳۰ اپریل ۱۹۳۶ء

قیام پاکستان کی منزلی کو قریب تر کرنے، مسودہ اعظم اہل سنت و جماعت کے جماعتی موقف کی وضاحت و تائید اور سنییت کی تنظیم کی شوکت کے اظہار کے لئے پانچ سو مشائخ عظام، سات ہزار علمائے کرام اور دوا لاکھ سے زائد سنیوں کے اجتماع میں بڑے گئے اس موقع پر لاار خطبہ میں حضرت محدث کچھوچھوئی قدس سرہ نے اپنے فصیح و بلیغ انداز میں جو کچھ ارشاد فرمایا، اس کی چند جھلکیاں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) گردش ایل و نہار کے مکتوں مسلمانوں پر سنے مظالم اور حالات دائرہ پر خائراہ نظر  
(۲) سنی کانفرنس کے انعقاد کے لئے بنارس کا انتخاب — برصغیر کے وسط، بنارس اور اس کے لواحق علاقہ میں اسلامی مجاہد، متقاہر اور شعاہ کی کثرت، گویا حواشی بنارس — اولیاد نگر ہے، یہیں اسلامی سیاست و اقتدار، ادب و تمدن اور علم و عرفان کے امتیازی نشانات ہیں۔

(۳) عالم اسلام کی منظومیت — حجاز مقدس میں بخدی فقہ و فلسطینیوں پر بے رحم یہودیوں کے مظالم، اندونیشیا پر جنگ کا تسلط۔

(۴) ہندوستانی فقہ — سنیوں کو ختم کرنے کے مختلف حیلے پہلے ہی سنی بورڈ







بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعلنا من عباده الرجبين الذين هم على عبادته الرجبين على كافة المومنين  
خالق السموات والارضين ما كان يوم الدين اللهم نحن نؤمن بك يا كافي  
واياك نستعين لهدانا الصراط المستقيم طريق اهل السنة والجماعة والحق  
اليقين صراط الذين انعمت عليهم من النبيين والصدقيين والشهداء  
والصالحين غير المغضوب عليهم من اليهود والمشركين ولا الفضالين من  
التصارى واهل الضلال والمرتبين امين امين يا غياث المستغيثين  
ويا اكرم الاكرمين والصلوة والسلام الاكملان على من ارسل  
الى كافة الخلق بشيرا وناذيرا داعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا انا  
بالشرع المبين القرآن الحكيم فتيين وبالبينات والهدى فاطمير الغيوب ونور  
الافئدة والقلوب تنويرا الا ان الله تعالى عليه اله وصحبه وسلم  
حبلى الله وعزة نه الوثقى ونعمته الكبرى جعل الله تعالى للخلائق اجمعين  
ظهيراً من اعظم به فقد غوى فلم يجد احداً ولياً  
ولا نصيراً وعلى اله واصحابه واتباعه واولياء ملتزم علماء امته وشهداء  
محبيه صلاة وسلاماً ابد يا دهر يا كثير اكراماً اما بعد

مشروع کرام علمائے اعلام اعیان اسلام و برادران اہل سنت و جماعت میں آپ کا  
ایک لمحہ بھی اس دور کا بحث میں ضائع نہ کروں گا کہ مجلس استقبالی کی صدارت کی عمدت

۱۶

۱۷

کے لیے میرا انتخاب قابل شکوکہ ہے یا لائق تشکر ہے اس کو اراکین مجلس ہی جانیں میں تو آج  
اپنی قسمت پر نازاں ہوں کہ یہ مقدس اجتماع میرے لیے بالکل ایسا ہے کہ ایک بیمار کو  
بے شمار دوا کھین مل گئے ہیں ایک فریادی کو ہزاروں اصحاب عدل و دادی سرگئے ہیں مجھے  
یاد ہے کہ ۳۰-۳۱-۳۲ جون ۱۳۳۷ شعبان ۱۳۳۷ مطابق ۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱  
مراد آباد میں جامعہ نعیمیہ کا عظیم انشان میدان تھا اور فکرت ملت کے حقیقی رہنماؤں کا اجتماع  
تھا اور بحیثیت صدر مجلس استقبالی حضرت بابرکت شیخ الامام حجت الاسلام مولانا شاہ صاحب  
خاص صاحب قبلہ قدس سرہ کا تاریخی خطبہ استقبالیہ پڑھا جا رہا تھا جس کا لفظ لفظ آج بھی  
وہی معنویت اور نویدیت رکھتا ہے جو اس وقت اُس میں تھا اور جس کی کھلی کھلی پیشین گوئیوں  
کو ہماری قسمت آنکھوں نے دیکھا اور عالم ربانی و عارف باللہ کے نور فرست کو آخر دنیا کو  
نہ لینا پڑا جس کو یاد کر کے آنکھوں کی گہرائیوں سے میا خستہ آنکھلتی ہے کہ کاش ہم درمیانی نہ  
کو ضائع نہ کرتے اور کاش دشمنان نظام اسلام کو ہم اسی دن پہچان گئے ہوتے تو کچھ ہم کتنے  
بندہ مقام پر ہوتے اور زندگان زمانہ نے اسلام کی بھولی بھالی بیخیزوں کو جو نکار کر رہا ہوں ہم اس  
عظیم مصیبت سے محفوظ رہتے (اے ہم اور آپ سورۃ فاتحہ داخل اس کا تحفہ فرج حضرت  
حجت الاسلام کو دے کر میں اور ان تمام اعیان اسلام کو دے کر میں جن کو ہم اس عمر میں کم کر چکے ہیں۔

حضرات اہل زمانہ اب اس منزل سے دور نکل چکا ہے کہ اظہار دعا سے پہلے کوئی تمسید  
عزم کی جائے اور منتشر تصورات کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لیے خطابت کے جوہر دکھائے  
جانیں اب تو یہی ہمارے سبیل و ہمارا کی گردش ادنیٰ ہی رات دن کا چکر اور روزانہ مظالم  
دوستوں پر نکلنے والا آفتاب اور منت نئی تارکیوں اور ظلمتوں کا گواہ ماہیت لب مسلمانوں کی  
بے نظمی اور سنیوں کی بے کسی اور اعدا کی تیاریاں و دشمنوں کی چالاکیاں، تعدادی غرور والوں

۱۸

۱۹







میں غیظاً جلوس ہوئے کی وجہوں میں سے سب سے زیادہ عظیم سبب یہ بھی تھی جس کو آج تک ہندوستان نے کبھی نہیں دیکھا اور آئندہ ہمیشہ حیرت کرتا رہے گا۔

لے جائے بزرگوار ممکن ہے کہ آپ کو حیرت ہو کیونکہ ہم سے ملک میں جا بجا کہا گیا کہ ہم نے  
خود اس کے لیے بنارس کا انتخاب کیوں کیا، اور ہم نے ملک کے ملوفانی دور سے جس سب کو یہی  
جواب دیا کہ ہندوستان کا نقشہ دیکھئے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ بنارس ہندوستان کا مشرق واقع  
ہوا ہے۔ ہر طرف سے آنے والوں کے لیے برابر کا فاصلہ پڑتا ہے۔

لیکن اب آپ بنارس آچکے اور پچھم سے آنے والوں نے دیکھا کہ بنارس سے متصل وہ شہر جو پچھم جو سلاطین مشرقی کا دار السلطنت رہا ہے۔ ایشیائیوں کے اسلامی نام اکبر پور، شاہ گنج، نظرباد، جلال گنج، خالص پور راستہ میں پڑے ہوئے۔ یورپ سے آنے والوں نے بنارس کو پہلا مندر پکایا ہوگا مگر سب سے پہلا یوسف پور، سید پور، موٹو، دکن میں الہ آباد، مرزا پور سے گزرے ہوئے، بنارس کے حاشیہ پر مسلمانوں کی قائم کردہ آبادیاں بتاتی ہیں کہ بنارس مسلمانان ہند کی نگاہوں میں ہمیشہ مرکز توجہ رہا ہے اور اس شہر پر کنٹرول رکھنا ہمارے موروثی کی وراثت ہے۔ بنارس کے گھاٹ کی زینت وہ مسجد ہے جو حضرت عالمگیر کی بلند نظری کی گواہ ہے اور وہ جامع مسجد ہے جس کی اینٹ اینٹ تاریخ کا عظیم الشان ذخیرہ۔ دہلی کی طرح بھی شہر ہے جہاں اب تک شاہانِ مغل کی نسل آباد ہے ہماری مجلسِ استقبالیہ کے نائب صدر مرزا جہانگیر خجستہ لال قلعہ دہلی کے حقدار وراثت اسی بنارس میں رہتے ہیں۔ بنارس کا ایک محلہ بھی ایسا نہیں جس میں گنج شہید اس تہ ہو شہر سے جس طرف نکل جائے کوئی نہ کوئی مسلم الشہوتِ عارت باشد اسودہ زمین ہے اور سارا حاشیہ اولیا لنگر ہے اور آپ جانتے ہیں کہ حاشیہ مرن کی اہمیت کو بڑھا تا ہے اور اس کی گتھیوں کو سلجھا تا ہے یہی آثارِ مصادید میں جو اس شہر

مشی کا فرس کے لیے تاراس کا انتخاب

کی دینی سیاسی اہمیت کی اعتبار اور مفصل تاریخ میں اور اسی روشن ماضی کے آئینے میں یہ بھی ہے کہ ہر شہر  
 ربطا نوعی اعلان و مصلح میں تقریباً ایک لاکھ عیالان اسلام پر مشتمل ہے جو عمر و تاج پارتی و صنعتی

دنیا کے ماہر ہیں اور جن میں اہل سنت و جماعت کی تعدادی برتری جوہرِ نقالی کوئے فیصدی ہے۔ ایک محلہ میں مشائخ کرام کی دو دو چار چار خانقاہیں ہیں سلاسلِ اربعہ قادیہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ کاغیہ علم ہر طرف جاری ہے وہی شہر میں دو خانقاہ اشرفیہ چوہدری اور مشائخ کی خدمت کرتے ہیں زبان زدِ کلام اور سہادی مجلس استغاثی کے ناظم سید مرسل اور سید مرسل اور سید مرسل وقت شیعہ عبدالحسین کٹر کٹر

[illegible]

منہ دیوں اور دوسرے ایسے ہمارے کسی کافر سے بنائیں نہ پروا داروں کے ناچم حاجی عبدالغفور جس کی جا کا بیوں کا منہ  
حسنہ ہیں سر آمد شہر اعلیٰ طرہ سی بناؤں میں آ کے چپکے تو جانے کا نام نہ لیا نہ جانے کس نے جانے پر اصرار کیا

آج کل کے کہنے اور زبانوں میں نروم و نرمی پچھلے عہد میں ایسی کتنی دن کی بات ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہیں چاہے وہیں فرسکو اور ہنس کو وطن نہالیا حضرت کی شہر میں پیشاب دیکھا گیا۔

آپ جس میں قابلِ تذکرہ وہ خاتونِ مجیدہ بھی ہیں تاجِ بابا محلک اندر واقع ہے اسی خاندانِ تاج کے سولہم درجہ کا  
مجلسِ استقبالی کے رکنِ عظیم حضرت صاحبِ غرضِ نبیایک کے زور و ہول اگر موت کی غرض پرائی

سایح بقوا سلامه مک تهذیب کا دفع بھی ہو اور ایسا تاریخی شہر جو حسن علم و عرفان سیما و اقتدار و ادب و تمدن میں قریب  
سوی فیاض ہو نہیں ہوتا ایسا ہی درجہ رکھتا ہر ملین کچھ حصہ شریفی و نازک مستقل ادارہ اشفاق و آسیب زدہ بچاؤ میں

مساجیر نہیں بلکہ سر میں درد ہوا تو زمین دن سے لڑا دیو گیا اور بنارس کی کچھ شریفیاں ضلع فیصل آباد پہنچیں۔

[illegible]

وہ آتشہاں اضر فیہ کی خاک چھائی اور زندہ رہا۔



اس کثرت آمد و رفت اور یہاں سلسلہ ایذا و خیر کی وسعت کا نتیجہ جو کہ میرے بنارس بھائیوں  
 نے مجھ کو بنارس ہی قرار دیا اور میں بحیثیت ایک بنارسی کے اپنی جماعت استقبالیہ بنارس  
 کی توجہ کی کرنا ہوں ہیں اس موقع پر اپنے بنارسی بھائیوں کے وطن قرار دینے پر فخر کرتا ہوں  
 لیکن اس منصب کے قبول کرنے پر شرط لگا دی ہے کہ میری کسی غرض کی چشم پوشی اور یہی  
 کسی خطا پر پردہ داری کی گئی تو میں سپردان حشر میں دعو پر آمونگ میرے بھائیوں نے مجھ کو  
 یقین دلایا ہے کہ میرے قدم قدم پر لفظ لفظ اور ہر سکون و حرکت پلان کا مکمل کنٹرول رہے گا  
 وحید احمد

میں خیال کرتا ہوں کہ ہندوستان کے اس تاریخی شہر کی اہمیت اسلامی مسلمانوں نے  
 اولیاء کو ملین نے علما و رہائشیوں نے جو محسوس کی تھی اس پر تبرہ تصدیق ثبت فرمائے کہ یہ  
 آپ حضرات کو یہاں مجتمع کرنا اب ایسی بات نہیں رہی جس پر ذرا بھی تعجب کیا جائے  
 اسے ہمارے بزرگوں اور مقدس رہنماؤں نے آپ لوگوں کو اس گرمی کے زمانے میں اور  
 سفر کے ناخوش برداشت دور میں ایک بارگی ایک ساتھ ایک میدان میں رونق افروز ہونے  
 کی رحمت کیوں دی، حالانکہ آپ ہمیشہ اپنی اپنی جگہ پر رہنا ہی فرماتے رہے اور ہم آپ حضرات  
 کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر ایک سے اپنا سدا و حاصل کر سکتے تھے، نہ آپ نے رہنا ہی میں  
 کسی غرض فرمایا نہ آپ کے قدم تک پہنچنے میں ہمارے لیے کوئی رکاوٹ ہوئی یا اس ہمدلک  
 بھر کے عالم کو رحمت دینے کی میاں جنگی ہم سے اس وجہ سے ہوئی کہ واقعات نے ہمارے  
 حواس گم کر دیے اور اہل زہد کچھ معمولی مظالم میں اتنی شدت اتنی کثرت بڑھ گئی کہ ہم اپنے  
 ہوش کو درست نہ رکھ سکے۔ عجاظ مقدس جو ہم سنیوں کے ایمانیات کا گہوارہ ہے اور جس کے  
 ذرہ ذرہ سے سنیوں کے دینی روایات و البتہ ہیں اس پر بخدی فتن و زلازل کو مسلما کر دیا

اس کثرت آمد و رفت اور یہاں سلسلہ ایذا و خیر کی وسعت کا نتیجہ جو کہ میرے بنارس بھائیوں  
 نے مجھ کو بنارس ہی قرار دیا اور میں بحیثیت ایک بنارسی کے اپنی جماعت استقبالیہ بنارس  
 کی توجہ کی کرنا ہوں ہیں اس موقع پر اپنے بنارسی بھائیوں کے وطن قرار دینے پر فخر کرتا ہوں  
 لیکن اس منصب کے قبول کرنے پر شرط لگا دی ہے کہ میری کسی غرض کی چشم پوشی اور یہی  
 کسی خطا پر پردہ داری کی گئی تو میں سپردان حشر میں دعو پر آمونگ میرے بھائیوں نے مجھ کو  
 یقین دلایا ہے کہ میرے قدم قدم پر لفظ لفظ اور ہر سکون و حرکت پلان کا مکمل کنٹرول رہے گا  
 وحید احمد

گیا ہے وہ ارض مقدس اب تک ان فتنوں کا آماجگاہ ہے فلسطین کے سنی بھائیوں پر  
 دم ہو دیت تم آلامیوں کی مشق کرنے کے لیے مسلط کی جارہی ہے ہمارے جادا اندر بھیا کے  
 کے سنی بھائیوں پر توپ اور بم کی بارش ہو رہی ہے اور ان بے گناہوں کی خطا صرف اتنی ہے  
 کہ وہ سنی ہیں اور اپنے مقدسین کی لڑائی کو کسی قیمت پر چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ ہمارے ملک میں  
 صرف اہل سنت و جماعت کو پامال کرنے کے لیے اکثریت کا سٹر چھوڑ دیا گیا ہے، اہل علم  
 کی ٹولیز کو سنیوں پر بھونکنے کے لیے پالا جا رہا ہے اور قیامت یہ ہے کہ سنیوں کو ختم کرنے  
 کیلئے جن دلوں کو راشن دیا جا تا ہے ان کا نام بھی سنی لکھا جائے، ابن عبد الوہاب کا پرستار ہے کو سنی کہتا ہے  
 یزید و ابن سعد کا پجاری اپنے کو سنی کہتا ہے سنیوں کو تباہ کرنے کی سازش کا نام سنی پورٹ رکھا  
 جاتا ہے سنیوں کو اپنے ملک میں زندہ نہ رہنے دیں، سنیوں کو ان کے وطن سے نکال دیں،  
 سنیوں کے ایمانیات پر حملہ کریں سنیوں کے عقائد پر ڈاکے ڈالیں سنیوں کی سیاست  
 میں روٹا اٹھائیں اور کچھ بھی سنی کے سنی بنے دیں۔ یہ وہ مصیبت عظمیٰ اور قیامت کبریٰ  
 ہے جس نے سنیوں میں لوٹ چار کھی ہے۔ آج کا وہی کل سنی تھا، آج کا قادیانی کل سنی تھا  
 آج کا خارجی کل سنی تھا۔ اس طرح سنیوں کے گھر میں آگ لگا دی گئی ہے، اور ایک ایک کا  
 شکار کھیل کر سنیوں کے خلاف شکاریوں نے مستقل سازش کر رکھی ہے اور انہیں یا اللہ  
 اور شکار کیے ہوئے افراد کے بل بوتے پر رگ مار کر لیکر سنیوں کو دکھائیں دکھائیں یہیں حوں  
 جنگ کی دھمکی دیتے ہیں، اس قدر جو شر با واقعہ ہے کہ ہندوستان سنی مسلمانوں کا ملک تھا سنیوں  
 نے ہزاروں برس اس ملک پر حکمرانی کی اور مذہب کی بنیاد رکھی لیکن اب ان کا وجود دینی  
 کی نظر میں ہے نہ دنیا کی نگاہ میں ہم جہاں گہروں و ملک کے وارث کچھ نہ رہے اور برطانوی پالیسی  
 کی پیداوار تین تین نسلوں کی ٹولیاں سب کچھ بن رہی ہیں امام اہم ہندو بننے کی ترکیبیں نکال رہی ہیں

بنارس

میں نہ نہیں کہ ہمارے بعض افراد نے بھوکا باغ ہمارے کھلے چھوڑ دیں ہیں ہمیں دکھایا کہ ہمیں اس باغ کی قوت آتی۔ اور ہمیں



امیر شہدیت اپنے کو کھلایا جاتا ہے، ہمارا وہ مقدس و برگزیدہ نام جو ہمارے آقا حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور ہمارا یہی مکمل پتہ بتایا تھا کہ انا علیہ و  
اصحابی یعنی اہل سنت و جماعت اس کا مجاز استعمال اپنے لیے وہ کر رہا ہے جو سنیوں کو ہلاک  
کر دیتے پر غلط کھنچا ہے سنیوں کے پیسے سے دھوکہ چلایا جاتا ہے اور اس میں ایسے دل و  
دماغ تیار کیے جا رہے ہیں جو سنیوں کو تیس، چوبیس اسلامیت سے ٹکرائیں، اسلامی اتحاد  
میں انتشار پیدا کریں، اسلامی یکجہائی کو صدمہ پہنچائیں، ہمارے مسلمانین و امراء و خواص و  
عوام کی بنائی ہوئی مسجدوں پر قبضہ ہمارے دشمنوں کا ہماری تعلیم گاہوں پر چھینڈا ہمارے  
مجاہدوں کا، ہماری خانقاہوں میں رسائی، مظاہرہ شکنوں کی ایک بات ہو تو عرض کی جائے  
۶۔ تنہم دلاغ دلاغ شدہ سب کچا کچا ہنم؟

غضب یہ ہے کہ یہ سارے ظلم فتنے اور تمام مہلک خطرے آپ کے سامنے ہیں آپ کے  
دیکھتے ہوئے سنیوں کا جینا دشوار ہو رہا ہے، آپ کی آنکھوں کے سامنے سنیوں پر گھبرائوں  
دیالیا ہے اور آپ کی موجودگی میں آپ کے رسول کی امت دن دہائے لٹی جاتی ہے۔  
سنیوں کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر ان کے سبوح و قدوس خدا جس کے سرودقات جاہ و  
جلالی تک کسی عیب کی رسائی نہیں اس کو باہر نکال دینا چاہیے سنیوں کو ایذا دینے کے  
لیے ایفیت علم میں شیطان کو رسول پر بڑھایا جا رہا ہے رسول پاک کے علم کو پاگلوں چوپایوں کی  
طرح قرار دیا جاتا ہے آج ختم زانی نبوت کا انکار ہے توکل کوئی مدعی نبوت نکل پڑا ہے  
دن مشرک پرست خود ہیں اب ہم دینداروں کو بھی مشرک کہتے ہیں۔ دین فروشی، ملت فروشی وہ کریں اور  
سنیوں کو ملت فروشی بتائیں نام میں مدح، اہلیت کا اور تبریکیں اصحاب پر دعوت دیں  
مدح صحابہ کی اور کام کریں قدر اہل بیت کا یہ تو دین پر بیاری ہے۔ دنیا میں سنی بازار

کاؤنڈیشن کی کونواریاں

سے نکالا جا رہا ہے اس کو مقروض بنا کر دیا جا رہا ہے، اس کی وراثت حکومت کو غصب  
کیا جا رہا ہے آخر یہ سب کیوں ہے؟ کیا ہماری قوم میں کوئی ہمارا سردار نہیں ہے؟ تو نہ صرف  
غلط ہے بلکہ تعالیٰ ہمارے قدرتی اور ظہنی سردار ہمارے علماء ہمارے مشائخ اس ملک کے زمین  
آسمان کو سنبھالنے والے اسے ہیں کہ ان کے شمار کی آخری تعداد ہزاروں کے بعد بھی  
مستحکم نہ ہو سکی۔ تو پھر کیا وہ ہماری سنتے نہیں یا ہمارے حال کو دیکھتے نہیں؟ یہ بھی غلط ہے۔  
وہ نہ سنیں تو پھر سنتے والا کون ہے۔ وہ نہ دیکھیں تو پھر دیکھنے والا کہاں رہتا ہے تو کیا وہ غافل  
ہیں؟ یہ بھی غلط ہے جس کی گہری نیند پر غفلت کا گزند ہو سکے وہ بیداری میں کیسے غافل رہ سکتا  
تو کیا وہ ہم سے بے پرواہ ہیں، یہ بھی غلط ہے۔ ہمارے لیے گاؤں گاؤں پھوٹا، وادی وادی  
چوٹی چوٹی شہر شہر قریہ بقریہ پھرتے رہنا، ہمارے ایمان کو سنوڑنا، ہمارے عمل کو سجانا، ہماری  
گتھی ہوئی حکومت کو یاد دلانا ہماری تاریخ کو دہرائے کی سعی فرمانا اور ایسے دو میں جب  
پیری مریدی پر چوٹ کرنا پیش ہو۔ دین اور علم دین کا نام لینا حق تعالیٰ کی مذمت و مشائخ کو قوم  
پر بارگراں کہا جا رہا ہو علماء دین پر انگشت نمائی کا دستور بنالیا گیا ہو پھر بھی دین کا ذوق  
اور سنیوں کا سردار طبقہ ہر طبقہ سے بے نیاز ہو کر وہی کر رہا ہے جو ان کا منصب ہے، ان کے  
آقا کی سلطنت مصطفویہ نے ان کو جس کرسی پر بٹھادیا بعد از تعالیٰ پوری ذمہ داری کے ساتھ  
وہ دیوبندی ہیں گئے ہوئے ہیں ان پر فرقہ وارانہ ذہنیت کی بھینٹی کسی گئی، ان کو پرانی کیر کا فیر  
کہہ کر مٹسا گیا اور وہ کونسی اذیت ہے جو ان کو نہ پہنچی مگر مر جبار اور ہزار مر جبار ہمارے جہاں  
ان کے عزم و ثبات کو ہمت و استقلال کو کہ یہ مبارک طبقہ اپنے کام میں لگا رہا اور اپنے پاک  
مقصد سے کبھی نہ ہٹا اور اپنے مقدس فتویٰ کا ایک حرف کبھی نہ کاٹا اور اپنے علم و عمل کی سچائی  
میں فرقہ نہ ڈالے دیا۔ یہ اسی گروہ پاک کے عزم پاک کا پاک نتیجہ ہے کہ ان کے پیغام کی آواز

علاء مشائخ کی

سنت نبوی و سنت ائمہ کی



ہاگشت کج یونیورسٹی سے کالج سے اسکول سے کوچہ بالار سے درو دیوار سے آ رہی ہے  
 اور ہندوستان کا کونسا سنی ہے جو لغو پاکستان سے بے خبر ہے دنیا نے بڑی تلاش کے  
 میں تھیل کی ابتدائی کڑی کا نام ڈاکٹر اقبال بتایا ہے لیکن اس کو کج سمجھنے کو اس پیغام  
 کے لیے قدرت نے عہد حاضر کے ہندوستان میں جس کا انتخاب فرمایا وہ چاری آل انڈیا  
 سنی کانفرنس کے انجم الہی اور الہی ہائے صدور افاضل اُستاد العلماء کی مقبول و برگزیدہ ذات  
 گرامی ہے اور اُن سے سب سے پہلے جو اس دولت کو لے کر ہائے نگاہ اس میں ڈاکٹر اقبال  
 کی شہرت آگے نکلی بات دور نکل گئی میرا کہنا یہ تھا کہ ہمارے رہنما ہم سے بے پروا نہیں ہیں  
 پھر کیا ہے ہم ہیں؟ تو یہ تو یہ کہنا تو مفید جھوٹ بولنا ہے اُن کی باتیں ہمارے لیے آہیں  
 کہیں اُن کے دن ہمارے غم میں بسر ہوئے اُن کے پاس کوئی ایسی دعا نہیں جس میں  
 ہماری یاد نہ ہو اُن کی زندگی کا کوئی ایسا لمحہ نہیں کہ ہماری تڑپ اُس میں نہ ہو پھر یہ  
 اندھیر نگری کیوں ہے۔ یہ ظالموں کی خانگروی اور سنیوں کی یکسوی کیسی ہے میرے خیال  
 میں اس کا ایک اور صرف ایک جواب ہے کہ ہمارے پاس سب کچھ ہے مگر ہمارا کوئی  
 نظام نہیں ہے ہم میں کوئی رابطہ نہیں، ہمارا ہر ایک رہنما ایک دوسرے کی حدود کے  
 الگ، ہمارا سردار ہفتہ ایک دوسرے سے بے خبر ہیں معلوم ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں کہ ہمارا  
 جس کہتے ہیں۔ سندھ اہل ہند کی صفحہ میں کوئی آسمانی آبادی ہے، ہند اہل سندھ کے  
 خیال میں کرۂ زمین کے آخری سرے کا نام ہے، کہتے ہمارے پنجاب میں ہیں کہ گھنٹہ  
 دیکھا نہیں، بنارس سنا نہیں کہتے یوپی ولے ہیں کہ لاہور دیکھا نہیں، کشمیر کی کوٹلیاں  
 آل انڈیا سنی کانفرنس کے لیے ملک کا طوفانی دورہ کرتے ہوئے جب ہم کو یہ پتہ چلا کہ ہم  
 تو دس کروڑ عوام اسلام میں سے نو کروڑ ہیں۔ بنگال کے ایک ضلع چائیکام اور اس کے

پاکستان کی بولی گزری

سنی کانفرنس کی بات

مکہ مکرمہ کی بات

خواتین میں مولانا سید اہل سنت مدرسین مبلغین مصنفین دارباب فتاویٰ میں ہمارے سارے  
 ملک میں صرف علماء کا شمار بیس ہزار سے زائد ہمارے دفتر میں آچکا ہے۔ تو ہم اس قدر مختصر  
 ہوئے جس قدر ہمارے سنی بھائی ہم سے اس حقیقت کو سن کر حیران ہیں اگر مصطفیٰ علیہ التیہ  
 والہا کے اس قدر لشکر ہی نظم ہو جائیں اور اتنے کثیر قائدین کی قیادت مجتمع ہو جائے تو پھر  
 کھلے بند غیر مسلم ہوں یا مسلم نا غیر مسلم ہوں کیا مجال کہ کوئی ہم سے ٹکرا سکے اور کیا طاقت کہ  
 ہمارے سامنے آ سکے کشتی لڑنا اور کنارہ ہاتھ ملانے کی جرأت نہیں کر سکتا ساری سازش  
 تاریکبوت ہو جائے و ساری چیخ پکار کبھی کی بھینٹا ہٹ سے زیادہ دقیق نہ رہے ہم کو سب  
 یہ محسوس ہوا تو ملک و ملت کی حالت طبع میں ہمارے لیے کوئی چارہ کار اس کے سوا نظر  
 نہ آیا کہ ہم آپ سرداروں کو ایک جگہ بٹھا دیں اور خود دفاداری کا عہد کریں۔ آپ مجھوں کی ایک  
 عدالت بنائیں اور اپنی تقدیر کا فیصلہ چاہیں۔ آپ معاہدین کو ایک نظام پر بٹھا کر اپنی بیماریوں  
 کا علاج کرائیں۔ اب آپ کے کریمانہ اخلاف ہیں اور ہماری قابل رحم حالت ہے جس نے  
 جرات دلائی اور اللہ تعالیٰ کا ہزاروں شکریے کہ ہم نے مرنے سے پہلے آپ حضرات کو ایک مقام  
 پر جمع کر دیا نہ ہم میزبان ہیں اور نہ آپ مہمان بلکہ ہم جاں لب ہیں اور آپ مسیحا دم ہیں۔ آپ  
 ہماری کراہ سے نہ گھبرائیں آپ ہماری پچھنی سے چین بچیں نہ ہوں ہم آپ کی خاطر کب  
 کر سکتے ہیں؟ ہمارے پاس کھلانے کو روٹی کا ایک سوکھا کڑا کھی نہیں ہے۔ ہم آپ کو نماں  
 ٹھہرائیں، ہمارے پاس تو چھونس کا چھپر بھی نہیں ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ کو ٹھہرا  
 کے لیے ہمارے خانہ دل کی ویرانیاں ہیں اور آپ کی خاطر کے لیے جان حاضر ہے جگر  
 حاضر ہے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ سر حاضر ہے۔

مشائخ عظام و علمائے اعلام، ہم وہ دن دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارا ہر فرد مبلغ ہو ہماری

سنی کانفرنس

سنی کانفرنس



پُرانی تاریخ یہی لکھتی کہ بادشاہ مبلغ رعایا مبلغ علماء مبلغ عوام مبلغ پیر مبلغ مرید مبلغ سوداگر مبلغ  
مزدور مبلغ کوئی ہے جو رسول پاک کے دستِ پاک پر اسلام قبول کر کے مبلغ دُعا ہو۔ کوئی  
مثال ہے کہ صحابہ کرام سے دولتستانِ ایمان پانے والا مبلغ ڈھوا۔ تبلیغِ نو اسلام کا اصلی سرمایہ  
ہے تبلیغِ نو اسلام کا دوسرا نام ہے۔ یہودیت میں سازش کے سوا کیا رکھا تھا۔ نصرانیت  
کا مشرط و سبب والا کان کے ہوا میدان میں کہنے کے قابل کب تھا۔ مشرکین کے اولاد و تہذیب  
میں تبلیغ کی روح کیسے آتی سب کے سب دین کے نام کو اپنی پرائیوٹ جائیداد کی طرح چھپا  
رکھتے تھے کہ تبلیغ کا شہسوار اسلام میدان میں آگیا اور تبلیغ کے سورج کو چمکا دیا۔ صدائے  
کی روشنی کو پھیلا دیا۔ ہدایت کی دلوں میں تڑپ پیدا کر دی، ارشد و ارشاد کا دروازہ کھول دیا  
جن وانس کو اپنے دائرہ میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مامور فرمایا کہ بلغ ما نزل  
الیک رسول پاک نے اپنے وفاداروں کو حکم دیا بلغوا عنی ولو بکلمۃ

میراجہ اعلیٰ جیلان میں پیدا ہوا اور گھر کو چھوڑ کر بغداد چلا گیا، میرے ہندستان کا بادشاہ  
چشت میں پیدا ہوا اور اجمیر چلا آیا، میرا سلطان عثمان چھوڑ کر کچھوچھ آیا میں غوث کی بارگاہ  
میں سر نیاز بھگا کر میں خواجہ کی خواجگی کے حضور وفاداری کا حلف اٹھا کر میں اپنے سلطان کی  
مرکز میں عقیدت کا ڈرانے لے کر کتا ہوں کہ یہ سب کچھ صرف اور صرف تبلیغِ دین کے لیے  
تھا۔ تبلیغِ ہماری اور صرف ہماری دولت تھی۔ مگر آہ کہ یہ امر اجمیر نے نظم کی مذہب و عیسائی  
مشری ایک نظام کے ماتحت ہے، وہ ہم پرستِ مشرکین کا منظم سنگٹھن اور شہی کی ناپاک  
تحریک ہے اور ایسی سنگٹھن ایسی ہمدردی ہے کہ تبلیغ جس کا حصہ ہے اُس کا نہ کوئی مرکز ہے نہ  
انتظام ہے۔ کاش ایک آل انڈیا دفتر ہو، ہر صوبہ میں اُس کی شاخیں ہوں ہر ضلع میں  
اُس کا آفس ہو، تحصیل میں اُس کا نظام ہو ہر قریہ میں ایک ہی طریقہ کار ہو نوک و کچ

لینے کہ ملک کی مردم شماری میں غلامانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ و التلا کا اضافہ کس تیزی سے  
ہو رہا ہے۔

حضراتِ ادین میں ایک ادنیٰ القاب ہے اور قوموں کے کان ایسے پیغام کی تلاش  
میں ہیں جو انہیں انہیں کو انسانی شرف بخشنے، زمین کو گنوار و امن و امان بنا دے جہاں  
روح برسرِ عمل ہو، اور نفس کا وجود و عدم برابر ہو اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ کسی چیز کو  
جس کا نام پاک اسلام ہے۔ اسی تبلیغ کی ایک اہم اور محسوس شاخ تعلیم ہے جس سے تعلیم  
ہی سے قومی دماغ کی تعمیر کی جاتی ہے تعلیم ہی سے صحیح تدبیر اور درست فکر کی اہلیت  
اُبھارتی جاتی ہے۔ اور تعلیم ہی سے قوم کو اُس کے اصلی سانچے میں ڈھالا جاتا ہے اس  
تعلیمی ادارگی کا خطرناک نتیجہ ہے کہ قرآن و حدیث کا پیارا پیارا نام لے کر آپ کو ایسے لوگ  
نظر آتے ہیں جو خود مسلخ ہو گئے اور اسلام کو مسلخ کرنے کا قصد کر لیا، اگر شت ایک صدی کے  
اندر جتنے قزاقوں نے برطانوی سرای میں چھوڑا وہ سب تعلیمی فوجی کی ماتمی یا دگا میں عقل کی  
سلاستی صحیح تعلیم سے ملتی ہے ورنہ عقل ایسی ماری جاتی ہے کہ آپ اس جنونی طبقہ سے  
آگاہ ہیں، جو غیر اسلام کی توجہ کو اسلام کی تعلیمات میں تلاش کرتا ہے۔ اس جنون  
کی کوئی حد ہے، کہ شارع کی عظمت کو اُس کی شرع سے گھٹانے کی کوشش کی جائے  
سائے ملک کو مخدوم ہو چکا کہ آوارہ تعلیم گاہوں کے طبقہ نے قبلہ کی طرف سے کس طرح مُنہ  
پھیر کر اپنی توجہات نقیہ کو راسخ و ابوی کی طرف پھیر لیا، مدرسین نے کلمہ پھوڑا، اور لڑکوں کا  
انگور منہ دے سن میں کہ عہدِ المسین نے پینچھوڑا اور بالکل چھوڑا اور دشمنانِ میں بے درت و غلام اب  
قرآن شریف اس سے پڑھا جاتا ہے کہ مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ رہے۔ حدیثِ شریف  
میں ان کو یہی نظر آتا ہے کہ غیروں کے اچھے کتنا ہی اسلام ہے۔ ان اللہ و ما الیہ راجعون







اور مسجد ہی کو اس کے لیے خاص کیا بلکہ سلام سونے کو جاگنے کو، چلنے پھرنے کو، حج کو، شیعہ کو کھانے پینے کو، اہل و عیال کی نگرانی کو، بال بچوں کی پرورشوں کو، صنعت و حرفت کو، کاروبار تجارت کو، مزدوری و محنت کو، فطرت کی خدمت کو، نرم و نرم کو، سب کو عبادت بنادیتا ہے۔ یہ اسلام نے بتایا ہے کہ عبادت باندہ میں بھی ہوتی ہے اور کائناتوں میں بھی ہوتی ہے۔ اور کائنات صوم و صلوة و حج و زکوٰۃ سے بھی ہوتی ہے اور اسلام کی رفتار اور تلوار کی جھنکار سے بھی ہوتی ہے۔ ٹوٹوں اور دوسلوں سے بھی ہوتی ہے، اور کشتی کے اکھاڑوں میں بھی ہوتی ہے۔ ایک مسلمان اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں اسلام کی بدلت خدا کو بھرتا ہے، پھر اسلام نے قبائل کے خون کی حفاظت کے ساتھ ساتھ انسانی برادری کا پیغام دیا ہے۔ اور مفروضہ تفاوت مدارج کو میٹ کر لیا۔ اکر مسکد عند اللہ، انفسک فرہ کر برتری کا داعی صانع پر رکھ دیا ہے۔ اسلام کے پروردگار کا دنیا کو تجرہ جو چکا ہے ساری دنیا نے دیکھا کہ انیسویں کو استاد زمانہ بنانے والا غیر متہدن کو تمدن کا علمبردار کر دینے والا، بکری چرانے والوں اور اونٹ کے گھمے بانوں کو تخت ملک کا مالک بنا دینے والا، بے امنوں کے گنوارہ کو دارالاسن کر دینے والا، اسلام و صرف اسلام پر گروہ کہ جہالت و بے خبری کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ بے عملی ملت پر بھانگی ہے مسجدیں ویران ہیں۔ ان کے امام بیشتر بے سند ہیں۔ اسلامی کلچر پر تنصیرات ہند کی لعنت لائی جاتی ہے۔ خالقوں کا صحیح استعمال چلا جا رہا ہے، ہر ایک نیا نیا لکھ مل ہے جس سے بنانا ہے، قانون سازی کو تسلیوں کی بلاجب سے بلک ہیں آئی ہے تو ان ناداروں کو کچھ کرچن کے پاس کوئی صحتی قانون نہیں ہے، اور وہ اپنی سوسائٹی کے لیے قانون سازی پر مجبور ہیں۔ اب مسلم نشست پر پہنچنے والے بھی قانون سازی کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں، ہر قوم کا قانون ساز جب قانون بنانا ہے، تو وہ گویا اعلان کرتا ہے کہ اس کے پاس اس ہائے میں کوئی قانون

مسلمانوں کا لکھنا صحتی اسلام کو

کونسا جاننا ہوا گا

نہیں کیا مسلمان کہلانے والا مسلمانوں کی نمائندگی کرنا ہوا قانون سازی کر کے اسلام کو غیر مشکل قرار دینے کا حق رکھتا ہے ہرگز نہیں۔ پھر یہ منگوہٹ خلق بنی کیا بلا ہے۔ یہ شارادہ ایکٹ میں قوم مسلم کا شمول کون سی لعنت ہے اور جہالت کا ملک اثر یہ کہ بے خبر ہیں اور اپنے کو باخبر سمجھتے ہیں، علم دین میں ایک ان پڑھ سے بھی بدتر ہیں۔ اور پھر علمائے دین کے ٹکڑے آتے ہیں، برطانوی فقہ کے پست تصورات کا عادی اسلامی فقہ کی بلند یوں تک کیسے پہنچے گی اور انسان کے بنائے ہوئے قانون سے جو روزانہ بنا کر لے رہے ہیں پیشہ ورانہ اچھا و ناچھ کو انٹرویو ایسی قانون تک بار بار نہیں کرتا، اس کام کو مرکزی دارالتصنیف اپنے ہاتھ میں لے نکاح و طلاق اور اور مسائل معاملات میں اسلامی نظام کو قانون بنایا جائے، غیر شرع قوانین کو ختم کر دیا جائے مسلمانوں کے قصبات کے لیے اسلامی دارالقضاء، کو حکومت مینویا جائے۔ اور قانون سازی کے چکر کو شرع قانون اسلام کی ہی مسلم نشست والوں کا کام رہ جائے۔ خالقوں کو شرع کا ادارہ بنادیا جائے۔ میلاد شریف کی محفلوں کو نرم تبلیغ کر دیا جائے۔ اعز اس بزرگان دین میں سنی کا نفوس کی روح ڈالی جائے مسلمان کی صورت کو مسلمان کیا جائے، اور مسلمان کی سیرت کو مسلمان کیا جائے مسلمان کی روح کو بھی بلند کیا جائے۔ اور مسلمان کی جسمانی صحت کو میاری طور پر قائم کیا جائے اور بنادیا جائے کہ ہر مسلمان اپنی قوم کا سرمایہ ہے جس کی ذمہ داری خود اس مسلمان پر بھی ہے۔ ہمارے کالج کے بچوں کو دیکھو تو چہرہ پر خون کا چھینٹا تک نہیں بھرے بھرے بازوؤں اور اونچے اونچے سینوں اور لمبی دائرہ یوں والی قوم پیدا ہو جائے کر اپنے لگے، زمانہ روپ بھرنے لگے تو کتنی بڑی شرم کی بات ہے۔

حضرات اوقفت انجیاٹ کہ خلافت راشدہ کے عہد کو پلٹا جائے، اور مسالے نظام شریعت کو اسلامی دنیا کا نصب العین بنادیا جائے، یہ کام بہت زیادہ سرمایہ نہیں مانگا، اپنا پس

م داشت اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام کو قانون



پناہ طلبہ کا نام اور اپنا نام لکھ کر سرپنشن کی برائے نام کمانی بھی اس کے لیے کافی ہے  
 سینوں کے پاس وقت اس قدر ہیں جن کو درست کر کے برطانوی اصول پر نہیں بلکہ اسلامی  
 اصول پر خرچ کیا جائے۔ تو ایک سلطنت کا نظام چل سکتا ہے درہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دینی  
 تعلیم کے نام پر وقت سے اور کھادی علم پر خرچ ہو رہا ہے مسجد وقف ہو اور دینی وقت ہو  
 کے دفتری نظام پر خرچ ہو رہا ہے۔ اگر اوقات کے آدھ خرچ پر کنٹرول کر لیا جائے تو بحث میں  
 کبھی کمی نہیں ہو سکتی۔

حضرات! ہم کو اس اور خاتما ہوں کے ساتھ اکھاڑوں کی شدید حاجت ہے جائے  
 پہلے بزرگوں نے اکھاڑوں کو جوانوں کی عبادت گاہ فرمایا ہے۔ اور جہاں ہی صحت و تندرستی  
 کے لیے تو بڑی ضروری چیز ہے۔ یہ چیز کبھی صرف مسلمانوں کی تھی خواہی تیراکی شہسوار اور  
 لکڑی ہارہ مشغہ تھا جس میں ہمارا کوئی ثنائی نہ تھا، ہماری تندرستی ضرب المثل بن گئی تھی۔  
 ہمارے جو ان کو شہم نواز صفت تھیں کہنا چاہتا تھا۔ مگر آج تندرستی کھودینے سے بزدلی تن آسانی  
 کا بی، چہروں کی بے رونقی۔ اور پھر لازمی طور پر بیکاری و ناداری آگئی ہے۔ تعلیم کو عملی جامہ پہنانے  
 کے لیے اکھاڑ ایک مستقل ادارہ ہو جس کو زیادہ سے زیادہ ملک میں پھیلا کر ان کو ایک نظام میں  
 بنایاں موصوں کی طرح قومی حفاظت کا قلعہ بنانا ہے۔ ورنہ کمزور افراد کی نسل کو بھی کمزور ہوگی۔ اور  
 کمزوری وہ بلا ہو جس کے بعد چاروں طرف سے بلائیں آنے لگتی ہیں۔ بیکاری قرضدار بناتی ہے  
 معاش کے دروازہ کو بند کر دیتی ہے اور آخر میں روٹی کے لیے ضمیر فروش تفت فروشی، بیسوں کے  
 بے قوم کاغذ داروں کا باغی ہو جاتا ہے جس کو ہم آپ برابر دیکھ رہے ہیں کہتے ہیں کہ محتاجی جو عالم  
 کی نال ہو اور میں کہتا ہوں کہ تندرستی نہ ہونا محتاجی کا باپ ہو اور جب یہ ماں باپ جمع ہو جاتے  
 ہیں تو بے پناہ بلاؤں کی نسل جنم لیتی ہے۔

پناہ طلبہ کا نام اور اپنا نام لکھ کر سرپنشن کی برائے نام کمانی بھی اس کے لیے کافی ہے

حضرات!

لے صدر ہزار احترام غفلت کے پیکر بزرگوں کا کام بہت ہی چہاری، بیماریاں حد سے زیادہ ہیں ہمارے  
 کمزور ہیں لہذا انتہا میں اور آپ کو ہمارے لیے بہت دکھ اٹھانا ہے۔ آپ تعلیمی نظام سے سہم اند  
 فرما کر تعلیمیں پیدا کریں۔ اور میدان تبلیغ میں بھیج دیں اور ایک سال کے اندر سارے ملک کے سینوں  
 کی مرہم شہاری کر لیں۔ اس جڑی کا خاکہ ایسا ہو کہ ہر سنی کا نام بقید ولایت ہو مکمل چہ سو عمر پیشہ  
 مالی حالت تعلیمی حالت، قرضدار ہے یا نہیں۔ مقدار قرض، اور ان کی کے امکانات وہاں کی غیر مستحق  
 آبادی مسجدوں کے امام وغیر مسلم آبادی ازبندار، طریق زمینداری، تمام تفصیل خد حکومت کی منگنی  
 پالیسی، کوئی مدد ہے یا نہیں۔ اس طرح اندراج ہو کہ دفتر میں دیکھ کر وہاں کا سنی مکمل طور پر نکھوں  
 کے سامنے آجائے۔ سی میعاد میں تمام مدارس اہل سنت کی تعداد و نصاب تعلیم، ذرائع آمدنی  
 کیفیت مصارف بھی درج و ضبط ہو جائیں، تو بھونہ تعالیٰ و بھونہ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
 وسلم قوم خود بخود ابھرنے لگیں۔ اور نظام و اجتماع کی روح تیزی سے فٹ میں دوڑیں اور دینی  
 قویں جو پچاس برس میں نہ کر سکیں وہ صہینوں میں آپ کو چنگے۔ یہ تو ہمارا کو تو درست کرنا ہے  
 آپ حضرات نے تو مردوں کو بھلا ہے۔ اپنے اولیاء کی کلمات حق جو نے پر جا رہا اب ان ہے اپنے علماء  
 کے منصب لیا بت رسول پر ہمارا اطمینان ہے۔ جو تاخیر تھی وہ آپ کے کچھ انہو نے کی تھی وہ بھی  
 بھونہ تعالیٰ میسر آئی اب ہماری شغلیابی یقینی ہے، ہماری کامیابی نظر آرہی ہے۔ اب ہم زندگی  
 کی آس لگانے میں حق بجانب ہیں اب آپ کو پاک نگاہی، پاک تدبیر پاک تعلیمات ہم کو پکارتا  
 عطا کر دیں گی۔

میرے دینی رہنماؤں میں نے عرض داشت میں ابھی ابھی پاکستان کا لفظ استعمال کیا ہے  
 اور پہلے بھی کسی جگہ پاکستان کا لفظ آچکا ہے۔ ملک میں اس لفظ کا استعمال رومرو میں کیا ہے۔ دہلی  
 پاکستان زندہ ہوا، تاج دین کی زبان میں پاکستان ہمارا حق ہے، نعروں کی گونج میں پاکستان

پناہ طلبہ کا نام اور اپنا نام لکھ کر سرپنشن کی برائے نام کمانی بھی اس کے لیے کافی ہے

حضرات!



لے کے بیگے مسجدوں میں داخل ہوں ہیں، بالادوں میں، ویرانوں میں لفظ پاکستان لہرایا  
اس لفظ میں پنجاب کا پینٹسٹ سید بھی استعمال کرتا ہے، اور ملک بھر میں ہر جگہ ہی لڑتا ہے اور  
ہم سنیوں کا بھی ایسی محاورہ ہو گیا۔ اور یہ لفظ مختلف ذہنیاتوں کے استعمال میں ہوا جس کے معنی شکوک  
ہو جاتے ہیں۔ جب تک بولنے والا اس کو واضح طور پر نہ بتا دے۔ یونینٹ کا پاکستان وہ ہے  
جس کی مشنری سروراد جوگت رنگد کے ہاتھ میں ہوگی۔ لیگ کے پاکستان کے مستقل دوسری  
فریق چھٹی ہیں کہ اب تک اس نے پاکستان کے معنی نہ بتائے اور چاہے وہ کسے اپنے ایک سر  
سے لڑتے ہوں۔ اگر یہ صحیح ہو تو لیگ کا الی گمانڈ اس کا دمدہ ہے لیکن جن سنیوں نے لیگ  
اس پیغام کو قبول کیا کہ جو سنیوں میں سنیوں کی بنیاد کرتے چہرے ہیں۔ وہ صرف اس قدر  
کہ ہندوستان کے ایک حصہ پر اسلام کی قرآن کی ادا حکومت ہو جس پر غیر مسلم دیوں کے چار  
دال عزت اور دوسرے حکم شرع میں چاہے ان کو ان کے معاملات کو ان کے دین پر چھوڑ دیا جائے۔ وہ  
جائیں ان کا دھرم جائے۔ ان کو انوار الیہد عہد ہم سنا دیا جائے اور جائے جنگ جہل کے  
صلح و امن کا اعلان کر دیا جائے۔ ہر شان اپنے پر امن ہونے پر مطمئن ہو جائے۔ اگر سنیوں کے  
اس بھی ہوئی تفریق کے سوا لیگ نے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو کوئی سنی قبول نہیں کرے گا۔  
ان سنیوں نے نہ دستور اساسی پڑھا نہ تجاویز پڑھی ہیں۔ نہ اجازات کے مفوی الیڈریل دیکھے  
ہیں، نہ غیر ذمہ داروں کے کچھ نہ۔ وہ صرف تباہی کے قرآنی حکومت اسلامی اقتدار لیگ کا مقصد  
ہو، اس کے ساتھ ہو گئے ہیں، اور ان کو چھوڑ کر لیگ باقی ہی نہیں رہتی۔ اس کے دستور  
اساسی کا یہ سوال ہو۔ اب تو تمام سنیوں نے جو عقین کر لیا ہو وہی دستور اساسی بھی ہو، وہی تجاویز  
مستحق بھی ہیں لیگ ان کے لیے کوئی بنیاد نہیں ہے جس کو سورج سمجھ کر ٹھونک بجا کر قبول کیا جائے  
بلکہ لیگ نے جذبات کی محسوس زبان جس کو وہ ہر محسوس سے زیادہ خود سمجھ رہے ہیں۔ خیر تو لیگ زبان

پاکستان

پاکستان

میں پاکستان کی بحث تھی لیکن ان کی اندیشی کا غور نہ کیا پاکستان ایک ہی خود مختار آزاد حکومت ہے جس  
میں شریعت اسلامیہ کے مطابق قہمی اصول پر کسی قوم کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت ہے جس کو مختص طور پر  
ہوں کیسے کہ خلافت راشدہ کا نمونہ ہو چوری آرزو کی کاسی ملت ساری زمین پاکستان ہو چکے لیکن  
اگر عالم اسباب میں رتہ رتہ درجہ بدرجہ جتنے تھوڑا تھوڑا کیسے پاکستان بننا چاہتے تو اس کو بنایا جائے  
کسی حصہ زمین کو پاکستان بنا کر اس کے سوا دوسرے حصہ کے ناپاک رہنے پر رضامندی نہیں ہوگی  
عالم اسباب میں حکمت تدبیر ہے۔ ہندوستان تک صحابہ کرام نہیں پہنچے تو وہ اس لیے نہ تھا کہ ہندوستان  
کے لغزات و شرکات سے راضی تھے بلکہ اس کا سبب یہ تھا کہ انھوں نے ہندوستان کو اپنا وطن بنا لیا تھا  
انہوں نے جو کسی جاؤں سے بھی نہیں کیا کہ اس میں کسی کے کفر و کفار سے رضامندی پائی جاتی ہو۔ بلکہ  
عالم اسلامی کو صاف نظر آئے گا کہ اگرچہ پاکستان ہونے والا ہو مگر معاہدے اور سطحات و اسرار  
لہذا اس استعظم کی تعمیل میں ہوتے ہیں اور یہ دستخطات خود ختم ہو جاتے ہیں الیڈریل  
کا غور نہ کیا پاکستان کے خلاف زبان کھولنے اور قلم پیدائے سے پہلے نوب سوچ لیا جائے کہ وہ  
حشر کے سامنے کیا منڈے کر جائیگا۔ پاکستان میں اس مجرم کو نہ بخشا جائیگا جو کلمہ پڑھ کر اپنے کو  
سنی کہہ کر اسلامی اقتدار کے تصور سے چڑھتا ہو۔

پاکستان

پاکستان

ہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزارتیں مشن کے سامنے سنا جاتا ہے کہ ڈاکٹر خان بھی پاکستان  
کا نمونہ لگاتے ہیں لیکن یہ پاکستان ایسا ہے جس کو سن کر پاکستان کا بڑے سے بڑا دشمن بھی ناراض  
نہیں کیا عجیب ہے کہ وہ گڑے پا جائے پھنے والوں کے لیے شگونیہ پاکستان بنانا منظور ہو۔ دلا  
حول ولا قوت الا باللہ العلی العظیم

حضرات مسطور بالا میں سلم لیگ کا نام آگیا ہے اور اس طرح آیا ہے کہ وہ سنی کا غور نہ کیا  
تھا کہ ایک نظام کی یہی حقیقت ہے کہ سلم لیگ کا پروگرام عارضی ہو مگر پاکستان پر ختم ہو جائے گا

پاکستان



اور آل انڈیا سنی کانفرنس کا پروگرام دہلی کی پاکستان کی تعمیر کا اور مسلم لیگ کو سنی مسجدوں سنی  
 اماموں سنی خانقاہوں مدرسوں اوسوں ایسا دیکھنا ہی تصنیف گاہوں سے کوئی سروکار نہیں  
 اور نہ صرف سنیوں کے نام پر کام کرتی ہے۔ پاکستان کا حق ملا تو مسلم لیگ کو نہیں بلکہ جٹانوی  
 مسلمانوں کو دیکھا اور ان میں غلبہ سنی مسلمانوں ہی سنیوں کا جو پاکستان کا حق سنیوں کو دیکھا۔  
 سنی کبھی پاکستان بنائینگے اس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں۔ عہد صدیقی کو دیکھ لیا جا  
 دو بغدادی کی سیر کر لی جائے عثمانی زادہ کو نظر کے سامنے لایا جائے، خلافت علویہ کا دیدار کر لیا جائے  
 اسی قسم کا پاکستان بنائینگے، اگر سنیوں کو زندہ رہنے کا پس دین کی حفاظت کرنے کا اپنے  
 مستقبل کو سنوارنے کا، اپنی قوم کو طاقت سے بچانے کا، اپنی مسجدوں کو آراستہ کرنے کا اپنی  
 خانقاہوں کو سجانے کا، اپنے اداروں کو درست رکھنے کا حق دوسری قوموں کی طرح جو اور ضرور  
 ہر نو پھر تنظیم سے زیادہ ضروری سنیوں کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس پر یہ ہم نے مانا کہ اگر یہ  
 اب ہندوستان پر حکومت کرنے سے تھک گیا ہے۔ اور اب منافع کے سوا نظروں سے الگ ہونا  
 چاہتا ہے اور وہ کو نسلی حکومت ہندوستان کو بے ڈالنا ہی چاہتا ہے اور مانا کہ یہ دیکھ کر ہندوستان  
 کی اکثریت کے منہ میں پانی بھرا ہے اور وہ بلا شرکت غیر سے اس حق کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔  
 اور مانا کہ اس کا جواب بھی وہ گیا ہے کہ قانون جس کو مسلمان کہہ لے اس کو کچا کر کے اکثریت کے دامن میں  
 ڈالے خواب کو شرمندہ تعبیر نہ ہونے دیا جائے، اور مانا کہ مسلم لیگ اسی پوزیشن میں ہے اور یہ بھی کانفرنس  
 مانا کہ مسلم لیگ کے سوا عہد حاضر کی چالبازوں اور دھاندلیوں کا کوئی جواب نہیں لیکن پھر بھی  
 سنی مسلمانوں کو اپنی اپنی تنظیم کی آج اسی قدر حاجت ہے جس قدر پہلے تھی ہم مسلم لیگ کو اسی کی  
 امید رکھتی ہے کہ اس کا جو قدم سنیوں کے سمجھے ہوئے پاکستان کے حق میں ہو گا اور اس کے  
 جس پیغام میں اسلام و سنی کا نفع ہو گا آل انڈیا سنی کانفرنس کی تائید کسی کو بیدار نہیں حاصل ہوگی

سنی کانفرنس کی ایک کاپی

اور سنی امویں ہاتھ لگانے سے پہلے آل انڈیا سنی کانفرنس کی رہنمائی اس کو قبول کرنی پڑی اور  
 ضرور کرنی پڑی۔

اگر ہماری حق گوئی کسی کے نزدیک جرم ہو تو کسی سنی کے نزدیک یہ ہماری طرف سے ایک کی دشمنی  
 تو نہیں تو نفیس میں ایک لفظ نہیں کہنا ہے اور اگر ایک کے دشمنوں کے نزدیک یہ ہماری سنی جو ہاں ہے  
 تو ہم اس دشمنی کو بھی قابل مصلحت سمجھتے ہیں۔

دنیا کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جس طبقے نے عالمگیر و جاگیر کی تلواروں پر حکومت کی  
 عبادتوں کی جلالت پر اپنے اقتدار کا پرچم لہرایا سنی علماء حق وہ نہ کسی مغرب کے دہائے دہائے ہیں نہ  
 کسی ملکی دہائی سے اٹھے ہیں کسی بد زبان نے لگام کو رکھا ہے براہ سمجھتے ہیں وہ صرف اپنے خدا سے روٹے  
 ہیں حق گو ہیں حق پرست ہیں اور صرف حق کا اقتدار چاہتے ہیں۔

اے ہمارے شفا بخشے والے حکماء اسلام! ہم نے اپنی بیاریاں بیان کر دیں اور بیاریوں نے  
 اس قدر ڈھال کر دیا کہ ہم تھک گئے اور ہماری بیاریوں کا بہت کچھ بیان رہ گیا آپ کی انگلیاں  
 ہماری نظروں پر ہیں آپ کی حفاظت نے ہم کو بھانپ لیا ہے جو ہم نے کہا وہ بھی اور جو نہیں کہا وہ بھی  
 آپ کی فراست کے سامنے پوشہ ہوا علی کیجیے اپنے رسول پاک کا صدقہ چار دیا کیجیے طوط کے  
 نام کی بھیرک دیکھیے خواجہ کے حقیق خبر لیجیے، نقشبند کی سرکار کا صدقہ دیکھیے۔

ہائے ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ آپ کی طرح سنی کہیں کہ ہماری خدامانہ فریادیں سنیں  
 معاف کیجیے۔ وہ کہ جو کچھ تو خدمت کو ہے ہم نے تو آپ کو اس شرط پر رحمت دی کہ اپنا دانش اپنے  
 ساتھ لائیے ہم ایک قادیانی نہیں ہے سیکے ایک مرتد سنی کانفرنس میں ان کے بلا میں قائم ہوئی  
 تھی کہ نہ فرات آج تک شرم سے پانی پاؤں آج ہمارے کی گنگا کا یہی حال ہے کہ ہمیشہ آپ کے  
 ہم شرم کے سارے سر کو تھکا لے ہوتے آپ کی وفاداری کا عہد کرتے ہوئے آپ کے خیر مقدم کرتے ہیں  
 اور اپنی مجلس استقبالی کے فطرس درویشوں کے لیے درخواست دعا کے ساتھ ساتھ خاموش ہوتے ہیں  
 اور ہماری یہی خاموشی آپ کے کرناہ اخلاق کا اعتراف اور اپنی مجبور ہوں پر ہم کی ہزاروں درخواست پر  
 اسلام حبیبکم و جنتنا اللہ ہو کا ہے

آپ کا وفادار

فقیر خرفی اگلے جلدی ابو الخادم سید محمد غفر لکھو چھوڑی (صدر مجلس استقبالی)  
 آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس



# مجلس استقبالی آل انڈیائی کافرشن بنارس

جمہوریہ اسلامیہ آل انڈیائی کافرشن کے اجلاس بنارس منعقد ہوا، ۲۷ اپریل ۱۹۴۷ء  
عقیدہ داران و اراکین

- (۱) عالی قاتل حضرت اس اعلیٰ ترین و عظیم الشان فریادہ ہوں اور نگاہ قبول حضرت مولانا سید شاہ
- (۲) سید صاحب محبت شریفی جیلاوی کوہ ہونوی و علامہ عبدالعزیز عثمانی و خان عبداللہ آل انڈیائی کافرشن
- (۳) عالی جناب مرزا چانگیز صاحب رئیس اعظم نائب صدر
- (۴) عالی جناب حاجی جلال الدین صاحب رئیس اعظم
- (۵) عالی جناب ماسٹر عبدالصاحب کٹر گریڈ پریس اسٹیشن بنارس کیٹ
- (۶) عالی جناب اشیر الدین صاحب تاجر باجوہ وکری
- (۷) عالی جناب خواجہ عبدالحق صاحب
- (۸) عالی جناب داروغہ مستحق علی صاحب
- (۹) عالی جناب مسٹر لاکھ صاحب
- (۱۰) عالی جناب نذیر الدین صاحب سوداگر و پرنٹری
- (۱۱) عالی جناب عبد القیوم صاحب تاجر پرنٹری
- (۱۲) عالی جناب حافظ محمد اسحاق صاحب
- (۱۳) عالی جناب عبد العزیز صاحب
- (۱۴) عالی جناب مولوی سلیم الدین صاحب
- (۱۵) عالی جناب منظور احمد خان صاحب
- (۱۶) عالی جناب عبد الغفور صاحب
- (۱۷) عالی جناب مرزا اعظم تاجت صاحب

یہ ہیں وہ جنہوں نے بنارس میں وہ کرکھا کہ سارا ہندوستان جہت میں چمکا۔ فوراً رحم اللہ تعالیٰ  
وہ وہی سنا اصل السنۃ والجماعۃ الحسن والجماعۃ الصالحۃ انھیں امین جانشینک سیف الدین  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم و صحابہ کرام

# تجاویز منظور کردہ آل انڈیائی کافرشن

منعقدہ ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۷ء بمقام بنارس

ہم موجودگی ہزار اعلیٰ و مشائخ و مساندگان سو بجات ہند

مجلس اول ۲۷ اپریل ۱۹۴۷ء بوقت ۵ بجے تا ۷ بجے شام اندرون بلخ قاطلان  
تلاوت قرآن مجید بعد از ان سید عبدالعزیز عثمانی و الشہار کے حضور صلوات و سلام اور بزرگان دین  
و ملت کو اہمالیہ خطاب -

مجلس دوم ۲۸ اپریل ۱۹۴۷ء بوقت ۹ بجے تا ۱۱ بجے دوپہر اندرون بلخ قاطلان  
بعد تلاوت قرآن پاک و اہمالیہ خطاب حسب ذیل تجاویز اتفاق کرار منظور ہوئیں :-

## تعلیم

(۱) آل انڈیائی کافرشن تجویز کرتی ہے کہ تمام صوبہ جاتی کافرشن  
اپنی ماتحت کافرشنوں کو آمادہ کریں کہ ہر مقام کی مسکن کافرشن کے اراکین کی ایک  
جہات اور جہاں مسکن کافرشن قائم نہ ہوئی ہوں وہاں کے منتخب افراد امام مسجد یا کسی بااثر  
شخص کی رہنمائی میں اپنی تعلیم کو لازمی و ضروری قرار دینے پر مسلمانوں کو مجبور کریں۔  
اور ہر گھر کے بچوں اور بچیوں کی تعلیم کی نگرانی رکھیں۔ ابتدائی تعلیم ہر اور حرف شناسی  
سکھانا۔ خدمات خزانہ بنانا اور ابتدائی سے اہم انیات ضبط کرانا اور اور امور و نواہی کی ترغیب  
و ترہیب اور بچی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مشہور ائمہ کے مختصر معجزات اور حالات سے  
باجر کرنا۔ ابتدائی تعلیم میں داخل ہے۔

(۲) آل انڈیائی کافرشن کا ہر اجلاس صوبائی کافرشنوں کو توجہ دلانا ہے کہ وہ اپنی اپنی  
زمینوں میں مذکور بالا اصول کے تہ نظر ابتدائی تعلیم کا انتظام کریں اور اسکی پیشقدمی  
دریں گاہیں ممکن ہو سکے جاری کریں۔

و مسلم کو شش کی جانے کہ مسلمانوں کے ہر گھر کو مستعد۔ اردو، فارسی ضرور پڑھا دی جائے

نہایت



تاک وہ اردو اور فارسی کتابوں کو دیکھ کر مطلب حل کر سکے اور جو علوم کی کتابیں اردو فارسی زبان میں ہیں ان سے فائدہ حاصل کرے۔

۱۴۔ عربی تعلیم کے لئے تین مہرے مقرر کیے جائیں، ایک ان لوگوں کیلئے جو بہت کم وقت تعلیم کے لئے دے سکتے ہیں، ایک ان کے لئے جو علوم و فنون میں تکمیل چاہتے ہیں، اور ایک متوسطین کے لئے۔

۱۵۔ اس لحاظ سے ہر قسم کے نصاب بنائے گئے کہ ایسی جماعتوں کی تشکیل کی جائے جو نصاب تجویز کریں، اور ان کو قور و خوش کیلئے کافی وقت دیا جائے۔ اس نصاب ساز جماعت کی حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب صاحب مکتبہ اعظم ہند کچھوچھو۔ حضرت صدر الافاضل آستانہ دارالعلوم مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالحمید صاحب قادری بدایونی۔ حضرت ملک العلماء مولانا مولوی شاہ ظفر الدین صاحب رضوی بہاری۔

ان حضرات کو اختیار دیا جائے کہ ہر صوبہ سے قابل ترین انشاس کو منتخب کر کے اپنی کمیٹی میں شامل کر لیں۔

۱۶۔ یہ اجلاس مرکزی دفتر آل انڈیا مسیحی کانفرنس کو اختیار دیتا ہے کہ وہ مسیحی کانفرنس کی شاخوں کے ذریعہ تمام ہندوستان کے مدارس اہل سنت کے اعداد و شمار اور ضروری معلومات جمع پہنچائے تاکہ مدارس دینیہ اہلسنت میں باہم ملحد پیدا ہو اور اعلیٰ تعلیم کی تائید میں لائی جائیں۔

۱۷۔ آئندہ مساجد کی تعلیم کا خاص اہتمام کیا جائے۔

۱۸۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ مدارس عربیہ اہلسنت میں مشی الوسع شعبہ طب بالخصوص اور بالعموم اور دیگر معمولی معاشن کے خزانہ کی سہی کی جائے۔

۱۹۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ جلد از جلد ایک ایسا ادارہ تصنیف کو مولد یا جائے جو ہر قسم کی

یہ نصاب نصاب اسلامی تعلیم کے لئے ہے

یہ نصاب اسلامی تعلیم کے لئے ہے

مفید تصانیف مرتب کرے اور ہر قسم کی کتابیں اردو۔

مجلس سوم ۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء بوقت ۹ بجے صبح تا ایک بجے دوپہر اندرون بلخ قاتلمان حسب ذیل تجاویز با اتفاق آراء منظور ہوئیں

# پاکستان

۱۔ آل انڈیا مسیحی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی ہر دو حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ملحد و مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کا سیلاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

۲۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کر کے کیلئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب صاحب مکتبہ اعظم ہند کچھوچھو۔ حضرت صدر الافاضل آستانہ دارالعلوم مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالحمید صاحب قادری بدایونی۔ حضرت ملک العلماء مولانا مولوی شاہ ظفر الدین صاحب رضوی بہاری۔

ان حضرات کو اختیار دیا جائے کہ ہر صوبہ سے قابل ترین انشاس کو منتخب کر کے اپنی کمیٹی میں شامل کر لیں۔

۱۶۔ یہ اجلاس مرکزی دفتر آل انڈیا مسیحی کانفرنس کو اختیار دیتا ہے کہ وہ مسیحی کانفرنس کی شاخوں کے ذریعہ تمام ہندوستان کے مدارس اہل سنت کے اعداد و شمار اور ضروری معلومات جمع پہنچائے تاکہ مدارس دینیہ اہلسنت میں باہم ملحد پیدا ہو اور اعلیٰ تعلیم کی تائید میں لائی جائیں۔

۱۷۔ آئندہ مساجد کی تعلیم کا خاص اہتمام کیا جائے۔

نائب

نائب



## فلسطین

(۳۴) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مجاہدین فلسطین کے اس مطالبہ کی تجویز کر رہا ہے کہ ارض مقدس فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ کو بند کر دیا جائے، کیونکہ یہودیوں نے فلسطین کی تمام برائیتوں پر اپنا قبضہ کر کے عربوں کی زندگی کو تباہ کر دیا ہے۔

(۳۵) یہ اجلاس حکومت برطانیہ اور قوت متحدہ امریکہ سے پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ فلسطین سے یہودیوں کو خارج کر دیا جائے اور مزید داخلہ کو روک دیا جائے۔

(۳۶) طے پایا کہ تجویز کی نقل فلسطین اور عربی اخبارات کو بھی روانہ کی جائے۔

## خانقاہین

(۳۷) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ حضرات شایخ کرام کی خانقاہوں کو حضرات صوفیائے عظام کے قدیم طریقہ کرشد و ہدایت اور تبلیغ

و اشاعت کا مرکز بنایا جائے۔

(۳۸) اعراس مبارک کے مواقع پر اس نظام نامہ تیار کیا جائے کہ جو ملازمین کے قلوب میں ایک علی و لولہ دین و طریقت پیدا کرے، اور اس نظام کے کامیاب بنانے کیلئے ضروری ہے کہ مرکزی دفتر کی جانب سے تمام خواہاؤں کو اس کے طریقے سے مواصلت کی جائے اور جدید ادارہ کانفرنس اعراس کے مواقع پر خود شرکت کر کے اس نظام نامہ کی دعوت دیں۔

## مرکزی دارالافتاء

(۳۹) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ مرکزی شریعت میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے آستانہ پر

حضرت مفتی اعظم ہند کے زیر قیادت ایک مرکزی دارالافتاء کا انتظام کیا جائے جس میں کم از کم چار جدید عالموں کی خدمات حاصل کی جائیں، اور فقیہ اعظم صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب دامت برکاتہم اسکی سرپرستی و نگرانی فرمائیں۔

(۴۰) ملک کے کسی مقام پر جس کسی فتوے میں تردید یا اختلاف پیش آئے، آخری حکم معلوم کرنے کے لیے اس دارالافتاء میں بھیجا جائے۔ دینی و مذہبی رسائل چھپنے سے قبل یہاں سے بھیج کر

تصدیق و تصحیح ہو کرائی جاسکتی ہے اس طرح مذہبی نظام انتشار و اختلاف سے محفوظ رہیگا۔ (۴۱) اس دارالافتاء کے مصادف کے لیے اسلامی ریاستوں سے اور اہل ثروت مسلمانوں سے امدادیں طلب کی جائیں۔

(۴۲) اسلامی و اعراس اس دارالافتاء کیلئے حسب حیثیت ماہانہ مقرر کر دیں۔

(۴۳) خانقاہوں کے اوقات سے اجازتیں مقرر کرائی جائیں۔

محرک اور حقیقت مولانا مولوی محمد عمر صاحب نے بھی محدث احمد رشتی کانفرنس ضلع مراد آباد

## اصلاح اعمال

(۴۴) یہ اجلاس مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی زندگی بنائیں اور تمام منہیات و محرکات شرع سے

پرہیز کریں، رشاد، بیہوشی، جیسا، رسوم منوطہ کو ترک کریں، شراب، فحش، قمار بازی اور دوسرے فحاشات سے محترز رہیں۔

(۴۵) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ رشتی کانفرنس کے ماتحت دانشکاران کی جماعتیں قائم کی جائیں جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی باوجود مدد و تحریک خیرات و خیرات کیساتھ انجام دیں۔

## تعطیل جمعہ کے نماز

(۴۶) دیکھا جاتا ہے کہ بعض دفاتر حکومت اور کچہریوں میں مسلمان ملازمین کیلئے جمعہ کی نماز ادا کرنے کا انتظام

نہیں کیا جاتا، یہ اجلاس حکومت برطانیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمان ملازمین کو نماز جمعہ کی چھٹی دیا جائے۔

## طباعت رپورٹ و خطبہ استقبالیہ

(۴۷) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس

تجویز کرتا ہے کہ اس عظیم الشان کانفرنس کی رپورٹ کو مرتب کر کے جلد شائع کیا جائے۔ اور ملک کے گوش گوشہ میں نشر کیا جائے، اس طرح مجلس جمعیت مستقبلہ کے قلم کو بھیج کر اگر شائع کیا جائے۔

## سنی کانفرنسوں کا انعقاد

(۴۸) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس تمام صوبائی طبقات

اصلاح اعمال

تعطیل جمعہ کے نماز

طباعت رپورٹ

سنی کانفرنسوں کا انعقاد



اہل سنت کو متوجہ کرتا ہے کہ ہر صوبہ اور ضلع میں سنی کانفرنس منعقد کی جائیں۔

**دارالمبلغین**

(۱۹) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مسلمانوں کی اہم ضرورتوں پر نظر کرتے ہوئے جوئے کرنا ہے کہ ایک دارالمبلغین قائم کیا جائے جس میں ایک دو عظیم و متعلین پیدا کیے جائیں جو تبلیغ و اشاعت کا بہترین کام کر سکیں۔ اس دارالمبلغین میں فلاح المتصلین یا اولی نہج کے عربی و فطری جاننے والوں کو داخل کیا جائے جو تقریر و مباحثہ کا مذاق رکھتے ہوں۔ نیز ایسے اشخاص کو بھی داخل کیا جاسکتا ہے جو مغربی تعلیم سے واقف ہوں و تاکہ نصاب کی تعلیم مکمل کر کے مغربی طبقات میں پکڑائی تبلیغ کر سکیں۔ اس دارالمبلغین کا نصاب مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب مدنی پٹنہ - حضرت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب مشہد انصاری فرنگی محلی - حضرت مولانا عبدالحامد صاحب تادری بدایونی -

(۲۰) مولانا عبدالحامد صاحب تادری اس کمیٹی کے ناظم ہوں اور دارالمبلغین کا مرکز بدایوں ہوگا۔ (۲۱) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ داخل ہوئیو اسے طلباء کے لئے مناسب مخالفت کا انتظام کیا جائے

جلسہ چہارم ۱۸ مارچ ۱۹۳۲ء بوقت ۹ بجے صبح تا ایک بجے دوپہر اندرون باغ ظلمان صوبے میں تجاویز بالمشافہ اور منظور ہوئیں

**غیر مسلموں کے باعقون سو قرآن کریم کی عیت و تجارت**

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس

چیز ضرور مطالبہ کرتا ہے کہ غیر مسلموں کیسے قرآن کریم کی طباعت و اشاعت ممنوع قرار دیے، کیونکہ غیر مسلموں کے باعقون میں ہا کر قرآن کریم کی بے عزتی ہوتی ہے جسے مسلمان کسی وقت بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

**سنی کانفرنس نے صوبیات ہند**

(۲۰) اجلاس تجویز کرتا ہے کہ حضرات

علماء و مشائخ کرام جلد از جلد اپنے حلقہ جات میں صوبہ دار اور علماء اہل سنتی کانفرنسوں کی

دارالمبلغین

غیر مسلموں کے باعقون

سنی کانفرنس نے صوبیات ہند

تفصیل و قیام کا کام جلد شروع کر دیں اور جو تجاویز کانفرنس منظور کر رہی ہے ان پر عمل کرانے کے لئے سنی کانفرنس کی شاخیں عمل پیرا ہوں۔

**محافل مینا و مبارک**

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ محافل میلاد مبارک کی توسیع و فروغ کی جائے اور ان کے لئے بہترین انتظامات کیے جائیں تاکہ وہ اصلاح اعمال و اخلاق کے لئے سلیبہ تر ہو جائیں۔

**اصلاح ادارہ جہا**

(۲) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ تمام خانوں و شفاخانوں اور مساجد کے خزانوں، جیل خانوں کی نگرانی کے ضروری انتظامات کیے جائیں تاکہ جو مضرت ان اداروں سے ہوتے رہتے ہیں ان سے یشیموں اور بیماروں، قیدیوں کو محفوظ رکھا جاسکے اور جیل خانوں میں قیدیوں کے اندر اصلاح اعمال کی تبلیغ کی جائے۔

**ج**

(۵) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس حکومت ہند سے ضرور مطالبہ کرتا ہے کہ سفر حج مبارک کیلئے جہازوں کی معتمد بہ تعداد کا جلد انتظام کرے اور جہازوں کے اندر حاجیوں کی سہولت کے معقول انتظام کرے۔

**حکومت سعودیہ کا مکروہ طرز عمل**

(۶) یہ اجلاس حکومت سعودیہ کے اس مکروہ طرز عمل پر کہ وہ حجاز مقدس کے اندر حاضر ہوئیو

ان زائرین اور حجاج کو جو اعتقاد تجدیوں کے ہم مشرب نہیں ہیں اعتقاد ہی امور کی ادائیگی سے روکے، نیز اس رویہ پر کہ حکومت تجدید کی طرف سے کھٹے بندوں و تقریر افسر آ تجدیدی عقائد پر کھٹے والوں کو مکروہ الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے، سختی سے احتجاج کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ عربین الطیبین سے دنیا کے اسلام کا جو تعلق ہے، اس لحاظ سے حکومت تجدید کو یہ حق ہرگز نہیں پہنچ سکتا کہ وہ اپنے مخالفت عقائد پر کھٹے والوں کے ساتھ مذکورہ بالا طرز عمل اختیار کرے۔

(۷) یہ اجلاس بعض مطوفین کے طرز فکر اور اس ناہانزواہہ اچھٹیکس کے خلاف چہرہ دار

محافل مینا و مبارک

اصلاح ادارہ جہا

ج

حکومت سعودیہ کا مکروہ طرز عمل



اجتہاد کرنا ہے، جو ادا کے مفروضہ جج و زیارت پر حکومت نجد یہ کی طرف سے بکھرا وصول کیا جاتا ہے اور نہ دینے کی شکل میں جج سے روکا جاتا ہے، جسکی مقدار سال گزشتہ تقریباً ایک ہزار روپیہ فی کس تھی۔  
(۸)۔ اس تجویز کی نقل حکومت نجد کو بھی بھیج دی جائے۔  
محکم، مولانا عبد العظیم صاحب مدد فی میرٹھس۔

### جسمانی ورزش

(۹)۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ مسلمان ہند کیلئے ضروری ہے کہ چار اڑھدہ اپنی جسمانی حالت کو درست کریں، اور فنون قدیم کو نہایت اہم ورزش، تیر اندازی، فٹ بال اندازی وغیرہ جیسے مبارک فنون کو فروغ دیں تاکہ انکی صحت جانی ترقی کر سکے۔  
(۱۰)۔ یہ اجلاس تمام ماحلت شاہوں سے اپیل کرتا ہے کہ اپنے اپنے مملکتوں میں مبارک فنون کی ترویج و ترقی کے لئے ہر ممکن سعی شروع کریں، نیزہ اجلاس تمام مدارس عربیہ کے نظدار سے اپیل کرتا ہے کہ ہر مدرسہ کے اندر طلباء کو فنون شریفہ کے سکھانے کا اہتمام کیا جائے۔

### دارالقضا کا مطالبہ

(۱۱)۔ یہ اجلاس حکومت ہند سے ہر زور و مطالبہ کرتا ہے کہ جو قضا و ملاق، ممبران نقذہ و قضا کھال کرنا ہے، وقف، میراث وغیرہ اسکے لئے اسلامی عدالتیں قائم کی جائیں، تاکہ جہاد سے ناموس و عزت اور دین کا پورا تحفظ ہو سکے۔ ان عدالتوں کیلئے مجوز علماء دین ہی مقرر کئے جائیں، اور وکالت بھی علماء ہی کریں۔

### نکاح

(۱۲)۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس سب ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تجویز کرتا ہے جو نکاح کے بعد کثیر الوقوع مشکلات کے سد باب کے لئے ایسے کامین بنائے ترتیب و تجویز کرے جس کی مدد سے عورت عند الضرورت خلاصی حاصل کر سکے۔

حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب۔ حضرت مولانا فاضل نسفاؤ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مولانا ملک العلماء۔ حضرت الدین صاحب۔ مولانا شریف۔ حضرت شہید شاکل مولانا عزیز الرحمن صاحب۔ حضرت مولانا مفتی

عبد القدیر صاحب۔ مولانا حیدر آباد۔ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب۔ مولانا ابوبی۔ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب۔ مفتی پوری دایاں۔ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب۔ مفتی مولانا مفتی امتیاز احمد صاحب۔ امیر شریف۔ حضرت مولانا مفتی قدر بخش صاحب۔ مولانا جے پور۔ حضرت مولانا عبد الباقی صاحب۔ مولانا ضلع سنگھ (سید)۔ حضرت مولانا سراج احمد صاحب۔ مولانا مولوی۔ حضرت مولانا محمد بشیر صاحب۔ مولانا مولانا۔ حضرت مولانا مفتی عبد العزیز خاں صاحب۔ مولانا۔ حضرت مولانا مفتی مظہر الدین صاحب۔ مفتی پوری دہلی۔ حضرت مولانا مفتی عبد الحفیظ صاحب۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب۔ مولانا۔ حضرت مولانا امجد صاحب۔ سہرام۔ حضرت مولانا مولوی مفتی عبدالرشید خان صاحب۔ مولانا۔ حضرت مولانا مفتی احمد پاران صاحب۔ مولانا۔ حضرت کرام و مجتہدین عظام سے بھی مشورہ استعواب فرمائیں۔

(۱۳)۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس نکاح خواں حضرت کیلئے ضروری سمجھتا ہے کہ اعلیٰ ضروری تعلیم اور معلومات کا فوری انتظام کیا جائے، اور ایک ایسی کتاب تیار کر دی جائے جس سے تعلیم کے مسائل و مسائل نکاح سے باخبر ہو کر اس سنت کی انجام دہی کا کام کر سکیں۔ ایسی کتاب کا مطالعہ جدید نکاح قوانین کے لئے لازم کر دیا جائے، اور جو وقت وہ مسائل نکاح محفوظ کر کے امتحان میں کامیابی حاصل کریں، سند نکاح خوانی دیکھائے۔

### جمعیت آئین ساز

(۱۴)۔ چونکہ سنی کانفرنس ابتدائی دور سے ترقی کر کے کافی پختہ اختیار کر چکی ہے، اسلئے اسکے آئین میں مزید اضافوں پر کافی غور کرنے کیلئے ایک مجلس ترتیب دی جائے کہ کم از کم سات ارکان پر مشتمل ہو۔ اس آئین کی نقضیں عملہ ارکان کے پاس بھیج دی جائیں، جب وہ اس پر کافی غور کریں، اسوقت مجلس منعقد کر کے منظور کر لی جائے، جب سالانہ جلسہ ہو اسوقت تک اس آئین منظور کر دے جمعیت عالم پر عمل ہوگا۔

(ارکان)۔ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھو شریف۔ حضرت صدر الافاضل صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ صاحب۔ مولانا شریف۔ حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مولانا ملک العلماء۔ حضرت الدین صاحب۔ مولانا شریف۔ حضرت شہید شاکل مولانا عزیز الرحمن صاحب۔ حضرت مولانا مفتی







## تاثرات دل نشیں

# جشن شایہ یادربار اہل سنت بنا رس

از حضرت محترم المقام ضیاء الملت جناب مولانا ضیاء القادری صاحب بدایونی  
ذیل میں ان قطعات و منظومات کو حضرت مولانا ضیاء القادری صاحب  
بدایونی مدظلہ کے شکر یہ کے ساتھ نذر قارئین کرام کرتے ہیں جنہوں نے اجلاس  
آل انڈیا کی کانفرنس بنارس کے حاضرین میں شاعر و ترجمان اہل سنت کی  
سان ورفشان سے ایک لولہ اور فوق روحانی پیدا کر دیا تھا حقیقت یہ  
ہے کہ حضرت مولانا مدظلہ کا کلام وہ کلام ہوتا ہے جس میں ادبی بلاغتوں اور  
علمی نکات کے ساتھ ساتھ ملت طیفہ کی سچی محبت اور دل میں گھر کر نیوالے  
عذبات ہوتے ہیں۔ مولانا غرضی سے دعا ہے کہ وہ شاعر اہل سنت کا  
سایہ تادیر اہل سنت پر دراز فرمائے اور ہمیں موقع ملے کہ ہم تادیر آپ کی  
علمی و فنی قابلیتوں سے بہرہ اندوز ہوتے رہیں۔ آمین۔ (دل نشیں)

قطعات

مرکز رشد و ہدایت ہر بنارس آج کل  
اللہ اللہ اجتماع سنیان ارمن ہند

اجاب باصفاء کے عینا میں آگئے  
اللہ کے یہ جذبہ اسلام کی کشش

دن پورہ کی نشر گاہ !  
ہیں اچھے لوگوں میں کچھ اس لئے آگئے ہم  
خدا کا عزم ملت ہم نشر کرنا تھا  
خدا کا عزم ملت ہم نشر کرنا تھا

رام گج اسٹیٹ کا جگہ

انوار حقیقت ہیں نہاں قلب و جگر میں  
دلکش ہیں صنم خاں کاشی کی فصاحت میں  
گنگا کا عارضی پل اور آندھی  
ضعیفی ناز وانی رعشہ دو براختلاق دل  
مافر پلکنہ پی گشتہ بھرے ساحل  
دل افگندیم بسم اللہ مجربیا و مرہبا

پرستاران باطل کھاتے ہیں جس شہر کی تھیں  
نظر کا پتی ہیں آئیں کاش جلوئے کچھے دیکھے  
چمن میں ہے کہیں مصر و پچیس گل آبی میں  
مگر شمع حرم کی صدف لائی لے لے لے لے

روح بیک نمایاں ہیں آثار بنارس میں  
خیر و برکت یہ سب عشاق ہی کی ہے  
چھائے میں مدینے کے انوار بنارس میں  
معنی علما کا ہے دربار بنارس میں

منظر دربار

سر سند یہ وہ خاصان حق میں یمن ہوا  
زہر یہ اجتماع اہل حق یہ جشن شایہ  
کے پسند ہوا کہ مختصر مکان کی سیر  
خدا کی شان بنارس کے گرم موسم میں

## دربار اہل سنت

عیاں الحمد للہ شان توحید و رسالت ہے  
زبان پر نور لغت شہادت و ولایت ہے  
کر جشن عظیم الشان بزم اہل سنت ہے  
فرشتے وجد کرتے ہیں درود و کلمات



چمن اندر چمن زنجبلی آفتاب و محبت ہے  
 خدایا ہر صفت اگر آفتاب کی کمزوری ہے  
 ہے کاشی یاد و کاشانی اہل عقیدت ہے  
 کہ مرغانِ سحر میں شود تکبیر عبادت ہے  
 بدھ و دیکھو ہجومِ کلمہ گو یا ان منہات ہے  
 نیم صبح دامن میں لے لے لے محبت ہے  
 چراغِ کھڑکے الزار سے کافورِ ظلمت ہے  
 سور ہے جہاں پر نورِ نجمِ اہل سنت ہے  
 باندا زجملِ علویہ آرحمنِ فطرت ہے  
 کہ جیسے آسمانِ بارشِ الوافقت ہے  
 جہاں برکتِ نظر سے باطن میں بہجت ہے  
 ہو محرم میں سورِ محبت کی حرارت ہے  
 بہشتِ آرزو و گلزارِ طبع کی زیارت ہے  
 نشانِ نصرتِ حق ہر نشانِ اہلسنت ہے  
 مسلمانوں کی کثرت مائلِ تکلم و حدت ہے  
 ہجومِ اہل ملت اختلافِ اہل سنت ہے  
 نقدِ ہر آداب میں کی ہر شانِ مذہب ہے  
 صفائے قلب از یابِ نظرِ حق کی زیارت ہے  
 حوادِ اعظمِ اسلامِ حرم کی سیادت ہے  
 یہ دربارِ مبارک کمزورِ افراد امت ہے  
 یہ مجمعِ جمیع عشاقِ سلطانِ رات ہے  
 وقارِ اہل سنتِ محسنِ اہلِ کفایت ہے  
 سرورِ بارِ مصروفِ دعا ہر فردِ امت ہے  
 جہاں کو اتنی دلیلیاں کی ضرورت ہے  
 دلی مسلم کو یاربِ شوقِ تجدیدِ خلافت ہے  
 جہاں کو احتیاجِ اتحادِ دین و ملت ہے

[illegible]

کے درمیان کی

# تراپستان

لوگ ہیں راست  
 ہے پاک ہے راز  
 ہو ہے یا نہیں  
 ہستی حق موت  
 رت رت ہستی ہم  
 تہ آں ہے راز  
 تہ یہی کسی کو  
 لوگ ہیں نقش  
 ہے شہادت ہم  
 کردہ ہے حق  
 حقیقت آں  
 رت پر اجازت کر

\_\_\_\_\_

شرفیست عاصمه و عرش است عرش  
مرد و زن است اورا که خدای عز و جل  
که بفرستد و بدارد و بفرستد و بدارد  
و بفرستد و بدارد و بفرستد و بدارد  
و بفرستد و بدارد و بفرستد و بدارد  
و بفرستد و بدارد و بفرستد و بدارد  
و بفرستد و بدارد و بفرستد و بدارد  
و بفرستد و بدارد و بفرستد و بدارد

۱- ہم نوگ ہیں پاکستا  
۲- ہم نوگ ہیں پاکستا  
۳- ہم نوگ ہیں پاکستا  
۴- ہم نوگ ہیں پاکستا  
۵- ہم نوگ ہیں پاکستا  
۶- ہم نوگ ہیں پاکستا  
۷- ہم نوگ ہیں پاکستا  
۸- ہم نوگ ہیں پاکستا  
۹- ہم نوگ ہیں پاکستا  
۱۰- ہم نوگ ہیں پاکستا



## الخطبة الاشرفية للجمهورية الإسلامية عمدة العلماء ابو الحارث سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی قدس سرہ آل انڈیاسنی کانفرنس اجمیر (خصوصی اجلاس)

۶-۵ رجب ۱۴۲۵ھ - ۸ جون ۱۹۴۶ء (خواجہ جمیری علیہ الرحمۃ کا وطن مبارک)

دنگاہ معلیٰ اجمیر شریف کی مسجد شاہ جہانی میں خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمۃ کے عرس کے موقع پر آل انڈیاسنی کانفرنس کے عظیم الشان اجلاس حضرت دیوان سید آل رسول علیہاں سجادہ نشین آستانہ اجمیر پاک کی صدارت میں منعقد ہوئے۔ ہزاروں علماء و مشائخ نے شرکت کی ایک لاکھ سے زائد عام مسلمانوں کا اجتماع رہا۔ حضرت مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی صدر آل انڈیاسنی کانفرنس حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین ناظم عمومی و حضرت مولانا شاہ عبدالحامد قادری بدایونی ناظم نشر و اشاعت، حضرت مولانا شاہ عبدالحامد قادری، حاجی محمد عارفین، مولانا جیلانی میاں، مولانا نذیر حسین دہلوی، حضرت مولانا سید عبدالحامد مولانا محمد عابد القادری کی تقاریر و مساعی نے اس اجلاس کو کامیاب بنایا۔ صدر آل انڈیاسنی کانفرنس حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی نے جو خطبہ اپنے مخصوص انداز میں ارشاد فرمایا اس کا مضمون یہ ہے۔ (۱) اولیاء اللہ کے حضور اور ان کے مزارات کی حاضری کی سعادت بابرکت ہوتی ہیں

سلہ و بدبہ سکنہ ری واپور ۲۰ جون ۱۹۴۶ء ص ۳

ان کا نیاز مند جہاں کا بادشاہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ ان کے خدام بصیرت کی نگاہ سے حقائق عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

(۲) ہند میں حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمۃ کے وسیع فیض کا اجمالی تذکرہ  
(۳) اسلام اور کفر کا امتیاز۔۔۔۔۔ مسلمان کی تیز نگاہ اثر کو دیکھ کر موثر کا یقین کر لیتا ہے۔ صفات کو دیکھ کر موصوف ذات کا ايقان کر لیتا ہے۔ اس کی تیز نگاہ افلاک کی بلندیوں کے پار اور زمین کے دبیز چروں کو پھاڑ کر معبود و برحق کی لذت وید سے مرشاد ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ لیکن کافر کی عقل مظاہر قدرت کی حقیقت کو پاپینے سے جب ٹھک جاتی ہے، تو اپنی مظاہر۔۔۔۔۔ سورج، چاند، آگ، پتھر اور درخت وغیرہ۔۔۔۔۔ کو پوجنا شروع کر دیتی ہے۔

(۴) دین کی اشاعت اور اس کی آزادی کی خاطر اسلاف کے کارناموں کا اجمالی ذکر۔

(۵) اندرون ملک اسلام پر مصائب۔۔۔۔۔ دین فروشی کی چند مثالیں۔ دیباچہ  
نبد سے ماتم کا تہانہ رگاندھی کی جے، رنگ تہنہ۔

(۶) بیرون ملک مسلمانوں پر آلام۔۔۔۔۔ فلسطین میں مسلمانوں کی حالت نزار، ابن سعود کا حجاج کرام سے جبر یہ ٹیکس لینا، انڈونیشیا میں مسلموں کے ساتھ ظالمانہ رویہ۔

(۷) دنیائے سنت کی تنظیم۔۔۔۔۔ مرکزی دارالافتاء، مرکزی دارالافتاء، مرکزی دارالتصنیف کا قیام اور ثقافتوں میں ربط و ارتباط۔

(۸) آل انڈیاسنی کانفرنس۔۔۔۔۔ جمہور اسلامیہ کے بین ہزار علی و مشائخ کا عزم و جہم۔۔۔۔۔ پاکستان کی منزل کو سینوں کے ہاتھوں قریب سے قریب تر کرنا۔

(۹) پاکستان کے معنی اسلامی تفرقہ آراء و حکومت۔۔۔۔۔ معنی کانفرنس سے شریک کا تحریری جہد۔



(۱۰) مسلمانوں میں اتھا و پیدا کرنا۔ اور تمام مٹنی — جمہوریہ اسلامیہ کے سبزل مال پر ہم تلے تیج بر جائیں۔

مذکورہ کانفرنس میں حسب ذیل تجاویز منظور ہوئیں:

(۱) دربارِ خواجہ سیدنا عزیز علیہ السلام کو عظیم الشان اجتماع آل انڈیائی کانفرنس بنارس کی منظور کردہ خواجہ کی پرزور تاکید کرتا ہے اور آل انڈیائی کانفرنس پر اپنے کامل اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور یقین دلاتا ہے کہ مسلمانان ہند آل انڈیائی کانفرنس کی مذہبی رہنمائی پر عمل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

(۲) یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ حضرات علما و مشائخین اہل سنت ہندوستان کے اندر اسلامی حکومت کا قیام ہستے ہیں جو قرآن کریم احادیث نبویہ و فقہی اصول کے مطابق ہو یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ وڈائی مشن کی تجاویز مسلمانوں کے لئے ہرگز تسلیم نہیں ہیں۔ (۳) یہ عظیم الشان اجلاس رائٹریا میوک سمجھ کی اس تحریک کو جو ملک کے ہر گوشہ میں اندرونی طور پر انقلابی شکل و صورت میں چلائی جا رہی ہے جس کی بدولت مسلمانوں پر جابرانہ اور سفاکانہ مظالم ہو رہے ہیں انتہائی نفرت کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے پوزر مطالبہ کرتا ہے کہ اس تحریک کے جرائم کو فوراً روکے اور اسے خلاف قانون قرار دے نیز مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے تحفظ سے غافل نہ رہیں بلکہ اب آئندہ صفحات پر آپ اس تاریخی خطبہ (خطبہ الاشرفیہ للجمہوریۃ الاسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ۱۳۳۵ھ) کا عکس بھی ملاحظہ فرمائیں۔

لے ایضاً

انزال نبی السعرا

خطبہ الاشرفیہ للجمہوریۃ الاسلامیہ

بسم اللہ تعالیٰ وکرمہ

اس سال ۵۔ اور ۶۔ جب جب مسئلہ آل انڈیائی کانفرنس کے اسپیشل اجلاس مسجد شامیانی واقع درگاہ علی الرحیم شریف میں حضرت عالی و جت سرا پارکرت مزج لاشائخ و الکبار ماس خادہ گدا اولوالین سید شاہ آل رسول علی خاں صاحب (دعوت برکاتیم) سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ خواجہ عزیز علیہ السلام کی دعوت اور ہدایت کے ماتحت ہونے لگے تھے میں خود حضرت ممدوح مظاہر نے نہایت صدارت کو عزت بخشی عاوسی بناس میں فرزند رسول بکر گوشہ قبول عالم نبیل فاضل جلیل رئیس الکملین حضرت مولانا الحاج المولوی السید الشاہ سید محمد صاحب محدث کچھوچھو مظاہر صدر آل انڈیائی کانفرنس نے یہ نفیس خطبہ ارشاد فرمایا اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اپنے مخصوص انداز میں سنایا

حسب فرمائش اراکین آل انڈیائی کانفرنس

(عزیز المولوی مظفر الدین احمد صاحب دام مجدیم) نے اپنے

الہدیت برقی پریس شیش محل مراد آباد میں چھاپ کر شائع فرمایا



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي من علينا اذ بعث فينا رسولا وجعلنا على كلمه واحده كعبه  
واحد قورا واحدا جعل لنا سعيها مستكرا وعملنا مقبولا والصلوة والسلام على  
من قبل الله المبين العرفي الحق اليقين وحول ذلك الف بين خلقنا ذلك اهلنا فابنينا  
بنينا اخوانا والله مؤمنين وعلى الله اجمعين واخرج اجد الطيبين الطاهرين  
وعلى الامم المجتهدين وعلما امنهم واولياء ملتزم وشهداء محبتهم و  
جميع المتسكين بسنتهم والمختصين وعلينا معهم وبهم ولهم - اما العيون  
والمشايخ الكرام علمائنا اعلام وروايت اسلام الله انكيبين مبارك كمشي اور كيسا  
مقام من مقام اور كس قدر بلان وقصه ارج اور اس وقت تيسر ہے کہ اگر اس ساعت حیات کی  
گزشتیں زمام زندگي سے نکالت کر تقسیم کر دی جائیں تو انشا اللہ تعالیٰ ہم سب کو فی اہل ہر دو عالم کے  
یہ تہنیتیانی مسجد سے جسکی بنیاد سے سیکر چلے ایک بہر نظر کیجئے تو اس عقیدہ بندی کی صاف  
شہادت و سفید جھلک موجود ہے جو ہر ایک سخت و تاج والے حکمرانوں کو دین و گیم والے  
فرمانرواؤں سے تھی۔ اہل قلم و دینی کے تحت طاعتی ہر جہ سے ہر سب سے اونچی نظر آتا تھا وہ سب  
زیادہ جھلکے والا اور جھلکے والا خاک پاک آج میریں دکھائی پڑتا تھا مسلمان اسلامین شہنشاہ  
کا لقب خواجہ خواجگان کی جاوہر کئی نے بٹھاتا تھا۔ خزانہ عامرہ والے محل و جہانگردی والوں  
سے ایک لچکتے تھے۔ شہر داراؤں کی تنواریں گوشہ نشینوں کی چمکتے پرتیز کھاتی تھیں۔ کاف  
الوں کی تلمیذیں تھیں تو سب والوں کے تلوے چوہا کر تھیں۔ آنکھ والوں کے لئے سرور و سعادت  
بہریت والوں کی خاک کی جوتی تھی۔ تدبیر والوں کی تقدیریں اور عاقلانوں کی دعاؤں سے سلواری  
جاتی تھیں۔ جاں بازوں اور خطرات کی توہوں کے دالوں پر سینہ بکھدینے والوں کی ہر بھی نصرت  
یقین اللہ و فخر قہر مہیب پر ہر مژدہ نفرت و فتنہ دینے والی بشارتوں سے فقی تھیں۔ عزم والوں  
کو آ آئی عزائم اور کھتا دی والے عطا فرماتے تھے۔ سر کوہوں کے طریقے ذکر آرد والوں سے سیکھے  
جاتے تھے۔ پتیرے والوں کے پتیرے نظر نہ قدم اور قدم و نظر والوں کے کنٹرول میں تھے۔

ہو شہادی و باغی کی تعلیم، پاس الفاس والوں کے سپرد تھی۔ بہت و استقلال کی ہیک  
جل والوں سے مانگی جاتی تھی۔ عواقب و نتائج کی آگ، ارباب کثرت و شہود کے انھوں میں  
رہتی تھی۔ تہا گیری خزانہ اور تانگیری شہر کا دار و مدار پور یا شہر کی رہتا تھا۔ آگہی کی  
آئین زبانی والوں کی زبانی کرتے تھے اور شہر چہاں اہل و سادہ کی تعمیر و شاہ گروہ و شہر کے ہاتھ  
یہاں تھی مقررہ کے رسمائے عالم کی کہ سر کر تھیں۔ ہاتھ میں خرقہ پوشوں کا واسطہ ہاں رات دن  
وہاں تھا تھیں۔ انکی خاتونوں میں دینی اور دنیا کی کسب تھیں پور تھیں۔ انھوں سے۔ انھوں و مسارات  
خیریت و موت کا خزانہ فیصلہ فرمادہ تھیں۔ کار شاہ حق تھا۔ آنکھوں میں دیکھنے کی ملامت تھی  
انھوں میں۔ انھیں کو اہلیت تھی۔ گداؤں کو شاہوں کی معرفت تھی، محتاجوں کی حاجت مودتی تھی  
وہاں ازلوں کو پہچان لیا تھا۔ شہر و شہر کے تھیں۔ وہاں تھا۔ اہل و سادہ اہل و سادہ کی ہر  
خواب بھی تھیں۔ تعلیم تھا۔ دینی و دنیوی کی دھیانی و دنا و سافت اور رانچہ تھیں کی سنگتوں زمین لکھ  
چڑھ چڑھ پائیاں تھیں حقیقت کو چروہ میں چھپا نہیں سکتی تھیں، اور وہی کا قلب الاطبا جہاں  
سے اپنے بخت کی یاد دہی، اور عالم غیب کے روحانی کاک۔ حاصل کر لیا تھا، وہیں سے متعل  
تاجدار کی ہستی حکمرانوں اور جہاں ہانوں کی سند ہاں تھی۔ اس شہر چہاں مسجد کے سنگتوں  
سے پوچھو گشت آجہاں نے کس طرح مقرر کر یہ سعادت حاصل کی کہ اسکی اس تعمیر پر شہر بندہ موز  
سلطان الاولیاء کی نظر ہے، جسکی بدولت اُن گنت عارفوں نے معیت و جہت کے یہاں تعبیدی  
جائے گئے اور شہر ملائکہ کی یہ ہر وقت گزر گاہ ہے۔ (اچھے اچھے پر یاد الہی کی یادگار ہیں۔ سچ  
ہے کہ یہ مقام کے تقدیس کا خیال کر کے یہاں پاؤں رکھتے ہوئے گویا تھیں کہ یہاں سے اور شہر کے بل  
پائے کو دل چاہتا رہتا ہے۔ یہ تو خاندان خدا اور مسجد گاہ اولیاء کا حال ہے۔

اور وہ سائنس سلطان اسلامین کا ربار، اور خواجہ خواجگان کی سرکار ہے، انکی لایت  
کی ضیاء بادیاں ہیں اور مہتاب کرامت کی تہ پاشیاں ہیں، فیض کرم کا چشمہ آب حیات ہے۔  
اور غریب نواریوں کا سمندر و جہیں مار رہا ہے۔ قدس صلیب چرخ اگر آنکھوں سے اوچل ہیں تو  
شہرستان زمین ہی کا سیلا ویکہ لیجئے۔ مستحان اللہ کیسی شہر دایم ہے کہ وہ دنیا پر زمانہ و زمانہ  
پہر چہی ہے۔ کیسا مالک سخت و تاج ہے کہ ایک زمانہ ہیں کا محتاج ہے۔ جسکو ہم تعمیر کرتے ہیں۔



میراں کا فقیر ہے، اور جنکو ہم فقیر جانتے تھے وہ ہمیں کاوامگیر ہے۔ سلطان کا سلطان  
بادشاہوں کا پادشاہ غریب نوازوں کا غریب نواز، خواجوں کا خواجہ۔ ساتیوں کا ساتی۔ یاروں کا  
یار۔ پیوں کا پیا۔ محبوب کا محبوب۔ دیکھئے دیکھئے، ہنسنہری گھس ہے کہ نور کا لنگا۔ قوتہ میضابے  
کہ نور ظہور کا اثر کا ہے۔ تجنیوں کے خواجہ میری ایسی تجلیاں۔ اسے قدرت نمایوں کے دامنا میری  
یہ کار فرما سناں۔ آنکھوں میں چکا چوند ہے، دل سرشار ہے، دماغ خدا جلے کہاں پہنچا ہوا ہے،  
آسمان کا آسماندار، چہستان کا پرتو، پتہ زمین کا درہ، درہ، حاضرین کا ہر چہوٹا جانا۔ میری  
روح کی گواہیوں کا گوشہ گوشہ۔ میرے جسم کا روگنا روگنا کس منزے میں ہاں حال سے گویا ہے کہ  
معبود سنگیر پادشاہ مرث و خواجہ ۶۔ فطیل رحمۃ اللہ علیہ چشم کرم برما  
کچ جب شریعت کی جتنی شب ہے ہندوستان بھر میں جتنی عید ہے، یا حقیقی سے وصال خواجہ  
کی ہار بھی ہے، عرس شریعت کا دن ہے، خواجہ بزرگ کی یاد گار ہے، قرآن کریم کی زبان  
میں **اٰتِیَہُمُ اللّٰہُ** میں سے ایک ممتاز ایوم ہے، وحی الہی کی شہادت ہے کہ خدا جان حق و  
مقبولانِ رزقہ خلق کا ایوم ولادت و ایوم وصال و ایوم حشر، تعین تاریخ کے ساتھ لاہولی سلطانیا  
اور ربانی رستوں کی بارش لایا کرتے ہیں۔ ان ناریوں میں ان کے والہ سنگان و امن کی بن آئی  
ہے، جھڑیاں بنا دی جاتی ہیں، بیار صحت پاتے ہیں، اسیرانِ نفس و معصیت کو رانی و جانی ہو  
اپنے رب سے پانیوالے بے حساب پاتے ہیں اور بے شامشا بنشے ہیں۔ کئی والے زیادہ کو زیادہ  
آخر میں حاصل کرتے اور اپنے ولایتوں کو عطا فرماتے رہتے ہیں، مگر جیہا نعمتوں میں سے یہی  
ایک کیا کہ ہے کہ انھیں ملتی ہیں، آنکھوں کو بینائی ملتی ہے، بینائی کو تیزی بخشی جاتی ہے،  
حار الخ البصر و صاف نظر کا ہوتا ہے، اسلام کی بخشی ہوئی تیرنگی ہی کی حلاوت کا شرمہ  
مٹا ہے۔ دنیا کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ قوموں نے اپنے گرد و پیش آگ بانی مٹی ہوا کو دیکھا تو  
آنکھیں مشک گئیں اور حقیقت تک بار بار نہ ہو سکیں، عقلیں سوختہ ہو گئیں۔ پرستش ہی نہ کیا  
مرگئی، انسانی شرافت خاک میں مل گئی، اور فہم و فراست ہوا ہو گئی۔ آسمان کی حرمت آنکھیں اٹھا دیں  
تو جانہ مروج اور ستاروں سے آگے نہ بڑھیں، اور چکا چوند ہو کر رہ گئیں۔ یہ آتش پرستی اور لنگاہو جا  
پرست پرستی، یہ بوائی اور ام نگاہوں کی گزریاں نہیں تو کیا بلا ہیں؟ چند بار بوجا، سورت بوجا

گرمین پونا، اور ستاروں کی پرستش، اندھا بن نہیں تو اور کونسی لعنت ہے۔ لیکن اسلام کی تیرنگی  
اللہ اکبر آگاہ کو دیکھا اور نور کا تعین آیا۔ افعال سامنے آئے اور افعال کیا یونیک کی قدرتیں  
نظر آئے، لیکن، صفات کی تجلیات نے ذات کی طلب پیدا کر دی، اجرام فلکیات کے پردے چاک کر دیے  
استعارہ خرق و التیام کے نظریہ کا استعارہ کر دیا۔ امداد پاتے جاتے لگا دیں حقیقت تک پہنچ گئیں، شریعت  
جہاں کعبہ جیسے چہرہ میں آج تک سپید پوش ہے، اور عرش اکرم کی پونٹیاں جسکی باب میں جویاں ہیں  
اس صحن آنکھ نے لذت و دید میں سرشار ہو کر آسکوا ہے، دل میں رکھ لیا۔

یہ اس اسلامی تیرنگی ہی کی کرامت ہے کہ خواجہ غفوت کہہ قبر میں ہر وہ نشیں ہوئے۔ قبر کو  
تعبید قبر نے چھپایا، و قوتہ قبر نے غفلت کی چاندروٹھ، ان سب پر گنبد آ کر چھپا لیا، لیکن اسلامی  
آنکھ کیسے کسی چھپالے والے نے خواجہ کو چھپا لینے میں کامیابی حاصل کی۔ قوتہ قبر پر شہر رکھ دینے والوں  
اور غفلت قبر کو سر پر رکھنے والے آنکھ والوں سے پوچھو کہ ان سب کا لایاں اور قبر کو مقبرہ کس کو پایا؟  
اور اگر پیش نظر نہیں تو لباس میں کیا رکھا ہے، اور اگر مقبرہ بزرگاہ نہیں تو قبر میں کیا دھرا ہے۔ وہ آیت  
اندھا میں ہے کہ مٹو لے مٹو لے مٹو لے، قبر تک پہنچی تو تک تجھ کے سوا کچھ باقی نہ لگا، اور محرم ازلی ہو کر رہی۔ اور  
یہ اسلام کی تیرنگی ہی ہے کہ قبر کو مقبرہ سے نسبت بخشی، مقبرہ کی قبروں کو اکسا دینے کی اجازت ملی  
کہ نظر رکھا کر کسی احترام کا حق نہیں۔ مومن کی قبر پر اس آقا و ولی مطلق اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے  
قدم پاک رکھنا گوارا نہ فرمایا، جسکے تلووں کے نیچے زبان والوں کی جنتیں ہیں، تو پھر مقبولان  
بارگاہ کی قبروں کا کتنا بڑا رتبہ ہوا، یعنی کیا میت کہتی ہے کہ قبر کو دیکھو، اور اسام کا کتابہ کہہ کر دیکھو  
یہ تو ہم مسلمانوں کا روزمرہ ہے کہ قرآن شریف کو تلاوت کے لیے لیا اور چھبہ جزان کو چھپا لیا  
پھر جلد کو چھما اور پھر کھوکھلاوت میں لگ گئے۔ یہ جزوان کے کپڑے کو نہیں چھما، یہ جلد کے چھبے  
کو نہیں چھما، بلکہ جزوان کے اندر جلد میں چھپنے کے خاں چیز کو چھپے ہی سے نظر نہ لگتی، آسکو چوم لیا،  
ڈال کو نہیں چھما، بلکہ لیل کو چھما، ہا دیوں سے خاں کی جو نسبت ہے آسکو چھما۔ ہاں ہاں غفلت قبر  
کو کوئی نہیں چھوتا، اسکی اس نسبت کو چھوتا ہے جو مقبرہ سے آسکو حاصل ہے۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ میں کتنا مقدس مقام اور سقدراجم الامان اور کتنی خاص تاریخ ہے  
زمان و مکان کی شرافت پوری پوری موجود ہے، اور جوہر نقای اخوان کی شرط بھی موجود ہے۔ ہم



میں نہ کہ ہم انہیں نہیں، سب سے کم نہیں، خدا کا نہیں، لیکن ان کے کہ چوٹ کہتے ہیں کہ ہم باطنی نہیں، ہم خدا نہیں۔

زما میں روشنی کے نام پر الحاد کی تاریک آمد یہاں چلیں، زمین فوشوں نے دین کے نام کو چوٹ کا، خدا بنا دیا، اعلیٰ بازار میں ملت فریشتوں کی جارتی ہے، ہمیشہ فوشی، قوم شرارتی، تاریک، تاریک قانون کی نوبت سے ہوا ہے۔ نام دار العاصم نکھا اور کام ہو یا مستند کیا، تا آچھو تو احمد بن تائیں، اور کام دیکھو غلاموں کی غلامی پر و ترائیں۔ ہارسول اللہ شکر گھڑائیں اور تکتے مازم ہر ترائیں، لکھنؤ سے اعلیٰ اور اپنے ہاتھوں کے مائیں مسلمانوں سے بزار اور شرکوں کے طبرہ اور شہزادہ گارنگ اساتھ ہے کہ یہی ہوا شوار ہے کہ مٹو جی ہیں یا مٹو جی ہیں۔ سب کو ہے مگر اسے خواجہ پری خواجہ کی قربان کر تیرے مست تیرے ہی ہے، تیری قیام، تیرے پیغام سے ایک رنج نہ ہے، جو وہ سوسیس کی پڑائی لکیر کے فقیر ہے رہے، مشرک کے ہاتھ پر توجہ کو کھانہ نہیں کیا اور کسی قیمت پر اپنے دین کو نہیں بچا، نہ یورپ کی چال ان پر چلی، نہ اکثریت کی مہربانی داری کا چال آنکھوں کا سنا، یہ خواجہ کی ڈھائی دینے والے، یہ عرس و فاتحہ والے، یہ مہلا و قیام والے، یہ بھگت و لغو رسالت والے، اسی مقام پر رہے جہاں خواجہ کی کرامت نے ان کو کھڑا کر دیا ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ کیسے اچھے تہرے خواجہ والے، خوش والے اخلاق میرے سامنے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا مقصد بھی نہایت بلند پایہ ہے۔ آج ہمارا اجیر میں وہی مقصد ہے جو چوٹ کے راجہ کو صدیوں پہلے اجیر میں لایا گیا ہے، جس نے جیلان والے خوش کو لکھا و پہنچایا ہے، جسکے لیے اللہ کا جلیل قدر سے مدد اور پھر تیرے سے فائز خان شان کے ساتھ مل کر پہنچایا جس مقصد کا مقصد صرف نام خدا کے دین کے پیغام اور اس زندگی کی آزادی ہے، ذریعہ وہی کہ مسلم بنام اور اسلام کے پیغم کو آزاد رکھا ہے، انسان کو پاک کرنا اور انسانی آبادی کو پاکستان بنانا ہے ہمیں اپنے خراج سے یہی کہنا ہے کہ زمانہ اب روشنی کی اہلیت و استعداد کو نہیں، بلکہ کیرے کا دیوں کی کثرت، آواز کو دیکھنا ہے، گور و پوشاب والوں کو پوتر اور اللہ کے پاک بندوں کو ملے کر ہوتا ہے جن مٹا دیوں کو زمین پر نہ م رکھتے کا حق نہیں، انکو دسی ماہر جیسے لیے زمین پیدا کی گئی انکو دسی کا حق دیا جاتا ہے، فلسفہ میں قات کے ماروں اور بے سنگ آواروں کو مسلمانوں کے سینہ پر بیا جاتا

کعبہ میں فریشتے حج پر ایک ایک ہزار کیکس لگا جا رہا ہے، اللہ ویشا کے مسلمانوں پر بے رحمی لگائی جا رہی ہے، اور بڑا غضب ہے، خواجہ اگر آپ کا پڑھایا ہوا کلمہ پڑھتے ہوئے کچھ وقت فوشوں رستار کے شلوں کو چوٹوں پر، شلواریوں کو دھوٹیوں پر، بھون چوٹوں کیلے پٹھا و کر کے ہیں، انہوں نے دوبارہ اپنا ایک خبرو بایا ہے۔ اب ایک جیپال نہیں، بلکہ جیپالوں کی پٹوں ہو گئی ہے، اور ان سب کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ والے مسلمان یعنی مسلمان کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔

اسے میرے خواجہ! آپ کے وفاداروں نے آپ کے اللہ آپ کے رسول اور آپ کے اخوان اور آپ کے خلاف آواز نہ سنے تو وہ گستاخوں کے تیرے دوست اور نہ ریش کی کراٹس سے ہر کو جوئے بد صرف اسلئے انکو چھوڑ دیا کہ بے انکے چھوڑے اسے تو ہر آپ کا دامن چھوڑ جاتا تھا جو کسی طرح قابل برداشت نہ تھا، شاید چاری ہی ایک نیکی کام آئی اور اسی وفاداری پر خواجہ کو رحم آگیا، کیونکہ بلاشبہ ہندوستان میں یہ وحی الہیہ تھی کی کرنت سے کہ پائے ان رہنماؤں کو میدان کی بخشش جنگور سنا کی سند زبان وحی سے ملی ہے، اب انکی نظریہ داری کمزوریوں پر نہیں، بلکہ اپنے بازوؤں کی قوت پر پڑے گئے۔ وہ رہنما کون ہیں؟ یہی ہمارے علماء اہلسنت و جماعت، سادے پیر خاں والے، چار دیواری سے نکل پڑے اور میدان میں ٹٹ گئے، ہمارے علماء مددوں سے باہر بھی آکر کھڑے ہو گئے اور ارادہ کر لیا کہ کروڑوں شیعوں میں روشے پروٹوں کو منایا جائے، ہاں کو مبلغ واکر ذمہ داری دیکھانے کے مرنے سے پہلے فی کس دس نہیں تو ایک غیر مسلم کو مسلمان کرنا ہے، انکو تعلیم دین سے آہستہ کر کے، انکے علم کو انکے عمل کو انکے اخلاق کو پاک کر دینا ہے، تاکہ جہاں وہ قدم رکھیں پاکستان ہو جائے۔ اب ایسے علماء ناقابل برداشت ہیں جو شیعوں کی جیب پر ہونے کے ڈالیں اور شیعوں کے مفاد سے اڑتے رہیں، اور شیعوں میں انتشار پیدا کریں۔ اب تمام روشنی مدرس کو ایک نظام میں لاکر ان میں تعلیم و تربیت کی یکسانیت پیدا کرنی ہے۔ دارالافتاء و مدارالافتاء سب کو مرکزی شان سے چلائے، خانقاہوں کو آراستہ کرنا ہے، اور انہیں تبلیغ و تعلیم کی مروج چھوٹ گئی ہے۔ المشائخ کا کلمہ کفیس و احاد کا کہہ دکھانا ہے۔ ان پاکوں کا پاک عزم ہے کہ رفت و رفتہ ہندوستان کو پاکستان بنا کر دکھا دینا ہے۔

ہیں علماء و مشائخ اس کے برعکس، ہمارا علم اور ارادہ ہے جس کا نام آل انڈیا مسیحی کانفرنس یا جہیز ہر مسیحی











اس بات کی مدعی ہے کہ وہ تمام ہندوستان کی خود ہی نمائندہ ہے اس باطل و دعوے کی تائید کرنے کے لئے اس نے وہی مولوی حاصل کئے ہیں جنہوں نے خدا و رسول سے غداری کی تھی اور جو طبع ذریعہ میں آج مشرکین ہند کی زبان بنے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو ان کے دام تمویذ میں بھالنا چاہتے ہیں انتخابات کے موقعوں پر وہ کوشش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا توازن نہ دیں کانگریس کی حمایت کریں۔ کانگریس امیدوار کو کامیاب بنائیں علماء اہل سنت مسلمانوں کو اس فریب کے جال میں پھنستا دیکھ کر مہر نہیں کر سکتے اس لئے ہم مدت سے اعلان کر رہے ہیں اور ہماری تمام نسلی کانفرنسیں جو ملک کے گوشہ گوشہ میں ہر سرحد میں قائم ہیں کانگریس کے مقابلہ میں پوری جہد کر رہی ہیں چنانچہ پچھلے ایکشن میں ان کانفرنسوں کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور کانگریس کو شکست ہوئی۔ سنی کانفرنس کی کوششیں بہت مفید ثابت ہوئیں اس وقت ہم پھر بھی اعلان کرتے ہیں کہ مسلمان کانگریس کو اور کانگریس کے کھڑے ہوئے امیدوار کو کانگریس کی حمایتی جماعتوں جمعیت علماء دیوبند پابلی مولوی حسین احمد کے زیر اثر طوفان برپا کر رہی ہے اس کے علاوہ احرار و خاکسار نیشنلسٹ وغیرہ جن سے کانگریس کو مددیں پہنچ رہی ہیں یا جو کانگریس کی براخواہی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مسلمان ہرگز ان کی فریب کاری میں نہ آئیں۔

حضرت مولانا کی تقریر پر بڑی غور سے سنی گئی اور اس اجتماع عام میں ہر فرد بشر گہری عقیدت کے جوش میں وارفتہ تھا بابا و بزرگوار کی صدا نہیں بلند ہوتی تھیں اور مسلمان جو پہلے سے اپنے علماء کی ہدایت کے منتظر تھے اس رہنمائی کے بعد مطمئن ہو گئے۔ انشا اللہ ان میں سے کوئی بھی کانگریس کی تائید نہ کرے گا بلکہ سب اس درس کے مبلغ ہو گئے جو دوسروں کو بھی یہ پیام پہنچائیں گے اور اپنی پوری قوت سے مسلمانوں کو کانگریسیوں کے پھندے میں آنے سے روکیں گے۔

تقریر :- حضرت عبدالغفار مولانا نعیم الدین مراد آبادی

ناظم اعلیٰ آل انڈیائی سنی کانفرنس

حضرت صدر الشریعت کی تقریر کے بعد حضرت عبدالغفار مولانا نے ان کی تائید فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ ایکشن کے معاملہ میں ہماری اجتماعی کوشش یہی ہے کہ کانگریس کو ناکام کر دیا جائے ہم اس کی خدمت کو مسلمانوں کے حق میں نافع سمجھ کر رضائے الہی کے لئے انجام دیتے ہیں مسلم لیگ کو اس سے فائدہ پہنچے تو ہم اس کے اتقان یا شکرگزاری کے متمنی نہیں ہیں جو تحریک مسلمانوں کے نفع کیلئے ہو مسلمانوں کی ہمدردی و محبت سے اس کی تائید ضروری ہے اس کے بعد آپ نے پاکستان کے مسئلہ پر بہت واضح اور مدلل تقریر فرمائی اور تہا یا کہ پاکستان کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستان کے ایک حصہ میں ایسی اسلامی حکومت قائم کی جائے جو شریعت طاہرہ کے آئین اور فقہی اصول کے مطابق ہو مسلمان یہ عزم کریں تو دنیا کی کوئی طاقت ایسی حکومت قائم ہونے سے روک نہیں سکتی اگر آپ کو پاکستان حاصل کرنا ہے تو آپ اسلامی زندگی حاصل کیجئے اور اسلامی قوانین کے خود پابند ہو جائیے اپنے گھر والوں کو پابند کیجئے تب ملے والوں پر ان کی بات کا اثر ہوگا۔ پاکستان حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ ظاہر و باطن سے اسلام کے ندائی ہوں اور آپ کے عمل اور آپ کی وضع بقا ہی ہو کہ جو مطالبہ آپ کی زبان پر ہے اس کا جذبہ صداقت آپ کی دگ و پیسے میں سراپت کر چکا اور جب آپ کا اس جوش صادق کے ساتھ عزم راسخ ہو تو پھر پاکستان کا کوئی بھی روکنے والا نہیں۔

اس تقریر کی دل کشی نے مجمع کو مست بنادیا اور ہر شخص پاکستان کے جذبہ میں مرشار نظر آ رہا تھا؟



# آل انڈیائی کانفرنس کا فیصلہ

ان حضرات جنہوں نے اس سال پاکستان کے متعلق  
مولانا محمد نعیم الدین صاحب علم آل انڈیا  
سنی کانفرنس - مراد آباد پورہ  
میں اپنی پوری ساری ساری فکر و خیال اور  
ایک عجیب و غریب روش کی بنیاد پر اور  
کچھ اور کچھ کی تقریروں پر غور کرنے کے بعد اس  
تقریر پر پہنچے ہیں کہ ان کے خیال میں مسلمانوں کے  
حقوق کی خاطر پاکستانی علاقے میں جو مسلمانوں کے  
میں ان کے لئے کوئی بہتری نظر آتی ہے۔ بلکہ  
جاری شکل میں پاکستان کے نہیں ہو سکتی۔ پاکستان  
کے متعلق یہ اعتراض کہ وہ دو ریاستوں پر مشتمل  
ہو گا۔ وہ ان کے درمیان صلہ میں کافی حد تک  
اس صورت میں ایک پاکستانی ریاست و دوسری  
پاکستانی ریاست سے تعلقات قائم رکھے اور ان کے  
بیماری رکھے ہیں ورنہ یہاں غیر یکجہتی کی  
سواء اقلیت اور تین سو لاکھ کی تعداد ہوگی اس  
اعتراض سے یہاں یہ بتایا کہ ہم اپنے مطالبہ پاکستان  
میں اپنی اہمیت و کھربوں کو ان دونوں ریاستوں  
کے باہم مصلحت قائم کرنے کے لئے بعد ضرورت  
رہے ہیں اور بھی عن حیاتیہ۔ بعضوں کے اشیاء کا  
شکر یہ بھی کانفرنس پر ہوگا پاکستان سے دست بردار  
ہوگی۔

اگر بالفرض مسئلہ متعلقہ  
پاکستان سے دست بردار ہو جائے تو  
سنی کانفرنس اس میں ان کی موافقت نہ کرے گی  
اور اپنا مطالبہ پاکستان ضرور حاصل کرے گی  
مسلمانوں کا یہ حق ہوگا  
وہ ہے گا۔ وزارتی مشن  
نے یہ صاف لکھا ہے  
کہ متحدہ وگروپ کے  
اندوختہ ہیں مسلمان  
اقبیت کے حوالہ  
عزت آبرورہیں  
زبان تہذیب کی خطا  
کون مٹا نہیں ہوگا۔

مطالبہ پاکستان متعلق  
آل انڈیائی سنی کانفرنس  
کا تاریخی فیصلہ



# سنی کانفرنس کی چھٹی (ضلع اٹاوہ) منعقدہ ۱۱ فروری ۱۹۴۶ء

زیر صدارت مولانا ابوالخاتمہ سید محمد محدث کچھوچھو  
تعدادیرہ : حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی  
حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی

گزشتہ صفحات میں مذکورہ بالا سنی کانفرنس کا خطبہ صدارت  
سید مصباح الحسن مودودی درج ہو چکا ہے۔ اس اجلاس کی دو  
اہم تقریریں کا خلاصہ جو مولانا اعجاز حسین، ناظم سنی کانفرنس کچھوچھو  
(ضلع اٹاوہ) نے قلمبند کیا تھا، درج ذیل ہے۔

وہ سنی کانفرنس کچھوچھو کا آخری شاندار اجلاس ۱۱ فروری ۱۹۴۶ء کو بعد نماز عشاء شروع  
ہوا۔ حاضرین کی تعداد ہزار لاکھ تھی..... حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب  
مراد آبادی (ناظم اعلیٰ آل انڈیائی سنی کانفرنس) نے اپنی نامزد تقریر میں مسلمانوں کو بتایا  
کہ وہ احکام اسلام کی پابندی کرتے ہوئے پاکستان کے حصول کی کوشش کریں اور اپنے  
اندر اسلام کی اطاعت کا جذبہ پیدا کریں اگر مسلمان دین مبین کا جذبہ پیدا کر کے متحرک ہو گئے  
تو مستقبل قریب میں پاکستان کا اس جانا دشوار نہیں اس کے بعد آپ نے کانگریس کی ہندوانہ  
ذہنیت پر تبصرہ فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت صدر الشریعت مولانا محمد علی صاحب مفتی اعظم  
نے اہل سنت کی تفسیر اور اتحاد و اتفاق پر زبردست تقریر فرمائی۔

تمام مجمع حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی پر پگینڈہ مکرئی



آل انڈیا سنی کانفرنس کی تقریر کے لئے مضطرب تھا اور برابر تقاضے کئے جا رہے تھے کہ حضرت مدد و تحریک فرمائیں، چنانچہ آپ نے کپتان عبدالرشید صاحب کی رہائی کے مطالبہ کا انویوشن اپنی پرجوش تقریر کے ساتھ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت نے کپتان عبدالرشید کی سزا پالی کے معاملہ میں جو نا عاقبت اندیشانہ طریقہ اختیار کیا ہے وہ مسلمانان ہند میں بھجان عظیم پیدا کر رہا ہے اور عام و خاص طور پر ہر مسلمان اپنے ایک خادم بھائی کی اعانت کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہے میں مسلمانوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس معاملہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قائد کے احکام کا اٹھانہ کریں کیونکہ انتخابات کی ہم کام کا کام ہنوز سر پر ہے اسے کامیاب بنانا سب سے مقدم ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد حضرت مولانا سید محمد اشرفی صاحب محدث مدظلہ اہل انڈیا سنی کانفرنس نے اپنا خطبہ ارشاد فرمایا جس میں پاکستان پر قوی ترین دلائل تھے کانگریس اور اس کے کارندوں پر تنقید فرماتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ حلقہ جات میں کانگریس کو ہزیمت دینے کی ہر گز سعی کریں آل انڈیا سنی کانفرنس اور اس کے تمام ارکان اپنی تمام تر کوششیں حلقہ جات انتخابات میں کانگریس کی مخالفت میں صرف کر رہے ہیں۔ حضرت کے خطبہ کے بعد مولانا مصباح الحسن صاحب مدظلہ نے حضرات علماء شائخین کا شکریہ ادا کیا۔ اہم تجاویز منظور ہوئیں۔ ۲۴ فروری کو تمام اکابر علماء و اہلین ہوئے؟ (اخبار روپڑہ سکندری راپورہ مطبوعہ ۱۸ مارچ ۱۹۵۶ء ص ۶)

# اجلاس انجمن نعمانیہ ہند لاہور

منعقدہ ۳ مئی ۱۹۴۶ء بمقام شاہی مسجد

ذیہ صدارت :- حضرت خواجہ محمد قمر الدین سجادہ نشین سیال شریف  
فخر ملت مولانا عبدالحمید بدایونی، ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس  
کی تقریر کا خلاصہ

سہ ماہی ۱۹۴۶ء کو شاہی مسجد لاہور میں مرکزی انجمن نعمانیہ ہند کا ساٹھواں سالانہ اجلاس شروع ہوا، صدارت کے فرائض حضرت صاحبزادہ خواجہ محمد قمر الدین سجادہ نشین سیال شریف نے انجام دیے، مولانا عبدالحمید قادری بدایونی نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی تمام ضروریوں کا واحد حل قیام پاکستان میں مضمر ہے، پاکستان دس کروڑ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال بن چکا ہے ہم آزادانہ زندگی بسر کرنے کے لئے یا تو پاکستان حاصل کریں گے اور یا مٹ جائیں گے دو ٹوک فیصلہ کی گھڑی آ پہنچی ہے ہم پاکستان کی راہ کے ہر دروازے کو ہٹا دینے کا عزم بالہزم کر چکے ہیں، ورنہ قیام پاکستان کو تبدیل کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا اگر دس کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت (مسلم لیگ) کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کے نتائج نہایت المیہ بنوں گے۔

پہلی کو انجمن نعمانیہ کے سالانہ اجلاس کی نشست اسلامیہ کالج کے میدان میں منعقد ہوئی۔ حضرت پیر صاحب مانگی شریف (صاحب مرحوم) نے سہ پہر کی نشست کی صدارت کی اس اجلاس میں مولانا عارف اللہ صاحب میرپٹھی اور مولانا عبدالحمید صاحب بدایونی نے تقریریں کیں۔ (اخبار روپڑہ سکندری راپورہ مطبوعہ ۱۹ مئی ۱۹۴۶ء ص ۵)



## سُنی کا نفرنس شاہجہان پور (یو پی)

منعقدہ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ / مئی ۱۹۴۶ء

تقریر: حضرت مولانا مفتی محمد دانش علی خدیوی صدر مدرس مدرسہ فیضیہ ام شاہجہانپور

میں ایک مقصد کے لئے ہم اور آپ یہاں جمع ہوئے ہیں وہ نہایت ہی اہم ہے۔ ضرورت ہے ہندوستان میں نہایت کی تبلیغ و اشاعت کرنے والی پہلی جماعت ہے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس سے قبل آپ حضرات اپنے اس فریضے کو بھولے ہوئے تھے یہ بھی مطلب نہیں کہ قبل ازیں تبلیغ منعقد تھی بے شک کسی زمانہ میں ہماری تبلیغ کا سلسلہ منقطع نہ تھا یہ مقدس کام حاکمان دین قنین ہمیشہ انجام دیتے رہے ہاں ضرورت تھا کہ پیشتر یہ سب کچھ انفرادی طور پر ہوتا رہا ممکن ہے کہ از مہماضیہ کے لئے وہی طریقہ النسب ہو مگر اب وہ نفاذ نہیں رہا۔ آج جبکہ دنیا کا ہر فرقہ منظم ہے عالم میں انقلاب کی آندھیاں چل رہی ہیں جو نہ صرف ملکوں کو بلکہ قوموں کو اپنے طوفانی تھپیڑوں میں لے کر تباہ و برباد کرنا چاہتی ہیں۔ ہمیں اس نازک دور میں طوفانی کشمکش میں اپنا سچا مذہب و ملت باطل کے اختلاط سے بچا کر محفوظ رکھنا ہے اپنی تہذیب کچھ روایات و دنیا کی تمام قوموں اور مذہبوں سے ممتاز رکھنا ہے۔ دنیا کی ہر قوم عالم کا ہر فرقہ اپنی اپنی تنظیم کو رہا ہے اپنی پوری قوت کے ساتھ خود اوقات زمانہ کا مفاد کرنے کو تیار ہے ہندو ایک طرف اپنی طاقت بڑھا رہا ہے اور چاہتا ہے

کہ مسلم اقلیت کو اپنی اکثریت کے معادہ میں متحدہ قومیت کا چورن کھا کر ہضم کر جائے دوسری طرف ایک وہ فرقہ بھی ہے جو ہمارے ہی بھائیوں کا ہے ان میں ہمارا ہی مغل و دور رہا ہے کوتاہ فہمی نے انہیں باطل عقائد کا شکار بنا دیا ہے ہدایت کے سیدھے راستہ سے ہٹ کر گمراہی پر مجتمع ہو گئے فرعون و قارون کی حمایت بھی انہیں حاصل ہو گئی ہمارے درمقابل منظم ہو کر آگئے کھلم کھلا ہم کو گمراہ کہہ کر عامۃ المسلمین میں مخالفت دے دینی پھیلانے کی شرمناک کوشش کر رہے ہیں عامۃ المسلمین ان کی مقدس صورتوں سے دھوکہ کھا رہے ہیں۔ گمراہ اور گمراہوں فرقہ ایک حد تک عام اور جاہل مسلمانوں میں اپنی علامت و تشیخ تقدس و توسع خطابت و کتابت کا رنگہ جمانے میں کامیاب بھی ہو گیا ہے قیسری طرف وہ گمراہ ہیں جو مسلمان ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں مگر سچے مسلمانوں عالمان مذہب نبویہ کو کافر سمجھتے ہیں بڑا بھلا کہتے ہیں۔ زبان طعن و تشنیع دراز کرتے ہیں تہذیب جدیدہ اور علوم مشرقیہ کے بل بوتے بہت کچھ گمراہ کن اور ہنسک پروپیگنڈا کرتے ہیں اور سب کے سب منظم ہیں اگر کوئی فرقہ غیر منظم تھا تو وہ جس کی ہوا میں تنظیمی پروگرام منظر ہے۔

آج جبکہ آزادی ہند کا مسئلہ درپیش ہے وہ دن قریب ہے کہ قومی حکومتیں بنائی جائیں قومی حکومت کا ٹھوس ضروری اور منصفانہ مطالبہ کرنے والی جماعت صرف مسلم لیگ ہے جس نے نہایت بیدار مغزی کے ساتھ عامۃ المسلمین کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ قومی حکومت بنے گی اور ضرور بنے گی خواہ مسلمانوں کو قربانیاں دینی پڑیں۔ خون بہانے کی ضرورت پیش آئے۔ ہر اور احد کا خاکہ دوبارہ مرتہ پانی پست کا میدان سرگردا ہو بہر حال مسلمان پاکستان حاصل کرنے



کچھ کر سکتا ہے بحمد اللہ مسلمان مرنا بھی جانتا ہے اور جینا بھی۔ وہ حصول پاکستان میں اپنے  
 غم کا آخری قطرہ تک بہانے سے دریغ نہ کرے گا۔ کیونکہ پاکستان ہی میں مسلمانوں کی  
 آزادی کا راز مضمر ہے۔ ہندوستان میں اسلام بغیر پاکستان کے آزاد نہیں رہ سکتا ہے  
 تبلیغ سنت کے لئے پاکستانی اسلامی حکومت کا قیام از حد ضروری ہے تاکہ جمہوری حکومت  
 ہر فقیہ قانون، خدائی رواج ہو۔ ہر رنگ پر شہادت کی بھار، دھت کی بھار ہو۔ آزاد  
 ہندوستان میں آزاد جمہوری ملک ہی اس کی ضمانت ہو سکتی ہے۔ مسلم ہند  
 کا فرض ہے کہ ہر گراں سے گراں قیمت پر پاکستان کا سودا خریدنے کے لئے کمر بستہ رہے  
 ہم حق پر ہیں خدا ہمارے ساتھ ہمارا مطالبہ کم سے کم ہے۔ منصفانہ ہے خدا بھی جاری  
 ضرور دے کرے گا انشاء اللہ و رسولہ ہم اس مقدس نصب العین کو حاصل ہی کر کے  
 ہی دم لیں گے۔

ہندو ہماری آزادی کا مخالف ہے وہ مہاسیٹھی ذہنیت رکھتا ہے رام  
 راج کے قیام کے خواب دیکھ رہا ہے۔

ہر طرف سے مخالفت کا جھوم جو سیاسی و تمدنی ٹیٹیوں کی آڑے کر دین بیضا  
 کو شکار کرنا چاہتے ہیں علمائے اہل حق نے اس ماحول کی بنیادی عالم باعمل حضرت  
 مولانا محمد براہیم صاحب فریدی سستی پوری مدظلہ نے بدایوں اور بریلی کے علماء  
 کے پچھڑے بڑے دل ملانے کی کامیاب کوشش کی جس کا نتیجہ آج ہم آنکھوں سے  
 دیکھ رہے ہیں کہ صدرالفاضل حضرت مولانا نعیم الدین صاحب کی کوششوں نے حضرت  
 محدث اعظم سید محمد صاحب کچھوچھو کی امداد نے حاطن سنیت کا منتشر شراذہ مجتمع  
 کیا اور سب کو ایک مرکز پر متحد کر دیا جس کا پہلا اجلاس خطیب شہر حضرت مولانا  
 عبدالغلام صاحب بدایوں کی کوششوں سے نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔  
 جو اہل حق و شریعت کے ہمارے تبلیغی دور نہایت کامیابی کے ساتھ شروع ہو کر ترقی کی راہ

میں گامزن ہو رہا ہے پر آشوب اور پر فتن زمانے میں ضروری تھا کہ اسلامیان ہند  
 کی سیاست کے علاوہ ایک ایسی مذہبی تنظیم قائم ہو کہ جو آفتاب نبوت کی روشنی میں غا  
 مسلمانوں کو سیاسی و مذہبی راستہ دکھائے مفاد عامہ پر دینی نقطہ نظر سے غور کرے ان کے  
 فلاح و بہبود کے لئے کوشاں ہو۔ سننے ہیں کہ اتحاد کسی زمانے میں مسلمانوں کا حصہ تھا کہتے  
 ہیں کہ اتفاق وحدت کو مسلمانوں کے علاوہ کوئی جانتا ہی نہ تھا۔ مسلمان کھانا کا قول ہے  
 کہ خدائی وحدانیت اور کعبۃ اللہ کی مرکزیت نے دراصل لونی و قبائلی امتیازات کو مٹا کر  
 اصل انسانی وحدت کی خبر دی ہے اسی اتحاد کے بل بوتے پر ہم نے دنیا کے اکثر حصے پر  
 حکومت کی ہے اور ہندوستان پر بھی۔ لطیف و انتفاہ گہی ہندوؤں کا مغرائے امتیاز تھا۔  
 اسی بنیاد پر ہم ہمیشہ ان پر خدا کا نام لے کر فقیاب بڑھتے رہے اب یہ اخوت و اتحاد  
 خواب خرگوش ہو گیا ہندو ہم سے زائد منظم ہے ہماری ایک ایک کر کے ابھی عادتیں  
 اس نے اختیار کرنا شروع کر دیں ہم ان کو بھڑکتے گئے، بیچو ہمارے سامنے ہے جن پر  
 ہم حاکم تھے ان کی وہ باتیں آج ہمارے سروں پر مسلط ہیں علی الاعلان ہم پر مقام سورج  
 اور سوچکے ہیں، علی گڑھ بھجور کی بھانسی کے واقعات تازہ دل و جگر میں خراش پیدا کر رہے  
 ہیں مسجدوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے، ہم شہنشاہوں کے انوس کر کے یا چند غلامانہ تجویزیں  
 پاس کر کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ دہری غلامی غیظ ہے ایک انگریز کی دوسرے ہندو کی  
 ایک مشرک دوسرے اہل کتاب ایک وزارت دوسرے سامراجی ذہنیت کی شہنشاہیت  
 یہ لعنت ہم پر کیوں ہے، غلامی کا جو اجماعی گردن پر کس لئے ہے جواب ایک اور حرف  
 ایک ہے اور وہ یہ کہ ہم صرف نام کے مسلمان ہیں نہ ہمارے اعمال و انحال ہی ٹھیک ہیں  
 اور نہ تنظیم ہی درست ہے۔

پس اگر ہم شعائر اللہ کی حرمت چاہتے ہیں تو اعلان کلمۃ اللہ کر کے مسلمانوں کو باعمل  
 ایمان کرسم باطنی کی تاریخ و مہرانا چاہتے ہیں کھوئی ہوئی عظمت واپس لینا چاہتے ہیں تو ہمارا



اولین فریضہ ہے کہ ہم خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر سر جھکانیں اور دوسروں کو اس طرف متوجہ کریں۔ سنی کانفرنس اسی مقصد کے لئے قائم ہوئی ہے کہ فرزندان توحید کو جس اللہ کے رشتہ میں جگہ کرنا اعلیٰ بناوے اقتصادی و مذہبی کمزوریوں کا علاج قیام کرے۔ ملنی نبی کی عزت و عظمت کا سکھ دل کی گہرائیوں میں جماد سے انسانوں کی گرو میں خداوند قدوس کے دربار میں جھکا کر دنیا و مافیہا پر سر بلند کرے موجودہ انقلابات کے طوفان سے دین فطرت کو محفوظ رکھے۔ آخر میں فرزندان توحید سے گزارش ہے کہ وہ اپنے مذہب و ملت کو ترقی دیتے ہیں ہمارا مآخذ بنائیں۔ سنی کانفرنس کے زعماء و علماء کے احکام پر اپنا سر جھکانیں اور جماعت کو وسیع بنانے میں اپنی اسکانی کوششیں صحت کر دیں و آخر عوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(اختیار و بدین مذکورہ را مہور ۲۶ مئی ۱۹۴۹ء در ۸ ص ۷۰۶)



## اجلاس سنی کانفرنس

پھپھوند متعہ ۲۰ - مئی ۱۹۴۹ء

ذیہ صدات ۱ - پیر زادہ حضرت بشیر میاں صاحب خیر آبادی  
مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس  
کی تفتیر کے خلاصہ

نوٹ : سنی کانفرنس پھپھوند کے اس اجلاس میں مولانا سید معراج

الحسن زریب آستانہ پھپھوند نے مولانا بدایونی سے فرمایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس،

بنارس کی پاس کردہ تجاویز مسائل حاضرہ اور مذاق ذیلی گیشین کی سفارشات

نیز مسئلہ پاکستان پر اہل سنت و جماعت کے موقف پر روشنی ڈالیں۔

چنانچہ آپ نے اپنی تقریر میں جو ارشاد فرمایا، اسے مولانا سید اعجاز حسن،

سیکرٹری ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس پھپھوند نے ضبط تحریر میں لا کر طبع کروادیا۔

مسئلہ خطبہ کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس چاہتی ہے کہ مشائخ و

علمائے اہل سنت میں باہمی ارتباط پیدا ہو ہماری خانقاہوں کو تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنایا جائے

بزرگوں کے اسرار سے ہر مرید ایک جذبہ دینی لے کر جائے۔ مدارس دینیہ منظم ہوں عنقریب

دکال انڈیا سنی کانفرنس کے مجوزہ پروگرام کے مطابق ایک دارالاساتین بدایوں میں کھولا جائے

کا جہاں سے مہلین تیار کر کے مختلف قطعات میں روانہ کئے جائیں گے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس مسائل حاضرہ میں مذہبی حیثیت سے رہنمائی کرے گی ہماری

کانفرنس بنارس میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے کرے گی کہ اکثریت والے موجدات



میں صرف وہی حکومت اسلامی حکومت کہی جاسکے گی جو قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق بنائی جائے اور ایسی حکومت کے حصول کے لئے بنانا ہر شیخ طریقت اور عالم ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے، مگر پاکستان پر حضرت ممدوح نے اپنے خاص انداز میں روشنی ڈالی۔

آخر میں آپ نے فرمایا مجھے بکثرت احباب و زرائع کی کمیشن کی سفارشات پر استغواب کر رہے ہیں جو کمال انڈیا مسلم لیگ کے صدر قائد اعظم نے ہندو کوئی بیان نہیں دیا ہے۔ اس لئے میں فی الحال اس پر زیادہ تفصیل سے کہنا مناسب نہیں سمجھتا، لیکن ذاتی طور پر میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ مشن مسلمانوں کو اپنے گورکھ و ہندے میں بچانا چاہتا ہے۔ مشن کی سفارشات کریں مشن سے بھی بدتر ہیں، کہیں کہیں مشن نے مسلمانوں کے آنسو پیچنے کی مصحفہ خیز کوشش کی ہے نہ تو مطالبہ پاکستان ہی تسلیم کیا گیا ہے نہ مسلم لیگ کے پیش کردہ دوسرے اہم اجزاء پر دیانتداری سے رجوع کی گئی ہے۔ اکثر و بیشتر کانگریس کی ترغیب کرتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو وزراء کے پورے کے پورے الفاظ صفحات پر نقل کر دیئے گئے ہیں۔ سفارشات حدودہ گراہ کن ہیں البتہ جماعتی حیثیت سے مسلم لیگ کا جو بھی فیصلہ ہوگا اس پر عمل کیا جانا ضروری ہوگا۔ مسلم لیگ ورلڈ کیٹی اور کونسل کی میٹنگوں میں یقیناً اس سفارشات پر بحث لائی جائے گی۔

مسلمانوں کی سیاسی زندگی کے لئے پاکستان کے سوا کوئی دوسرا طریقہ حکومت قابل عمل نہیں ہو سکتا۔ مسلمان اس راہ میں ہر مصیبت کے لئے تیار ہیں۔

حضرت خطیب اعظم کی جد آفریں تقریر نے سامعین کے قلوب پر اپنے گہرے اثرات قائم کر دیئے۔ آپ بیعت مولانا قاضی یوسف صاحب رحمانی ۱۲ مئی کو فیروز آباد کے جلسہ مسلم لیگ کی شرکت کے لئے چھوٹے سے واپس ہوئے۔

(راجا راجندر سنگھ بھٹی، ۱۹۵۶ء، ص ۵۶)

سٹی کانفرنس کراچی منعقدہ ۱۲-۱۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء

زید صدارت :- مولانا قاری شاہ غلام رسول قادری

مولانا عبدالحامد بدایونی کی تقاریر کا خلاصہ

از قلم صاحبزادہ علمی قادری نائب ناظم جمعیت سنہ جامعہ قادریہ کراچی

حضرت مولانا الحاج شاہ عبدالحامد صاحب قادری بدایونی ریپوبلیکن میکروسی آل انڈیا سٹی کانفرنس (وامت بکا لے اپنی ہر دو لود انگریز تقاریر میں آل انڈیا سٹی کانفرنس کے دیرینہ غائبوں کی بارہ تیرہ سالہ سیاسی و مذہبی خدمات اور تعاون خیر کی درخشندہ کامیابیوں کا تذکرہ فرمایا جو ”مسلم لیگ“ کو حاصل ہوئیں۔ دوران تقریر آپ نے غداران ملت کانگریسی مسلمانوں اور ہندو لیڈروں کی مسلم کش پالیسی پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو کانگریسیوں کے ”کونٹریٹ انڈیا“ والے نعرے کو یاد رکھنا چاہیے جو موجودہ عبوری حکومت کے طرہوں سے سوراخ مانگنے والوں کی آنکھوں کو خیر و کرہا ہے، اور ہندوستان کی مقبول عام ”اُردو زبان“ کی تحریک کے لئے آسان و سہل اردو تلفظ کی بجائے ہندی انتہائی ناگفتہ بہ تلفظات کو اس میں جبراً ٹھونسنا جا رہا ہے۔ ہندو پاکستان کے بننے کے کیوں ڈرتے ہیں اس لئے کہ ان کو ہندوستان بابوں سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہ سارے ہندوستان پر قبضہ نہ جمالیں، مجھے تحریک خلافت کے لیڈروں سے گفت و شنید کرنے کا بھی موقع ملا ہے اور میں ان کے ساتھ شریک کار رہا ہوں، یہ حضرات مولانا



شوکت علی و محمد علی نور اللہ مرتدہ کی بیویوں کا صدقہ ہے جنہوں نے گاندھی کو سیاسی گرو سمجھا  
 علاوہ انہیں، میں ان نام نہاد مسلمانوں سے پوچھتا ہوں جو کہتے ہیں کہ "سنٹی کا نفرت"۔  
 کیوں بنی؟ میں دریافت کرتا ہوں کہ "جمیٹ علامتے اسلام" کیوں بنی؟ جب وہ بھی تو یہ بھی  
 بنی۔ اور جمیٹ العلماء اسلام کے صدر مولانا بشیر احمد عثمانی بن گئے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں  
 کہ جمیٹ العلماء اسلام ایسے افراد پر مشتمل ہے جو پہلے کانگریس کے اجراء دارہ تھے۔  
 اس کے علاوہ اکثر علماء ایسی درس گاہ کے فارغ التحصیل ہیں جو کانگریس کی روایت کے نشوونما  
 کی حامل ہے۔ اور آج اس پر دیر نہ لگا جھنڈا "لہرا یا عباد ہے" مولوی حسین احمد جو خود کو  
 "بدنی" کہلاتا ہے اور عین اشرافیہ میں اپنی زبان سے کہہ رہا ہے کہ "ہندوستان میں مرنا  
 اور کانگریس کی خدمت کرنا جو اور سول میں مرنے اور مسجد بنوی میں درس دینے سے افضل  
 ہے" (نور اللہ من سواد العقائد)

اس کے برعکس میں بڑے فحشے کہتا ہوں کہ مسلم لیگ "کو مزاج پر پہچانے والے  
 خدا کے فضل سے" "سنٹی کا نفرت" اسی کے دیرینہ نمائندے اور سربراہ اور وہ حضرات تھے اور  
 ہیں۔ مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی مرحوم کون تھے؟ میرے بھائی مولانا محمد الماجد قادری  
 بدایونی علیہ الرحمہ کون تھے؟ مولانا فاخر علیہ الرحمہ کون تھے؟ یہ منصب کے سب سنی کانفرنس  
 کے نمائندے اور مسلم لیگ "کو پروان چڑھانے والے بہترین سیاسی لیڈر تھے میں سب  
 حاضرین جلسہ سے دریافت کرتا ہوں تم بھی یوں آیا سنی کانفرنس کے یہ اصول مثلاً خانقاہی  
 اصلاحی نظام "دینی مدارس و مساجد کی تنظیم" "مرکزی دارالافتاء دارالمصلحین" کا قیام لہذا  
 ہے ۹۔ سب حاضرین نے متفق ہو کر کہا "نہیں ہرگز نہیں"۔

تو پھر آپ سب کو میں وہی بات کہہ دیتا چاہتا ہوں جو ایک ہفتہ قبل قائد اعظم سے  
 کہی تھی کہ اگر مسلم لیگ اپنے مطالبہ پاکستان سے ہٹ گئی تو کیا پروا و مگر آل انڈیا سنی  
 کانفرنس ہرگز مطالبہ پاکستان سے نہیں ہٹ سکتی، اگر خدا نے چاہا اور اس کے مقدس

(دہلی سکندری راپور جلد نمبر ۸، شمارہ ۴۴)  
 مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء ص ۳۰



## سنحی کا فلسفہ کراچی

منعقدہ ۱۲-۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء

زیر صدارت: مولانا قاری شاہ غلام رسول قادری

علامہ محمد عبد العظیم صدیقی میرٹھی کی تقریر کا خلاصہ

از قلم :- صاحبزادہ علمی قادری نائب ناظم جمعیت سنحی جامعہ دربار کراچی

شیخ: املت، امیر الطریقیت حضرت علامہ الحاج شاہ محمد عبد العظیم صاحب قبلہ صدیقی میرٹھی دامت برکاتہم نے تقریر فرمائی جو مسلم اور غیر مسلم دونوں طبقوں میں بے حد پسند کی گئی۔ آپ نے اپنے مخصوص طریقہ تبلیغ سے قرآن و حدیث اور فلسفہ و سائنس کے جدید نظریہ پر نظام الہی کے عالمگیری اصول اطاعت پر نہایت ہی عمیق ترین تحقیقات و فاضلانہ تقریر سے یہ ثابت کیا کہ موجودہ کانگریسی حکومت کے نظام عمل اور ہمارے پاکستانی نظام عمل میں ایک ایسا خلک بیا فرق ہے کہ جس کو ہم کسی صورت منظور نہیں کر سکتے۔ ہمارا پاکستانی نظام عمل ایک مافوق البشر کا لایا ہوا، سمجھا ہوا زمانہ ہائے ماضی، حال، مستقبل کے تمدنی قوانین پر منتج ہے۔ دنیاوی حکومتوں کے قوانین لمحہ بہ لمحہ، روز و شب ترمیم و اضافہ کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں مگر اس مافوق الفطرت ہستی (یعنی حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا لایا ہوا قرآنی نظام عمل اور قوانین حکومت ترمیم و تبلیغ سے مبرا زمانہ ہائے ماضی و حال مستقبل پر حاوی ہے۔

ایک پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ گذشتہ آسمانی کتب اور الہامی لٹریچر جس پر یہود

و نصاریٰ اور دوسری غیر مسلم قوموں کو دعویٰ ہے کہ یہ واقعی آسمانی و الہامی کتب ہیں پورے وقتوں سے نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا دین سچا اور ہماری کتابیں ہر نوعیت کے تغیر و تبدل اور ترمیم و تبلیغ سے پاک ہیں۔ جہاں تک میری تحقیق ہے ایسی پروفیسر کی میں بجا تردید کہتا ہوں کہ یہ خود ساختہ کتابیں "آئندہ قید" کے ہزار ہا سالہ مدونہ تعلیمی نسخوں کا تراجم کیا

دنیاوی حکومتوں کے بڑے بڑے ماہر علوم فلکیات نجوم و جبر اپنی جنس گوئیں پر پورے و ثوق سے کوئی مد نظام حیات نہیں مرتب کر سکتے۔ کہتے کچھ ہیں اور ہرنا کچھ ہے۔ لیکن ہمارے مد قدرتی پاکستان کا حقیقی بانی و علمبردار ماسیطی عن الہوی (ان ہوا الحق) یوحی کی تائید خداوندی سے مبنی نوع انسان کے لئے ایک مکمل نظام حیات پیش کر رہا ہے۔ ہمارے مشائخین و صوفیائے کرام جو "مکر و مکرر" سے خائف ہیں میں بیٹھے ہوئے اپنے اعلیٰ اجریلوں کی ہلاکت اور بہادروں کے ضلح ہونے کے تاسف میں خلوت نشین ہو گئے تھے۔ آج پھر نئی جانیادان اسلام کی فوج کو تعلیم و تربیت دے کر میدان میں لا کر آ کیا ہے۔ کہاں گئے وہ طع و دینے والے آئیں اور دیکھیں کہ ہمارے صوفیاء و مشائخ نے اپنی روحانی قوت سے جو خاموش بیٹھے ہوئے خائف ہوں ہیں "پاکستانی لشکر" کی تعلیم و تربیت میں مشغول تھے کیا کام کیا ہے!

علامہ موصوف نے آیت ولہ تسبوا الذین الخ کو استدلالاً پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا خدا کسی کے مذہبی اقتداروں اور بزرگ ہستیوں کے سبب و شتم کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ یہاں تو شمشیر عشق کے کارنامے ہیں بمصدقہ

بسیار دیدہ ام کہ یکے راہ دو کرد و تبلیغ شمشیر عشق ہیں کہ دو تن را یکے کند آج ہمارے خانقاہ نشین و مشائخین اور علمائے کرام و صوفیائے عظام اپنی مذہبی مرکوز تنظیم کے لئے اپنے منتشر شیرازے کو دامن اتحاد و تنظیم میں بیٹھنے کے لئے میدان عمل



میں تشریف لائے ہیں۔ اب میں اپنی تقریر کو ختم کرنے سے پیشتر "جمعیت سید" کو اپنی گزارش  
تقریری پروگرام پیش کرتا ہوں۔ میں تمام بلاد اسلام ملک عربیہ کی سیاحت کر چکا ہوں مگر جتنی  
دینداری ہندوستان میں ہے اتنی کہیں نظر نہ آئی یہ خدا کا فضل ہے لہذا جمعیت عالیہ  
سنی رضا کاروں کی تنظیم کا کام شروع کرے۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمعیت کے  
اداکین بنائے اور ہر محلہ کی مسجد کے ساتھ ایسے رضا کار بنائے جو اسلام کے بنیادی اصول  
فہم لفظ، نماز، حج، زکوٰۃ، کلمہ، پر حلف پابندی اٹھا کر خود بھی عمل کریں اور دوسروں  
کو بھی یہ دعوت عمل پہنچائیں۔

(منقول اخبار و بدیدہ سندی ریسرچ سوسائٹی، قندھار)

مطبوعہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۷ء ص ۳، ۴

حضرت علامہ سید محمد اشرفی محدث کچھو چھو

(صد آل انڈیائی سنی کانفرنس) کی تقریر

از قلم: صاحبزادہ علمت القادری

نائب ناظم جمعیت سنیہ جامعہ قادریہ کراچی

ہدایت المحدثین، رئیس المتکلمین حضرت علامہ الحاج سید محمد خدث صاحب قبلہ  
جیلان کچھو چھو (صدر اعظم آل انڈیائی سنی کانفرنس) دامت برکاتہم العالیہ کہنے کو "تبلیغی  
کانفرنس" انٹی سیٹاد تھری پرکاش کے سلسلے میں کراچی تشریف فرما ہوئے۔ مگر جمہوریت اسلامیہ  
کے مشن اور صدر اعظم آل انڈیائی سنی کانفرنس کی حیثیت سے مسلمانان کراچی سے جو  
خطاب فرمایا وہ سنی کانفرنس ہی کے اغراض و مقاصد کے متعلق تھا، اس لئے حضرت  
صدر اعظم مدظلہ کی بصیرت افزا تقریروں پر یہ کچھ محض جو تحت الشعور میں کم و بیش  
محفوظ ہے، سپرد قلم کرتا ہوں۔

حضرت صدر اعظم مدظلہ نے اپنی صدیقی تقریریں آیتہ ماکان اللہ لیڈر المؤمنین علی ما  
اتم علیہ حتی یبیر الخبیث من الطیب کی نہایت عمدہ تفسیر فرماتے ہوئے حالات حاضرہ اور  
سیاست موجودہ پر لطیف انداز میں تبصرہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا مجھے چند دیندار بھائیوں  
نے فضائل رسول پر کچھ بیان کرنے کی درخواست کی ہے اور چند لوگوں نے پاکستان کو قرن و عیش  
کی روشنی میں بیان کرنے کی التماس کی مگر یہ ایسی تبلیغی کانفرنس کا ہے اور ماشاء اللہ تین دن  
سے جس قسم کی ایڈیٹڈ تبلیغ اس ایجنٹ پر ہو رہی ہے، وہ تین دن سے دیکھ رہا



ہوں اور دفاع میں ٹوٹ کر رہوں۔ علاوہ ازیں اس سیاسی طیف فارم پر جہاں اور لوگ  
نے اپنے اصولوں کو خیر باد کہا ہے مجھے بھی اپنے ان اصولوں کو علیحدہ رکھ کر قومی و ملی اجتماعی  
نظریہ سے کچھ کہنا پڑے گا۔ اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اصول سمجھانے میں ایسی  
کوئی سخت مشکل کن پڑی کہ جس کے لئے کسی مذکر اور مؤنث کو نہیں چھوڑا جاتا اسے بھی اس طرح  
پر لانا پڑتا ہے۔

آج عالم دنیا میں "اسن السانیت" کی تلاش ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں اپنی اقتصاد اور مادیات تصرف "ایٹیم" وغیرہ سے اسن السانیت کی لہر دوڑانا چاہتے ہیں مگر ان کی باہمی طاقتیں نہیں پہنچتی۔ ہر ایک اپنے اقتدار کو کم میں لانا چاہتا ہے۔ اور دنیا کا یہی دستور چلا آ رہا ہے کہ اگر اسے کتنی ہی فائدے کی بات بتلائی جائے مگر وہ اسے نقصان دہ ہی سمجھتی ہے۔

خدا کا محبوب کائنات کے بسنے والوں کو بتلا رہا ہے کہ دنیا کی تمام چیزیں اور مخلوقات ہر ارضی و سماوی، چاند، سورج، مٹی، ہوا، پانی، آگ وغیرہ سب انسان کی خدمت گزار ہیں اور علاج و بہبود کے لئے خدمت گزار مقرر ہوئے ہیں۔ ہم ان کو اپنا حاکم مت تسلیم کرو اتنی قوت و استعداد پیدا کرو کہ یہ تمہارے حکوم ہو جائیں جس وقت خدا کے محبوب نے یہ پیغام سنایا کہ اس وقت سورج نے یہ نہیں کہا کہ اچھا تم لوگوں کو ہماری پرستش سے باز رکھتے ہو، ہم مدینے پر نہیں نکلیں گے سورج تو ان کے ادنیٰ اشارے پر اتنی مغرب سے لوٹ کر چلا آیا۔ مگر وہ انکے ماننے نہیں، چاند نے یہ نہیں کہا کہ تم لوگوں کو ہماری اطاعت سے منحرف کرتے ہو، ہم اب مجاز پر نہیں چکیں گے بلکہ چاند تو انگلی کے اشارے سے دو ٹوک سے رو گیا اور ارام چندر مانتے ہیں۔ حضور نے اپنی انگلیوں سے جہنم کے مقدس پانی کی طرح نہریں بہا دیں۔ جہنم

۱۔ مسلم لیگ کے جلسوں میں بعض مقامات پر عورتیں بھی خطاب کرتیں، عورتوں کا مردوں کے ساتھ اس طرح بے حجابانہ احتفاظ اور خطاب کرنا شرعی لحاظ سے قابل اعتراض ہے، حضرت سید محمد محدث کچھو کچھ پوری نے اس شرعی قباحت کی طرف اشارہ کیا۔ (مرتب)

نہیں۔ کفار عرب میں بھی یہی صد کا مادہ تھا۔ کہتے ہی فائدہ کی بات بتلائی جاتی تھی مگر وہ اسے نقصان دہ ہی سمجھتے تھے۔ بلکہ کفار عرب نے ”کافر گریس“ بنا کر اپنے اجابہ دار عالموں کی ایک جمعیت بنادی جو مسلمان عربوں کے لباس اور وضع قطع میں اسلام کی منافقت و مخالفت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں سرورِ عالم نے ممبر رسالت اور مسند نبوت پر رونق افروز ہو کر نہ کوٹہ بالا آیت شریفہ کے نازل ہونے کی اطلاع دی تو کافر گریس جمعیت اصرار کیا کہ یہ فقہیہ علم کے معاصر وہاں ہی چاہیے۔

حضرات آپ کو معلوم ہے کہ جہاں مجاہدوں کی تلواریں کام نہیں کرتیں وہاں یہ فقہ کا لم کے علاوہ بڑا کام کر جاتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ جنگ میں جب جاپان اور برٹش نبرو آزما تھے تو جاپانی فقہ کا لم کے ونگ ہمارے ہاں بڑی شورش مچا رہے تھے، کہتے تھے کہ بس کل سو برسے جاپان غلامی اور اسے آئے والا ہے اور انگریزوں نے چھوٹی ناک اور بھڑی انگوٹھ واسے لگے ہیں کو جاپان میں اس پیرو پیگنڈے کے لئے مقصد کر رکھا تھا۔ وہ وہاں اس کی تعریف اور بہادریوں کے بیان باندھ رہے تھے۔ اسی طرح ان کانگریس والوں نے جمعیت العلماء کو فقہ کا لم کا کارنامہ انجام دینے ان میں بھی دیا تھا۔ جب حضور نے یہ آیت شریف پڑھی تو ان کے کان کھڑے ہوئے کہ تو بھائی جبریل یہ کیا نیا پیغام لایا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس رسول کو غلام عظیم تھوڑا ہی ہے جو ہماری منافقت اس کو معلوم ہو جائے گی یہ تو ہمارے جیسا بشر ہے اسے ہمارے دل کا حال کیا معلوم ہے

جب وہاں سے کانگریس نے نوٹس بھیجا کہ جلدی اپنی کارگزاری کی رپورٹ بھیجو،  
ورنہ تہداری تنواہیں ضبط کرنی جائیں گی اور کھانا یا سب پاہر آجائے گا تو اب جمعیت اسکا  
کئے فقہ کلم کو پریشانی دامن گیر ہوئی۔ سوچ سمجھ کر جواب لکھ دیا کہ جب تم گائے کی دُم کو



چھوڑنا نہیں چاہتے تو یہ (مسلمان) ٹھکے داروں سے کیسے چھوڑیں گے، ہم اپنے کام میں مصروف ہیں، لاکھ لاکھوں نے جواب میں فقہ کا نام والوں کی تنخواہوں کا اضافہ کر دیا اور روپیہ کا لالچ دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اور کئی دیکر سات سو کی جگہ آٹھ سو ہزار والے کو بارہ سو لے گا، لگے رہو اپنے کام میں، ہاں مسجد نبوی میں جب حضور نے یہ بات پڑھی کہ اللہ تعالیٰ غیب کی باتوں پر کسی کو مطلع نہیں کرتا تو فقہ کا نام والوں کی جان میں جان آئی کہ جس پلہ چھٹکارا ہوا، اور جب مومنوں کے ظاہری حالات کا بیان کیا گیا تو ایک دوسرے کے لباس اور وضع قطع کو دیکھنے لگے کہ عمر کی ریش تو ایک مشمت کی ہے اور یہاں ہنجراری صاحب کی ڈیرہ محفوظ، صدیق کی پیشانی پر تو سچے کا واضح معلوم ہی نہیں ہوتا، اور یہاں کلام کے باپ نے مانتا رکھ رکھ کر روپے کے قریب واضح لیا، عثمان کا یہ پر تو ٹخنے سے اوپر اور یہاں مدنی صاحب کا اتنا لمبا کہ سرک کی گرد وغبار سب سمیٹ لے۔ جب حضور نے فرمایا، کہ خدا کے اختیار میں ہے کہ اپنے رسول کو غیب پر مطلع کر دے تو حضور علیہ السلام نے میرا نمبیت من الطیب کے لئے جڑے جلال میں آن کر کہا کہ اخراج فلاں ابن فلاں نکل جا یہاں سے اے فلاں فلاں کے بیٹے، تو بس جناب پھر نہ پوچھو کہ ان کی کیا گت بنی۔

صدیق نے کسی کو گریبان سے پکڑ کر گھینٹا تو علی نے کسی کی چٹیا سنبھالی تو جلال نے کسی کی کمر پر دست رسید کی اور کہا کہ خلیفہ پاکستان میں پلیدہ ستان کا یہ پاکستانیوں میں پلیدہ دوں کا کیا کام۔

اور آج کی یہ "ازم" نے تو دنیا کا خانہ خراب کر رکھا ہے۔  
**آزادی کی رٹ** | کہیں کیونرم تو کہیں نیشیٹ ازم اور دوسری طرف خاکسار آزادی اور احرار آزادی ریشیٹ آزادی یہ آزادی آزادی حر آزادی ہے کیا چیز کون سا جہاد کرنے والے مانگتے ہو؟ وہی جو نجدی نے حجاز میں کیا، کافروں اور مشرکوں سے نہیں،

صحابہ کرام اور اہل بیت مظلوم سے مرنے کے بعد ان کی قبروں سے جہاد کیا، ان کی ہڈیوں سے جہاد کیا، وہ رے قرآن اور حدیث کی حکومت، یہاں تو فقہ کا نام والے مشرعوں کی جناح کے پاس بھی گئے اور کہا کہ ہم قرآن و حدیث کی حکومت کریں گے، جہاد کریں گے، جہاد کس سے جہاد کرو گے، کہا ہم تو اجیر کا گنبد گرائیں گے، یہ بت خانہ بنا جو ہے، لاہور میں داتا گنج بخش کی قبر اکھاڑیں گے، جناح نے کہا نہیں یعنی ایسا کام مجھ سے تو نہیں ہوگا، عوام بگڑ جائیں گے، جب یہاں وال نہیں گئی تو لکھنؤ کا جاکر تقاریر اور اس سے کہا کہ ہم ہندوستان میں جہاد کریں گے، اس نے کہا کیا جہاد کیا، ہم اجیر کا گنبد توڑیں گے بگڑ گیا ہے کہا۔ ہمارے باپ کا کیا، جاکر کہے کہ توڑ دو، مدینہ کا گنبد گرا دو، تم خالی ہمارے ساتھ رہو جو چاہو سو کرو۔

آخر میں آپ نے فرمایا کہ "میں صدر آل انڈیا سنی کانفرنس کی جثیت سے اپنا کچھ مشن رکھتا ہوں اور مسلمانان کراچی کے لئے کچھ پیغامات لایا ہوں، وہ یہ ہیں کہ سب سنی نوجوان رضا کا دائہ خدمت انجام دیں اور اکھاڑے کے فنون کو دین اسلام کی خدمت کے لئے سیکھیں، جو کام بھی دین کی خاطر کیا جائے گا وہ عبادت الہی میں شمار ہوگا۔"

از اخبار دبیرہ سکندری رامپور جلد ۸، شمارہ ۵  
 مطبوعہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۴ء، ص ۵















# نوائے جمہوریت یا سُنی کانفرنس کا ترانہ

## سُنی کانفرنس منعقدہ اکولا (برابر) میں پڑھا گیا

از محترم مظہر جیلے پوری نے پریگنڈا ایکسپریس آف انڈیا سُنی کانفرنس فیہر پی و برابر

اعظم جمہوریت کے حافی منشاں پرمت نکالیں گے  
 ہمارا مولیٰ ہمارا لیڈ ہمارا قائد ابوالمحامد  
 کوئی جماعت کہ انہیں ہو کہ بزم آزادی وطن  
 یہ زعمہ تفریر یہ پیکر یہ قیمتی وقت کی تباہی  
 بلوس دلائل کی مجال کچھ پہ مقال کچھ ہے اور حال کچھ ہے  
 عقل ہی ہے جان و دل ہمارا عمل سے لیاں ہے انگلا  
 خدا کی ملت کے ہم ہیں حامی کہہ گا کیا نفعہ و دوی  
 بجائے تقسیم ہند مظہر کوئی حکومت اگر بنے گی  
 نہ امن ہرگز نصیب ہوگا ہزار فتنے اٹھا کریں گے

(راغوز از اخبار دبید بہ سکنڈری و امپور  
 مشغوعہ ۶ فروری سنہ ۱۳۸۰ھ میں)

ہو افسانہ اور  
 بشرہ حوت لے ٹبھار

آل انڈیائی کانفرنس  
 اور کھانا آگے کی لڑائی و ہنگام  
 لڑائی کی لڑائی ہے اس کے لئے  
 اور کھانا آگے کی لڑائی و ہنگام  
 لڑائی کی لڑائی ہے اس کے لئے

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے  
 انکس سیکھان کوئی جہاد و ازین کلمہ صلفہ جلد تیرے دین

نوائے جمہوریت کا ترانہ  
 نوائے جمہوریت کا ترانہ  
 نوائے جمہوریت کا ترانہ

دبید بسکندی  
 قلم سحر

شہر میں جاری ہوا

اس سال کی روایات سے کہیں دوسرے  
 اس سال کی روایات سے کہیں دوسرے

کینفتان

دبید بسکندی

رحمۃ اللعالمین

کتابت و صوبہ بہار اسلام

کتابت و صوبہ بہار اسلام

کتابت و صوبہ بہار اسلام

کتابت و صوبہ بہار اسلام

کتابت و صوبہ بہار اسلام

کتابت و صوبہ بہار اسلام



# قطر تاریخ پاکستان

تاریخ اساس نیک پاکستان

۱۹۶۴ء

کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ

۱۳۴۶ھ

از رؤفیسر جاد حسن قادری، سینٹ جانس کالج، آگرہ  
خلیفہ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ہو اقام جو پاکستان آخر  
سمجھتے ہیں اسے وہ مژدہ آن  
یہ دنیا کو ہے آزادی کا پیغام  
مساوات و اخوت کا علم دار  
ریاست کی مثال ہے مثالی  
سناؤں قادری قرآن شہنائی  
بھلی قسمت تھی ہندوستان کی اللہ  
جو سلام اور سکھ سے ہیں آگے  
شب تاریک میں ہے شعلہ  
سکون و عافیت کا پیش خیمہ  
سیاست کا زمانے کو نمونہ  
بتاؤں اس کی اک وجہ موجبہ

مسلمانوں کا پاکستان حق تھا

کہ تھا ارشاد "کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ"

شہید سید ابوالحسن علی ہاشمی رشتکی ۲۲ جولائی ۱۹۸۱ء  
پیش کردہ سید سید محمد شاہ ۲۲ جولائی ۱۹۸۱ء

# قطر تاریخ طباعت

خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس

از حضرت سید شرافت نوشاھی رحمۃ اللہ تعالیٰ

صد شکر کہ اس کتاب کا کل  
از پیر جماعت علی شاہ  
علامہ حامد رضا خاں  
شاہ عبدعلیم میرٹھی داں  
عبدالحامد بدایونی خوب  
ہم سید محمد محمد  
از سخی جلال دین محمد  
مجموعہ خطبہ ہے اجانی  
ہم فکر علی حسین بانی  
ہم شاہ نعیم دین مکانی  
ہم محمد عظمیٰ عیانی  
اں محرم جلوس نہانی  
مصابیح حسن شہ جہانی  
شد شرفیہ یوسف جاودانی

گو سال طباعتش شرافت  
خطبات جواہر معانی

۱۳۹۸ھ



## قطعہ تاریخ طبعت

خطبات آل انڈیا سنی کانسٹنٹ

نتیجہ مذاہن الطاہر فدا حسین فدا مدیر اعلیٰ مہر و ماہ لاہور

جلال دین قادری کی واللہ ہے کیا ہی تالیف دل نشیں یہ  
کہ جس کا ہر لفظ و حقیقت، حقیقتوں کا کھسکا ہوا  
جناب حامد رضا و حضرت امیر ملت کے جذب دل کا  
دل عدد کی رگوں پہ بیشک سدا ہی چلتا رہے گا آراء  
کہاں ہیں وہ مرد حق، مجاہد، کہاں وہ عزم و عمل سراپا؟  
تھا در دولت دلوں میں جن کے، تھا جن کا عشق نبی بہارا  
ترپ اک آزادی وطن کی تھی، جن کی رگ رگ میں کار فرما  
چمک رہا دم قدم سے ان کے وطن کی قسمت کا کھسکا  
یہ تفکر میں غوطہ زن جو فدا کے تاریخ گو ہوا تو  
سن طباعت پہ اس کے ملہم وقائع تاریخ ہے پیکارا

۹۸ھ ۱۳

## ناخذ و مراجع کتب

نمبر شمار	نام کتب	مؤلفین	سن و مقام
۱	آزادی ہند	پروفیسر امجد علی قادری	لاہور ۱۹۴۹
۲	اسلام انڈیا کی تاریخی و سیاسی تحریک	میاں عبدالرشید	۱۹۵۷
۳	اسلام اور قائد اعظم	محمد رفیع شاہد	۱۹۴۹
۴	اعلیٰ حضرت مولوی کی سیاسی بصیرت	سید نور محمد قادری	۱۹۷۵
۵	اکبر شہزاد پاکستان	محمد صافی قصوری	۱۹۷۱
۶	انقلابی افکار و مجاہدین اسلام	سید محمد رشید احمد چوہدری	۱۹۷۲
۷	پاکستان کی تاریخ و تہذیب	علامہ شبیر احمد عثمانی	۱۹۷۲
۸	تاریخ نظریہ پاکستان	پایم شاہجہاں پوری	لاہور ۱۹۷۰
۹	تحریک پاکستان اور آئین پاکستان	پروفیسر مرزا پرویز میرا پوری	۱۹۷۲
۱۰	تحریک پاکستان اور علامہ اقبال	سید محمد صادق قادری	۱۹۷۲
۱۱	تحریک پاکستان اور فلسفہ علامہ	چوہدری حبیب احمد	۱۹۷۲
۱۲	تحریک و تاریخ پاکستان	پروفیسر شیخ محمد رفیق	۱۹۷۷
۱۳	تذکرہ اکابر ملت (پاکستان) جلد اول	محمد عبدالکریم شرف قادری	۱۹۷۹
۱۴	تذکرہ شاہ و مجاہد	سید حیدر حسین شاہ	۱۹۷۳
۱۵	پہنستان	ظفر علی خاں	۱۹۷۳







## رسائل

نمبر شمار	نام رسائل	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱	اردو ڈائجسٹ واپس نامہ	لاہور	جولائی ۱۹۶۸ء
۲	السودان الفلم	مراکھ	رجبہ ذی قعدہ نوی ۱۴۱۰ھ ۱۳۴۵ء و شعبان ۱۳۴۹ء
۳	اشرفی	کچھوچھا (فیض آباد)	شوال ۱۳۵۰ء
۴	برگ لکھی	کراچی	اپریل مئی ۱۹۶۵ء
۵	پیرایہ راہ	"	دسمبر ۱۹۶۶ء
۶	سیارہ ڈائجسٹ	لاہور	اگست ۱۹۶۷ء
۷	میں اپنے حرم	"	جون جولائی ۱۹۶۷ء
۸	فیضان	"	بارہج ۱۹۶۸ء
۹	ترجما ایضات	کراچی	اگست ۱۹۶۸ء



## زندہ جاوید خوشبو میں

- تحریر علامہ محمد صالح فرفور (دمشق)
- ترجمہ محمد عبد الحکیم شرف قادری نقشبندی
- غفلتوں کے پتار اور گلشن رسالت کے مہکتے ہوئے پھول
  - اسلاف امت کے بگ بگ واقعات
  - مشام جان و ایمان معطر کرنے والی داستانیں
  - طلباء و طالبات اور خطباء کے لئے یکساں مفید

## مقالات سیرت طیبہ

- تحریر محمد عبد الحکیم شرف قادری نقشبندی
- عنوانات :
- تمیز سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
  - السنت النبوی (اصل) کا ترجمہ
  - محافل میلاد اور غیر مستند روایات
  - رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خشیت الہی
  - اخلاق عظیمہ
  - بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے والے ۲۷ وفود

محمد جاوید



منہ سے تاج بخش علی تجویری قدس سرہ العزیز  
کے زیرِ نفاذ

# مکتبہ قادریہ

- قرآن پاک: تفاسیر کتب حدیث اور علماء اہل سنت کی تصانیف کا مرکز۔
- تفسیر المذاہب: اہل سنت پاکستان کے کورس کے مطابق طالبات کا نصاب طالب کریں۔
- مکتبہ قادریہ: جامعہ نظامیہ رضویہ کی درسی اور غیر درسی کتب۔
- بیلی شریف کی پانچ تعویذات والی انگوٹھیاں اور دیگر تعویذات حاصل کریں۔

مکتبہ قادریہ، آباد بازار کیٹ نزدست بونٹ، لاہور

## الحسان الہی ظہیر کے کتاب البریلویہ

کا تحقیق و تصدیق جواز (مرلی زبان میں)

احسان کے عقائد پر قرآن و سنت اور کابریں اُمت کی آراء سے استنباد  
ہیں اور ان سے مراد مطلق علامہ سید ابوسفید باقم رقی علی المسزقون پیر محمد شہزادہ الہی  
شہس پیر محمد کوٹ آف پاکستان، ماہر طبابت، تفسیر، اور فقہ مسعود احمد اور مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی  
انہو اعلیٰ تعلیم الداس کے مقالات اور تقریرات سے مزین۔  
اہل سنت و جماعت کے محققانہ اسلوب، ادیبانہ آہنگ  
مرلی زبان میں لکھی گئی ایک اہم تصنیف،  
جس کو ہر صاحب علم  
مستفاد قرار



منظر عام پر آگئی ہے۔

ضخامت: ۳۸۸ صفحات

قیمت: ۲۰۰ روپے

پتہ قریبی ٹیک سٹال سے  
تعمید میں یا براہ راست  
قسم سے طلب فرمائیں

مکتبہ قادریہ، آباد بازار کیٹ نزدست بونٹ، لاہور



اللہ تعالیٰ سے تعلق بندگی اور حضور ﷺ سے تعلق غلامی  
مستحکم بنانے کیلئے امیر عالمی غوث الاسلام دکن علی گڑھ کی تحریریں منتخب

- ۱۔ شہکار و راز
- ۲۔ لکھنؤ و لاہور میں مصطفیٰ
- ۳۔ حضور کا سفر
- ۴۔ اقامت مصطفیٰ
- ۵۔ رسول کی مہجرت
- ۶۔ وفات کا حق
- ۷۔ محفل میلاد پر اہل اہانت کا حق صاحب
- ۸۔ اہل حق کا حق
- ۹۔ شیعہ اسلام و حق
- ۱۰۔ حبیب خدا سیدہ آمنہ کی گودیش
- ۱۱۔ نور خدا سیدہ خدیجہ کے گھر
- ۱۲۔ اہل زمین کی حق و حضور پر پتہ حاصل کیا
- ۱۳۔ کیا سزا ہے؟
- ۱۴۔ حضور کے حضور اہل حق کی قربانی؟
- ۱۵۔ اسلام اور حق و اہل حق
- ۱۶۔ اسلام میں حق کا تصور
- ۱۷۔ مسئلہ حدیث کی کتب - مشق رسول
- ۱۸۔ شب قدر اور اہل حق کی تعلیمات
- ۱۹۔ حق پر اور تصور رسول
- ۲۰۔ مشق اہل حق کی قربانی کا حق
- ۲۱۔ حق کا تصور اور حق کا حق
- ۲۲۔ حق کا حق
- ۲۳۔ حق کا حق
- ۲۴۔ حق کا حق
- ۲۵۔ حق کا حق
- ۲۶۔ حق کا حق
- ۲۷۔ حق کا حق
- ۲۸۔ حق کا حق
- ۲۹۔ حق کا حق
- ۳۰۔ حق کا حق
- ۳۱۔ حق کا حق
- ۳۲۔ حق کا حق
- ۳۳۔ حق کا حق
- ۳۴۔ حق کا حق
- ۳۵۔ حق کا حق
- ۳۶۔ حق کا حق
- ۳۷۔ حق کا حق
- ۳۸۔ حق کا حق
- ۳۹۔ حق کا حق
- ۴۰۔ حق کا حق
- ۴۱۔ حق کا حق
- ۴۲۔ حق کا حق
- ۴۳۔ حق کا حق
- ۴۴۔ حق کا حق
- ۴۵۔ حق کا حق
- ۴۶۔ حق کا حق
- ۴۷۔ حق کا حق
- ۴۸۔ حق کا حق
- ۴۹۔ حق کا حق
- ۵۰۔ حق کا حق
- ۵۱۔ حق کا حق
- ۵۲۔ حق کا حق
- ۵۳۔ حق کا حق
- ۵۴۔ حق کا حق
- ۵۵۔ حق کا حق
- ۵۶۔ حق کا حق
- ۵۷۔ حق کا حق
- ۵۸۔ حق کا حق
- ۵۹۔ حق کا حق
- ۶۰۔ حق کا حق
- ۶۱۔ حق کا حق
- ۶۲۔ حق کا حق
- ۶۳۔ حق کا حق
- ۶۴۔ حق کا حق
- ۶۵۔ حق کا حق
- ۶۶۔ حق کا حق
- ۶۷۔ حق کا حق
- ۶۸۔ حق کا حق
- ۶۹۔ حق کا حق
- ۷۰۔ حق کا حق
- ۷۱۔ حق کا حق
- ۷۲۔ حق کا حق
- ۷۳۔ حق کا حق
- ۷۴۔ حق کا حق
- ۷۵۔ حق کا حق
- ۷۶۔ حق کا حق
- ۷۷۔ حق کا حق
- ۷۸۔ حق کا حق
- ۷۹۔ حق کا حق
- ۸۰۔ حق کا حق
- ۸۱۔ حق کا حق
- ۸۲۔ حق کا حق
- ۸۳۔ حق کا حق
- ۸۴۔ حق کا حق
- ۸۵۔ حق کا حق
- ۸۶۔ حق کا حق
- ۸۷۔ حق کا حق
- ۸۸۔ حق کا حق
- ۸۹۔ حق کا حق
- ۹۰۔ حق کا حق
- ۹۱۔ حق کا حق
- ۹۲۔ حق کا حق
- ۹۳۔ حق کا حق
- ۹۴۔ حق کا حق
- ۹۵۔ حق کا حق
- ۹۶۔ حق کا حق
- ۹۷۔ حق کا حق
- ۹۸۔ حق کا حق
- ۹۹۔ حق کا حق
- ۱۰۰۔ حق کا حق



# عقائد و اعمال سنوارنے کیلئے بہترین کتب

مولد الہی از حافظ ابن حجر  
۳۲۔ الصلوات البشریٰ الصلوات علی خیر البشر  
۳۲۔ MANAGEMENT LESSON

۳۵۔ کیا محفل میلادِ نبوت ہے؟  
۳۶۔ نور خدا حضرت آدمؑ کی گود میں

۳۷۔ فضائلِ نبویہ  
۳۸۔ نگاہِ نبوت اور مشاہدہ اہل امت

۳۹۔ رعتِ ذکرِ نبوی  
۴۰۔ کیا بلند آواز سے ذکرِ سن ہے

۴۱۔ حیاتِ مولانا علی علیہ السلام  
۴۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضائی باتیں

۴۳۔ اسلام اور عورت کی حکمرانی  
۴۴۔ اسلام اور احترامِ والدین

۴۵۔ ہر ممکن کامیابی اور کامیابی  
۴۶۔ سب رسولوں سے اعلیٰ جہاد تھا

۴۷۔ کیا سنگِ مدینہ کھانا جاتا ہے؟  
۴۸۔ مزاجِ نبوی

۴۹۔ مولودِ برزخی  
۵۰۔ مسلکِ صدیق اکبرؑ عشقِ رسول

۵۱۔ اسلام اور احیاءِ اہل بیت  
۵۲۔ تبلیغِ بمقابلہ براہِ بیگناہ

۵۳۔ اسلامی تحریکیں اور تصورِ مع و طاقت  
۵۴۔ IS BLASPHEMY OF PROPHETS.  
۵۴۔ PARDONABLE

۵۵۔ اتحادِ امت کے لیے عملی تجاویز  
۵۶۔ موسمِ نبوی

۵۷۔ صحابہ اور پوسہ جسمِ نبوی  
۵۸۔ مشاورت کے فائدے

۵۹۔ عہدوں کا جامع تصور  
۶۰۔ کب زندہ ہیں اللہ

۶۱۔ حضورؐ نے ریشمان کیسے گزارا؟  
۶۲۔ احکام اور اس کے فائدے

۱۔ شاہکارِ ربوبیت  
۲۔ ایمان والہ دینِ مصطفیٰ

۳۔ حضور علیہ السلام کا طریح  
۴۔ شریعہِ سلامِ رضا

۵۔ محفلِ میلادِ اعترافاتِ عالمی محراب  
۶۔ فضائلِ نبویین حضور

۷۔ عورت کی امانت کا مسئلہ  
۸۔ عورت کی تربیت کا مسئلہ

۹۔ صحابہ کی وصیتیں  
۱۰۔ شبِ قدر اور اسکی فضیلت

۱۱۔ منہاجِ لہجہ  
۱۲۔ منہاجِ اذکار

۱۳۔ معارفِ اسلام  
۱۴۔ اسلام میں چھٹی کا تصور

۱۵۔ نماز میں مشروع و منہج حاصل کرنے کا طریقہ  
۱۶۔ نورِ خدا سیدہ علیہ کے گھر

۱۷۔ اسلام اور تجدیدِ ازدواج  
۱۸۔ حضورؐ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟

۱۹۔ صحابہ اور تصورِ رسول  
۲۰۔ مشفقانہ دلی نبوی کی کیفیات جذب و مستی

۲۱۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۵-6-7-8  
۲۲۔ امتیازاتِ مصطفیٰ

۲۳۔ درِ رسول کی حاضری  
۲۴۔ ذخائرِ محمدیہ

۲۵۔ کروں تیرے ہمے جانِ خدا  
۲۶۔ فضائلِ ائمہِ مقبیین علیہم السلام

۲۷۔ اولاد کو حکماءِ محبت حضورؐ کی  
۲۸۔ اصل مرادِ حاضری اس پاک دہ کی ہے

۲۹۔ نماز کی اہمیت و فضیلت  
۳۰۔ کارِ نبوت اور امتِ مسلمہ کی ذمہ داریاں

۳۱۔ عہدِ میلادِ نبوی سب سے بڑی عید  
۳۲۔ انور الدیوبی فی مولدِ النبوی از علامہ علی قادری

مولدِ رسول اللہ از حافظ ابن حجر